شرح

دیباچہ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

رسالہ نائیہ

مصنف:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، مقدمہ و حواشی

محمد نذیر رانجھا

Marfat.com

Marfat.com

(26)
5799
5799

شرح

دیباچہ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

رسالہ نائیہ

مصنف :

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، مقدمہ و حواشی

محمد نذیر رانجھا

جمعیۃ پبلیکیشنز

متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون : ۲-۵۴۲۷۹۰۱-۰۴۲

E-Mail: juipak@wol.net.pk

Marfat.com

81382

جملہ حقوق محفوظ

سالِ اشاعت : جنوری 2004ء

نام کتاب : شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ
(المعروف رسالہ نائیہ)

تصنیف : حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ

ترجمہ ومقدمہ وحواشی : محمد نذیر رانجھا

ناشر : محمد ریاض درانی

کمپوزنگ : جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر' وحدت روڈ' لاہور

مطبع : اشتیاق اے مشتاق پریس' لاہور

قیمت : -/110 روپے

Marfat.com

انتساب

بہ نام نامی زبدۃ العارفین و قدوۃ الکاملین مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی' سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ' کندیاں' ضلع میانوالی:

مرشد مہربان چنیں باید
تا در فیض زود بکشاید
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردھہ طعنہ زند بر چلہ

خاک پائے اولیاء عظام

محمد نذیر رانجھا

Marfat.com

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبان پہلوی

Marfat.com

مندرجات

مترجم ایک نظر میں		۷
عرضِ ناشر	محمد ریاض درانی	۱۳
تقریظ	خواجہ خواجگان حضرت خان محمد مدظلہ	۱۵
حرف آغاز		۲۱
مقدمہ:	شرح احوال وآثار حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ	۲۵
حواشی مقدمہ رسالہ نائیہ		۴۳
ترجمہ اردو متن رسالہ نائیہ		۴۷
دیباچہ مثنوی		۴۹
حکایت		۶۳
حکایت بادشاہ وکنیزک		۷۸
قصہ شیخ دقوقی قدس سرہ		۸۲
حکایت شیخ محمد سررزی قدس سرہ		۹۵
حکایت بایزید بسطامی قدس سرہ		۱۰۹

Marfat.com

کرامات درویشؒ جسے اہل کشتی چور سمجھے ۱۱۲

واقعہ حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۹

حکایت ۱۲۱

حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۲۳

مسئلہ فناو بقاء درویش کامل ۱۳۰

قصہ وکیلِ صدر جہان ۱۳۳

حواشی متن رسالہ نائیہ ۱۴۳

مآخذ و منابع ۱۶۹

Marfat.com

مترجم ایک نظر میں

الف:

نام : محمد نذیر رانجھا

ولدیت : جناب سلطان احمد رانجھا (مدظلہ)

تاریخ پیدائش : ۸ جنوری 1951ء بمقام چک نمبر ۶۷ جنوبی، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

ب: تحصیلات:

(۱) ایم اے (فارسی) پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۴ء

(۲) ایم اے (اسلامیات) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء

(۳) ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۷ء

(۴) بی اے، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء

(۵) بی ایل آئی ایس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

(۶) سرٹیفکیٹ ان لائبریرین شپ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۰ء

(۷) ایلیمنٹری عربیک کورس، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء

(۸) ایڈوانس عربیک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۹) ایف اے، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، سرگودھا، ۱۹۷۱ء

(۱۰) میٹرک، ایضاً، ۱۹۶۸ء

Marfat.com

ج: **ملازمت:**

(۱) مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (یکم جنوری ۱۹۷۳ء تا ستمبر ۱۹۸۵ء)

(۲) نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (اکتوبر ۱۹۸۵ء تا جون ۱۹۹۲ء)

(۳) اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد (جون ۱۹۹۲ء تا دم تحریر)

د: **تحقیقات و تالیفات:**

فارسی اور عربی سے اردو، اور اردو سے فارسی تراجم اور اردو میں تصنیف و تالیف اور نقد و نظر کے علاوہ فارسی متون کی تصحیح و تعلیق و تحقیق کا کام، نیز فارسی اور اردو میں متعدد تحقیقی مقالات ملکی و غیر ملکی مؤقر رسائل و جرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ مطبوعہ تحقیقی و تالیفی کتب و رسائل کی فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) ابدالیہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ، ترجمہ و تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۴۸ ص، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء

(۲) احادیث کے اردو تراجم (کتابیات): تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ۱۰۰ ص

(۳) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اردو مطبوعات (کتابیات اردو): مؤلف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۳۶۷ ص

(۴) برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان کے اردو تراجم) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۸ء، ۴۷۴ ص

(۵) بحر الحقیقۃ: (ترجمہ اردو) تصنیف: خواجہ احمد غزالیؒ، ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۹۶ ص، ۱۹۸۹ء

(۶) تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی، ناشر:

Marfat.com

لاہور، وحدت روڈ، جمعیۃ پبلی کیشنز، جامع مسجد پائلٹ سکول، ۲۰۰۳ء؛
۵۶۲ص

(۷) تذکرہ زبدۃ الاولیاء حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ (فارسی)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ، دار المبلغین حضرت میاں صاحب، ۱۹۹۵ء، ۷۶ص

(۸) تذکرہ قطب عالم حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (اردو)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ، دار المبلغین حضرت میاں صاحب، ۲۰۰۳ء، ۲۵۲ص

(۹) تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج محمد امین (اردو)، تالیف: تحسین اللہ، نظر ثانی: محمد نذیر رانجھا، ناشر: چارسدہ، المجاہد آباد، جماعت ناجیہ، ۱۹۹۷ء، ۲۸۸ص

(۱۰) جدید فارسی گرامر: (اردو) دستور فارسی نوین، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۸۳ص، ۱۹۸۹ء

(۱۱) رسالہ ابدالیہ: (فارسی) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی، تصحیح و تعلیقات و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۰ص، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

(۱۲) رسالہ انسیہ: (فارسی متن و ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخی، تصحیح و ترجمہ و تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان: ڈیرہ اسماعیل خان، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، مکتبہ سراجیہ، ۱۱۲ص، ۱۹۸۳ء

(۱۳) سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (۱-شرح اسماء الحسنیٰ ۲-حورائیہ، ۳-طریقہ ختم احزاب)، تحقیق و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۵ء، ۷۶ص

Marfat.com

(۱۴) شاہد کے نام: (اردو) تصنیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: راولپنڈی، مصنف، ۳۲ص: اکتوبر ۱۹۷۷ء

(۱۵) شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ (المعروف رسالہ نائیہ)، تصنیف: حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ ومقدمہ وحواشی: محمد نذیر رانجھا، لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ۱۰۷ص

(۱۶) شرح مثنوی معنوی: (فارسی دو جلدیں) شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح وپیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، جلد اول: ۱۴+۷ جلد دوم: ۶۰۰ص، ۱۹۸۵ء

(۱۷) فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش: (فارسی) تالیف، محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۰۵ص، ۱۹۹۳ء

(۱۸) قدیم عدالتی اردو زبان: (اردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈیمی، ۱۹۳ص، ۱۹۹۰ء

(۱۹) کتاب دوست شمارہ ۱: فہرست نسخہ ہائے خطی عربی وفارسی واردو کتاب خانہ پروفیسر منظور الحق صدیقی، راولپنڈی، تالیف وترتیب ومعاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۸۴+۱۲ص، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۲۰) کتاب دوست شمارہ ۲ (اردو): فہرست نسخہ ہائے خطی وفارسی واردو پنجابی کتاب خانہ جناب ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (گجرات)، ترتیب ومعاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۱۰۸+۴ص، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۲۱) کنز العلم والعمل (احادیث نبویؐ کا اردو ترجمہ): محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۴۶ص، ۱۹۹۴ء

Marfat.com

(۲۲) لمحات من نفحات القدس (فارسی): تصنیف: محمد عالم صدیقی، پیشگفتار و فہارس: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۶۶۶ص، ۱۹۸۶ء

(۲۳) نسایم گلشن راز (فارسی): شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیشگفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۲۸ص، ۱۹۸۳ء

(۲۴) نئے چراغ: (اردو، نثر و نظم) تصنیف و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، مصنفین، ۶۴ص، ستمبر ۱۹۷۴ء

(۲۵) یادوں کے مینار: (اردو، شعر) سرودہ: محمد نذیر رانجھا، باشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، سرایندگان، ۶۴ص، اکتوبر ۱۹۷۴ء

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

زیر نظر کتاب محترم محمد نذیر رانجھا صاحب کی بہترین کاوش ہے جو سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ شیخ المشائخ حضرت خواجہ یعقوب چرخی کی اہم تصنیف ''رسالہ نائیہ'' جو مثنوی مولانا روم کے دیباچہ کی تشریح پر مشتمل ہے کا اردو ترجمہ ہے۔ محترم رانجھا صاحب کی طرف سے ابتداء میں مقدمہ اور حواشی کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔

تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں شریف کی اشاعت کے بعد جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کی یہ دوسری کاوش ہے جس کی اشاعت کی سعادت جمعیۃ پبلی کیشنز کو حاصل ہو رہی ہے۔ تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان اور تفسیر چرخی کا اردو ترجمہ بھی اشاعت کے لیے جمعیۃ پبلی کیشنز کے آئندہ پروگرام میں شامل ہے۔ جمعیۃ پبلی کیشنز اپنی مطبوعات کا معیار بہتر سے بہتر بنانے کے لیے کوشاں رہی ہے۔ زیر نظر کتاب میں ہم اس میں کس حد تک کامیاب رہے ہیں اس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ ہمیں امید ہے آپ حسب سابق ہماری رہنمائی فرمائیں گے تاکہ ہم اپنی کوتاہیوں کو آئندہ ایڈیشن میں صحیح کر سکیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

والسلام

حافظ محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ' لاہور

5427901-2

Marfat.com

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور آپ کی نبوت رُسالت کو قیامت تک کے لیے رہنمائی و ہدایت کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے آپ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا۔ اس اعتبار سے آپ کی نبوت بھی آخری' آپ کی شریعت بھی آخری' آپ کے بعد نبوت رُسالت کے امکان کا تصور بھی کفر قرار دیا گیا تاکہ اس بارے میں سوچا بھی نہ جا سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد کو اگر مختصر طور پر دیکھا جائے تو ایک جملہ میں آپ نے اس کا تذکرہ فرما دیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی غلامی میں دے دیا جائے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکثر اپنے حکام کو کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام نہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزاد جنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی تخلیق کے مقصد کا ذکر اس انداز میں فرمایا۔

"میں نے جن و انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے"

اس عبادت کے مفہوم کو چونکہ ہر شخص سمجھ نہیں سکتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ عبادت کا مفہوم سمجھانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا اور تدریجی طور پر وقت اور حالات کے اعتبار سے رہنمائی فرمائی تا آنکہ نبی اکرم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور چالیس سال کی عمر میں لفظ اقراء کے ذریعے آپ پر وحی الٰہی کے ذریعہ شریعت کے احکامات کے نزول کا آغاز کیا گیا اور قرآن کریم کی شکل میں قیامت تک کے لیے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منشور زندگی تدریجی طور پر عطا کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کی عمر کے آخری سال حجۃ الوداع کے موقع پر اس دین کی تکمیل کا اعلان ان الفاظ سے کیا گیا۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

"آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔"

دین اسلام کی توضیح وتشریح اور عبادت کا مفہوم سمجھانے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار طریقے عطا کیے گئے جس کا تذکرہ مندرجہ بالا آیت میں کیا گیا ہے۔

۱۔ قرآن کریم کے الفاظ کی تعلیم (یعنی تلاوت سکھانا)۔

۲۔ قرآن کریم کے مفہوم کی تعلیم۔

۳۔ حکمت یعنی سنت نبویہ کی تعلیم۔

۴۔ تزکیہ نفس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دار ارقم میں اور مدینہ منورہ میں صفہ قائم فرما کر اہل علم کی ایک بڑی جماعت جس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضرت ابی ابن کعبؓ حضرت موسیٰ اشعریؓ حضرت معاذ بن جبلؓ ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ سمیت ہزاروں حفاظ وعلماء کرام، قرا عظام، محدثین، مفسرین پیدا کیے جن کی بدولت آج تک یہ علوم محفوظ چلے آرہے ہیں اور علوم نبویہ کی اشاعت کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔

بعثت نبویہ کے چوتھے اور اہم مقصد یا طریقہ جس کو قرآن کریم نے تزکیہ نفس سے تعبیر کیا

Marfat.com

ہے۔ اس کے لیے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہ ہی کافی تھی اور جن پر قبولیت کے ساتھ یہ نگاہ پڑ گئی تو وہ صدیق اکبر اور عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، ابوذر غفاری سمیت ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایسی جماعت تیار کی جن کا قلب اگرچہ معصومیت کی منفس سے متصف تو نہیں ہوا مگر عصمت اور پاکیزگی کے اس مقام تک ضرور پہنچ گیا جس سے گناہ کا صدور نادر الوجود کی حیثیت اختیار کر گیا اور اگر خدانخواستہ کبھی فطرت کی بنا پر ایسا ہو گیا تو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک گناہ کا کفارہ ادا نہ ہو جائے اور اس کی صرف دو مثالیں ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ملتی ہیں۔ ایک حضرت ابولبابہ کہ انہوں نے گناہ سے معافی کے لیے اپنے آپ کو ستون سے باندھ لیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کی قبولیت کی بشارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے عطا کی۔ دوسری مثال حضرت کعب بن مالک کی ہے کہ ایک جہاد میں شرکت نہ کرنے کے بعد ان کی توبہ قبول کی تو قرآن کریم میں اس سے متعلق آیات نازل فرمائیں۔ ''تزکیہ نفس'' کا اتنا اعلیٰ طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نظر اور تربیت سے عطا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رضامندی کی سند ان الفاظ سے فرمائی۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ وہ لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی جماعت فلاح پانے والی ہے۔ ''تزکیہ نفس'' کی مختصر تعریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضرت جبریل امین علیہ السلام کی تشریف آوری اور دین سے متعلق سوالات کے جوابات کی صورت میں ان الفاظ سے ہوا۔

اِنۡ تَعۡبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنۡ لَّمۡ تَکُنۡ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گویا کہ تم ان کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نہیں تو پھر یہ کیفیت متحضر ہونی چاہیے کہ تم ان کو دیکھ رہے ہو۔

آپ تصور کریں کہ جب انسان استحضار کے اس درجہ پر آ جائے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کے روبرو تصور کرے اور اپنی نگاہ بصیرت سے ذات باری تعالیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہو کیا اس سے گناہ کا

Marfat.com

ہونا ممکن ہے؟ تزکیہ نفس یا قلب کی تطہیر اسی کا نام ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کیفیت آپ کی ایک نگاہ ایک صحبت بابرکت یا قرب کی وجہ سے نہایت آسانی سے حاصل ہو جاتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے جتنا جتنا بعد آتا رہا اس کیفیت کے حصول کے لیے مختلف طریق اختیار کیے جاتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں علم اور تزکیہ نفس ساتھ ساتھ حاصل ہو جاتے تھے اور تزکیہ نفس کے لیے کسی الگ مجاہدہ یا تربیت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ مگر بعد کے ادوار میں حصول علم کی طرح تزکیہ نفس کے لیے بھی اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ علیحدہ طور پر اس کے لیے محنت کی جائے۔ اس کے لیے حضرات اکابر نے ''تصوف و سلوک'' کا طریقہ متعین کیا اور باقاعدہ اس کے لیے خانقاہی نظام وضع کیا گیا۔ جہاں پر تزکیہ نفس کے حصول کے طالب کو باقاعدہ تدریس کے انداز میں منازل سلوک طے کرائے جانے لگے۔ اس سلسلہ میں چار سلسلے استوار ہوئے۔ نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ، قادریہ۔

جس طرح علوم قرآن و نبویہ کے لیے ہر دور کے علماء کرام نے حالات کی روشنی میں کتابیں تصنیف فرمائیں تاکہ ان کے علوم ان تک محدود نہ رہیں بلکہ نئے نئے حقائق کے ساتھ منظر عام پر آئیں۔ اسی طرح تصوف اور تزکیہ نفس کے سلسلہ میں اکابر علماء کرام نے تالیفات مرتب کیں۔ اکابر علماء کرام اور مشائخ عظام کے ملفوظات کو جمع کیا گیا۔ الغرض ''تزکیہ نفس'' کے علوم و معارف کو اس طرح مرتب کیا گیا کہ سالک راہ حق آسانی کے ساتھ ''قرب خداوندی'' حاصل کر سکے اور معرفت خداوندی تک پہنچ سکے۔ اس سلسلے میں بہت زیادہ کتابیں ہیں مگر بعض کتابوں کو خاص طور پر مقبولیت حاصل ہے۔ مثنوی مولانا روم کو اس موضوع پر ایک سند کی حیثیت حاصل ہے اور ہر صاحب دل بزرگ اس کے مطالعہ کو لازمی جز سمجھتے ہیں اور مریدین اور تزکیہ کے طالبین کو اس کا خصوصی درس دیتے ہیں۔ ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند کے بعض علماء کرام نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے درخواست کی کہ انہیں مثنوی کا درس دیں۔ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب کو معلوم ہوا تو علماء کرام کو منع کرتے ہوئے کہا کہ ان کو ''دیوبند'' میں رہنے بھی دو گے یا نہیں۔ مثنوی پڑھاتے ہوئے تو یہ جنگل کو نکل جائیں گے۔ سید

Marfat.com

الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے متوسلین اور مریدین کو مثنوی کا درس مرحمت فرماتے۔

مثنوی مولانا روم جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ یہ کوئی سرسری انداز میں لکھی گئی کتاب نہیں کہ ایک مصنف یا مؤلف نے ایک موضوع پر کچھ مواد جمع کر دیا بلکہ تصوف وسلوک کی راہ کے حصول کے لیے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل سفر کیا اور معرفت خداوندی کے حصول کے لیے اپنے آپ کو تواضع کی انتہا تک پہنچایا اور عجیب بات یہ ہے کہ اس راہ کی طرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پہنچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب ترین بندہ کو ایک کرامت ظاہر کرنا پڑی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم کے حصول کے بعد عزت وشہرت اور قدر و منزلت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو کر دولت علم تقسیم فرماتے اور اپنے جمع کردہ علمی خزانوں کے مخطوطات کو بہت ہی حفاظت سے رکھتے تھے۔ ایک دن درس مرحمت فرما رہے تھے کہ حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ کب تک کتابوں سے اس طرح مشغول رہو گے اور کتابیں اٹھا کر تالاب کے پانی کے سپرد کر دیں۔ مولانا روم برسوں کی محنت اور علمی عرق ریزی کے اس اتلاف کے صدمہ سے بے خود ہو گئے اور سر پکڑ کر بیٹھ گئے کہ خواجہ تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے تالاب میں ہاتھ ڈال کر تمام کتابوں کو اٹھایا تو وہ کتابیں اس مصرعہ کا مصداق تھیں۔

پھریں دریا میں اور دامن کو نہ لگے پانی

اس واقعہ پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو علوم باطنی کی طرف متوجہ کیا اور آپ مجاہدات کی دنیا میں پہنچے اور منازل سلوک طے کرتے ہوئے مشائخ عظام کی توجہات سے معرفت کے درجے پر پہنچے تو آپ کی زبان اور آپ کا قلم علوم باطنی اور بصیرت آموز واقعات کا ترجمان بن گیا اور آپ تصوف وسلوک ہی کی نہیں بلکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی توضیح وتشریح کا ماخذ قرار پائے۔ اسی بنا پر بعض اکابر سے منسوب یہ جملہ مثنوی مولانا روم کے استفسار کے لیے بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے کہ اگر فارسی میں کلام الٰہی نازل ہوتا تو اس کی زبان و بیان کی سب سے زیادہ مشابہت مثنوی مولانا روم کی ہوتی۔ ایک ایک شعر اور ایک ایک جملہ معرفت خداوندی اور تزکیہ نفس کے لیے الہامی حیثیت کا حامل ہے۔ مثنوی مولانا روم کی افادیت کا اس سے اندازہ کیا جا

Marfat.com

سکتا ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد چاروں سلسلوں کے اکابر اپنے خلفاء کو خصوصی طور پر اس کی تعلیم دیتے اور وہ اپنے مریدین کی اصلاح کے لیے مثنوی مولانا روم کو ذریعہ بناتے رہے۔

اسی بنا پر مثنوی مولانا روم کی بہت سی شروحات ہر دور کے اکابر کی ملتی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ کی طرف سے جو روحانی وراثت اس تلقین کے ساتھ عطا ہوئی کہ اس فیض کو آگے پھیلائیں تو حضرت نے جہاں دیگر علوم کی ترویج اشاعت فرمائی اس میں مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پر بھی قلم اٹھایا اور اس کے دیباچہ کی توضیح وتشریح فرمائی۔

ہمارے عزیز محمد نذیر رانجھا صاحب جو کہ ایک اچھے محقق اہل علم ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین سے ان کا عقیدت ومحبت کا تعلق ہے اسی کیفیت کی وجہ سے مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی خزانوں کو اردو میں منتقل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ انہوں نے زیر نظر کتاب اس کے اردو ترجمہ کی سعادت حاصل کی جس کی طباعت کی سعادت حافظ ریاض درانی صاحب کے حصہ میں آئی۔ جو کہ اکابر علماء کرام کی تصنیف کو منظر عام پر لانے کا خصوصی ذوق رکھتے ہیں۔ خصوصاً مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے علمی نوادرات کو منظر عام پر لا کر ہم سب کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر کی نسبت نصیب فرمائے۔ آمین بحق سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

(شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا) ابوالخلیل خان محمد

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں

Marfat.com

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلَھَا رُجُوْماً لِّلشَّیَاطِیْنَ وَزَیَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَجَعَلَھُمْ حُجَجًا وَّبُرَاھِیْنَ، یَرْفَعُ بِھِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوْکَ مِنَ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بَعْد ،اس مسکین و بے نوا کی یہ خواہش وتمنا ہے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کی تمام تصنیفات و نگارشات کا اردو ترجمہ کر کے شائع کرایا جائے جنہیں اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند یہ قدس سرہ نے فرمایا تھا:

> ''تمہیں جو کچھ ہم سے ملا ہے' اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا تا کہ سعادت کا موجب بنے۔''

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کی دستیاب کتب/ رسائل میں سے ''رسالہء نائیہ'' ایک اہم تصنیف ہے جس میں انہوں نے مثنوی معنوی مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ کے دیباچہ کی شرح عرفانی انداز میں کی ہے اور اس رسالہ کے آخر میں مثنوی کی حکایت بادشاہ و کنیزک' قصہ شیخ دقوقیؒ ، حکایت شیخ محمد سرزیؒ، حکایت بایزید بسطامیؒ، کرامات درویشؒ، واقعہ حضرت بہلولؒ، حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام، مسئلہ فنا و بقاء درویش کامل اور قصہ وکیل

Marfat.com

صدر جہان کا اضافہ کیا ہے۔ یہ شرح معارف و عرفان الٰہی کا خزینہ ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔

رسالہ نائیہ چرخی کا فارسی متن معروف افغانی محقق جناب (استاد) خلیل اللہ خلیلی مرحوم کی تصحیح و تعلیقات کے ہمراہ انجمن تاریخ افغانستان۔ کابل نے ۱۳۳۶ھ ش میں طبع کیا تھا۔ احقر نے اس کا اردو ترجمہ ۱۹۷۸ء/ ۱۳۹۸ء میں مکمل کیا اور ادارہ الکتاب، داتا گنج بخش روڈ، لاہور کے مالک و سرپرست جناب محمد سلیم چشتی مرحوم کو طباعت کے لیے دیا۔ کچھ مدت بعد آن محترم نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور یوں رسالہ مذکور جوان کے بقول آمادۂ طباعت تھا' شائع نہ ہو پایا اور دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ اس رسالہ کا دست نویس مسودہ (جس کی نقل احقر کے پاس نہ تھی) احقر کو ہزار ہا منت سماجت کرنے کے باوجود بھی آن محترم کے جانشین گرامی نے واپس نہ دیا اور یوں اس کی اشاعت میں تاخیر و التوا کا ایسا طولانی سلسلہ جاری ہوا جس کی کوئی معقول وجہ تو بیان نہیں کی جا سکتی۔ بس یہی کہ بندہ دیگر کاموں میں مستغرق ہونے کی وجہ سے از سر نو ترجمہ نہ کر سکا۔ خوش قسمتی سے کچھ عرصہ قبل اپنے اوراق پراگندہ اور دست نویس یادداشتوں کا ایک مجموعہ ہاتھ لگا جس میں رسالہ نائیہ کا اردو ترجمہ بھی موجود تھا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِک۔ بفضل ربی پہلے کا کیا ہوا ترجمہ دوبارہ صاف کر کے لکھنے کی توفیق ارزانی ہوئی اور یوں ربع صدی بعد اسے ہدیہ قارئین کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ وَمِنَ اللّٰہِ التَّوفِیق اور اس تاخیر میں بھی یقیناً خیر ہوگی۔ رسالہ کے شروع میں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار اور آخر میں حواشی کا اضافہ ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا...... رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اس ناچیز و مسکین کی سعادت مندی ہے کہ رسالہ نائیہ کی اشاعت محترم و مکرم جناب محمد ریاض درانی کر رہے ہیں۔ اللہ کریم ان کی اس مخلصانہ کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور انہیں اپنے نیک مقاصد میں کامران فرمائے۔ آمین

آخر میں رب کریم کے حضور اور درگاہ عالی میں دعا ہے کہ وہ اپنے فضل عمیم کے صدقے

81382

Marfat.com

حقیر کی یہ کوشش اپنی بارگاہ معلیٰ میں قبول و منظور فرمائے اور اس روسیاہ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت پاک کا فیض نصیب فرمائے اور اپنی رحمت و عنایت کے طفیل اپنی رضا و خوشنودی دنیا و آخرت میں ارزانی فرمائے۔ دنیا میں عافیت و سلامتی اور اپنی فرمانبرداری کے ساتھ زندہ رکھے۔ مرتے دم خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے اور روز محشر اپنے حبیب مکرم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاک پائے اولیائے عظام

احقر: محمد نذیر رانجھا عفر ذنوبہ وستر عیوبہ

۲۵ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ/ ۲۶ جولائی ۲۰۰۳ء

مکان نمبر سی بی-۱۳۱، غازی آباد

کمال آباد- راولپنڈی کینٹ

Marfat.com

Marfat.com

مقدمه

شرح احوال و آثار

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

نام ونسب:

یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثم السررزی المعروف یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

والد بزرگوارؒ:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب ''تفسیر چرخی'' میں چند جگہ پر ذکر کیا ہے کہ آپ کے والد بزرگوارؒ ارباب علم ومطالعہ سے تھے اور پارسا اور صوفی تھے۔ ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ ایک روز پڑوسی کے گھر سے پانی لائے چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لیے نہ پیا۔ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی اپنے والد بزرگوار سے پڑھی تھی[1]۔

جز فضل تو راہ کہ نماید مارا   جز جود تو بندگی کہ شاید مارا
گر چلہ ہر دو کون طاعت داریم   بے لطف تو کار بر نیاید مارا

ایک دوسری جگہ ذکر آیا ہے کہ آپ کے والد بزرگوارؒ نے آپ کو ایک دعا پڑھائی کہ اسے ہمیشہ سورہ عم کی قرأت کے بعد پڑھیں[2]۔

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۷۶۲ھ/۶۰-۱۳۶۱ء میں ہوئی (تفصیل کے لیے دیکھیے عنوان ''وفات'' جو آگے آرہا ہے)۔

تعلیم وتربیت:

کچھ عرصہ جامع ہرات اور ممالک مصر میں تحصیل علم کی[3]۔ حضرت شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۳ یا ۸۳۴ یا ۸۳۸ھ/ ۲۹-۱۴۳۰ یا ۳-۱۴۳۱ یا ۳۴-۱۴۳۵ء) آپ کے ہمدرس تھے اور آپ نے حضرت مولانا شہاب الدین احمد بن محمد سیرامی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م آخر رمضان ۸۰۴ھ/ اپریل ۱۴۰۲ء) سے جو اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے، تلمذ کیا[4]۔ فتوی کی اجازت آپ نے علماء بخارا سے حاصل کی تھی[5]۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نقشبندؒ سے ملاقات:

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ کو ان سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ جب آپ اجازت فتویٰ حاصل کر کے بخارا سے واپس چرخ جانے لگے تو ایک دن حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی سے عرض کیا ''میری طرف بھی توجہ فرمائیں''۔

خواجہ نے فرمایا: ''کیا اس وقت جب کہ تم سفر کی حالت میں ہو؟''

آپ نے عاجزی سے کہا: ''میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں''۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کیوں؟ آپ نے کہا: ''اس لیے کہ آپ بزرگ ہیں اور عوام الناس میں مقبول ہیں۔''

حضرت خواجہ نے فرمایا کہ کوئی اچھی دلیل؟ ممکن ہے یہ قول شیطانی ہو۔'' حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے کہا: ''حدیث صحیح ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا دوست بناتا ہے' اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے۔'' حضرت خواجہ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا:

''ما عزیزانیم'' ان کے یہ فرمانے سے حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا حال دگرگوں ہو گیا کیونکہ اس واقعہ سے ایک ماہ قبل انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ ان سے فرماتے ہیں:

''مرید عزیزان شو'' اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب بھول چکے تھے۔ جب حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ''ما عزیزانیم'' تو حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو وہ خواب یاد آ گیا[۶]۔

اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کی کہ میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا: ''ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان[۷] سے توجہ طلب کی تو انہوں نے کہا: ''غیر توجہ میں نہیں رہتا' کوئی چیز ہمارے پاس رکھو تا کہ جب میں اسے دیکھوں تو تم یاد آ جاؤ[۸]۔''

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

Marfat.com

''تمہارے پاس ایسی چیز نہیں ہے جو ہمارے پاس رکھ جاؤ' لہٰذا میری ٹوپی ساتھ لے جاؤ' جب اسے دیکھ کر ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے اور اس کی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی۔''

پھر فرمایا ''اس سفر میں مولانا تاج الدین دشتی کولکی کو ضرور ملنا کہ وہ ولی اللہ ہیں[9]۔''

بخارا سے روانگی:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سفر کی اجازت لی اور بخارا سے بلخ کی طرف چل پڑے۔ اتفاق سے انہیں کوئی ضرورت پیش آئی اور ایسا موقع آیا کہ وہ بلخ سے کولک کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں انہیں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا جس میں انہوں نے حضرت مولانا تاج الدین دشتی کولکیؒ سے ملاقات کرنے کے لیے فرمایا تھا[10]۔

مولانا تاج الدینؒ سے ملاقات اور بخارا کو واپسی:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش بسیار کے بعد حضرت مولانا تاج الدین دشتی کولکی رحمۃ اللہ علیہ کو پالیا۔ اس ملاقات اور مولانا دشتی کولکیؒ کا جو رابطہ محبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے تھا' نے مولانا یعقوب چرخیؒ کے دل پر اس قدر اثر کیا کہ وہ دوبارہ بخارا کی طرف چل پڑے اور ارادہ کیا کہ جا کر حضرت خواجہ نقشبندؒ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کریں گے[11]۔

ایک مجذوب سے ملاقات:

بخارا میں ایک مجذوب تھے جن سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عقیدت تھی۔ انہوں نے ان کو سرِ راہ بیٹھے دیکھا۔ ان سے پوچھا ''کیا میں حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں جاؤں؟'' انہوں نے کہا ''جلدی جاؤ'' اس مجذوب نے اپنے سامنے زمین پر بہت سی لکیریں کھینچیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سے کہا کہ ان لکیروں کو گنوں' اگر مفرد ہوئیں تو میرے ارادے کی دلیل ہوں گی کیونکہ ''ان اللہ فرد و یحب الفرد''[12]۔ چنانچہ انہوں نے لکیروں کو گنا تو یہ مفرد تھیں[13]۔

Marfat.com

حضرت خواجہؒ سے دوبارہ ملاقات:

اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اشتیاق بڑھا کہ وہ حضرت نقشبندؒ کی خدمت میں جائیں اور ان کے مریدوں میں شامل ہو کر ان کی نظر التفات سے مشرف ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرمائی اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کامل اور مکمل ولی اللہ ہیں۔ غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد انہوں نے قرآن مجید سے فال نکالی اور یہ آیت سامنے آئی: ''اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ'' [۱۴]

آخر روز میں وہ اپنے مسکن فتح آباد میں حضرت شیخ سیف الدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۸ھ/ ۵۹-۱۲۶۰ء) کے مزار کے طرف متوجہ بیٹھے تھے کہ اچانک قبول الٰہی کا ایک قاصد آ پہنچا اور ان کے دل میں باطنی بے قراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت حضرت خواجہ نقشبندؒ کی طرف چل پڑے جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ قصر عارفاں پہنچے تو حضرت خواجہ سرِ راہ ان کے منتظر تھے اور وہ ان سے لطف واحسان کے ساتھ پیش آئے [۱۵]۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے حلقہ ارادت میں شمولیت:

نماز کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں ہے: ''العلم علمان، علم القلب: فذلک علم نافع، علم الانبیاء والمرسلین، والعلم اللسان: فذلک حجۃ اللہ علیٰ ابن آدم'' [۱۶]۔ امید ہے کہ علم باطنی سے تمہیں کچھ نصیب ہوگا۔'' اور فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ''اذا جالستم اھل الصدق فاجلسوھم بالصدق، فانھم جواسیس القلوب یدخلون فی قلوبکم وینظرون الی ھممکم ونیاتکم'' [۱۷] اور ہم مامور ہیں، ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ آتا ہے۔ اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی تمہیں قبول کرلیں گے [۱۸]۔

یہ رات حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بڑی بھاری تھی۔ انہیں یہ غم کھائے جارہا تھا کہ شاید حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے قبول نہ کریں۔ اگلے روز مولانا یعقوب

Marfat.com

چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

''مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے
اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں لیکن جو آدمی جس حالت میں
آئے اور جیسا وقت ہو[۱۹]۔''

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز[۲۰] تک بیان فرمایا اور پھر حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو وقوف عددی[۲۱] میں مشغول کیا اور فرمایا: ''یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا[۲۲]۔''

عطائے خلافت:

بیعت کے بعد آپ کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور اس دوران حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تعلیم و تربیت کرتے رہے۔

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور رخصت کے وقت فرمایا: ''ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگان خدا تک پہنچاؤ اور مناسب حال حاضرین کو بخطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا تا کہ سعادت کا موجب بنے[۲۳]۔ پھر تین بار فرمایا: ''ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا[۲۴]۔'' اور ساتھ ہی حضرت علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے کا ارشاد فرمایا[۲۵]۔

بخارا سے روانگی:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے چل کر شہر کش (ماوراء النہر کے ایک گاؤں) میں پہنچے اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اسی اثناء حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ساتھ ہی خوف بھی کہ مبادا عالم طبیعت کی طرف پھر میلان ہو جائے اور طلب کی خواہش نہ رہے۔ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

روح کو دیکھا اور انہوں نے آپ کا وہم ایک اشارہ کے ساتھ دور کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے خیال کیا کہ درویشوں کے گروہ میں مل کر ان کے طریقہ کو اپنایا جائے۔ پھر عالم روحانی میں حضرت خواجہ نقشبندؒ کو دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو عالم روحانی میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ میں وہ کون سا عمل کروں جس کے ہونے سے آپ کو قیامت میں پالوں؟ انہوں نے فرمایا: ''شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے سے[۲۶]''۔

حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کی خدمت میں: [۲۷]

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ عرصہ موضع کش میں قیام کرنے کے بعد آپ بدخشان چلے گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ کو چغانیان سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملا۔ جس میں انہوں نے آپ کو اپنی متابعت کا اشارہ کیا۔ آپ چغانیان کو روانہ ہو گئے اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ آپ چند برس تک ان کی صحبت میں رہے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بے حد لطف فرماتے تھے[۲۸]۔

جب حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ ربیع الاول ۸۰۲ھ/ ۲۰ نومبر ۱۳۹۹ھ کو اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ چغانیان سے واپس حصار آ گئے اور انہوں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تعمیل کرنی چاہی کہ ''جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے' اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا[۲۹]''۔

وفات:

آپ نے بروز ہفتہ ۵ صفر ۸۵۱ھ/ ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء کو حصار میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۸۲ھ/ ۸۰-۱۳۸۱ء میں بخارا میں ایک

Marfat.com

خواب دیکھا تھا جس کا ذکر انہوں نے تفسیر چرخی میں کیا ہے [۳۰]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے ۶۹ سال پہلے کا ہے اور اگر یہ ان کے آغاز طالب علمی اور ہرات سے بخارا تک سفر کرنے کا زمانہ تھا تو بھی کم از کم اس وقت آپ بیس سال کے تھے۔ اس طرح آپ نے تقریباً ۸۹ سال عمر پائی۔ دوسری طرف آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور ان سے ۶۰ برس بعد فوت ہوئے۔ اس رو سے بھی آپ نے کافی لمبی عمر پائی [۳۱]۔

قطعہ تاریخ وفات

شد براوج چرخ چون منزل گزین	حضرت یعقوب محبوب خدا
رحلتش (شمس الہدایت) گفتہ اند	نیز (حق آمود مطلوب خدا)
واصل (کامل ملک سیرت) بخوان	ہم بدان (یعقوب محبوب خدا) [۳۲]

مزار انور:

صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر مبارک موضع ہلفتو [۳۳] میں واقع ہے جو حصار کا ایک گاؤں ہے [۳۴] اور اسی روایت کو صاحب تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نے بھی نقل کیا ہے [۳۵]۔ اس سلسلے میں معروف ایرانی محقق و دانشور سعید نفیسی مرحوم (م ۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء/۲۳ آبان ۱۳۴۵ھ ش) اپنی کتاب "تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی" میں لکھتے ہیں:

> "مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حصار شادمان میں وفات پائی۔ ان کا مزار اب تاجکستان کے دار الخلافہ دوشنبہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر چغانیاں میں واقع ہے۔ حصار شادمان شہر پہلے اسی جگہ آباد تھا اور بعد میں حصارات سے شہرت پائی۔ اس شہر کے آثار میں سے ایک حمام اور دو مزار باقی ہیں۔" [۳۶]

اولاد امجاد:

۱- جناب سعید نفیسی کے بقول:

"حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت

Marfat.com

مولانا یوسف چرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ کے جانشین تھے۔ ان کا مزار دوشنبہ سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اس جگہ موجود ہے جو چرتک کے نام سے مشہور ہے اور اس پر تیمور کے مقبرہ کی طرح کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہاں پہاڑ کے دامن میں ایک بڑی خانقاہ بنائی گئی ہے جہاں چند حجرے ہیں[۳۷]۔"

۲- حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر چرخی میں لکھا ہے کہ اس فقیر کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر ۱۶ سال اور ۸ ماہ تھی، وہ انواع کمالات سے آراستہ اور صاحب حسن صوری و معنوی تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں اس کی قبر پر متوجہ تھا۔ اس کی روحانیت سے یہ شعر میری خاطر میں گزرا:

با دو قبلہ در راہ توحید نتوان رفت راست — یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

(حکیم سنائی)

اور اس شعر کو دوسرے اشعار کے ساتھ اس نے لکھ کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور اکثر اسے پڑھا کرتا تھا[۳۸]۔

راقم الحروف کے خیال میں یہ آپ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔

خلیفہ و جانشین:

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ/ ۲۰ فروری ۱۴۹۰ء) اپنے وقت کے مشہور عارف آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے[۳۹]۔

حضرت مولانا چرخیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و ترقی:

سلطان الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین (نقشبند) قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تیسری شاخ حضرت مولانا معظم شیخ یعقوب چرخی قدس سرہ سے چلی۔ ان سے یہ بزرگوں کے راہنما اور دین کے حامی و ناصر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو ملی اور ان

Marfat.com

سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو عجب رونق ملی اور اسی طرح حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت خواجہ یوسف بایقولی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی جو بایقول میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی جو ختلان میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ اسماعیل ختلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی[۴۰]

مسجد یعقوب چرخیؒ

سابق سوویت حکومت نے ۱۹۸۲ء کے لگ بھگ تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ کے نواح میں واقع ایک مسجد کا نام حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا تھا[۴۱]۔

خواجہ احرارؒ کی مولانا یعقوب چرخیؒ سے عقیدت:

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے براستہ چل دختران حصار گئے اور اس طویل مسافت کو فرط اخلاص کے سبب اکثر پیادہ طے کیا۔

جب مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مولانا نے غصے کی نگاہ سے خواجہ احرار کی طرف دیکھا۔ نیز حضرت مولانا کی پیشانی مبارک پر سفیدی (مشابہ برص) ظاہر ہوئی جس سے خواجہ احرارؒ کے دل میں کراہت پیدا ہوئی۔ حضرت مولانا نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ دوسری بار مولانا یعقوب چرخیؒ نے اس طرح خواجہ احرارؒ کی طرف توجہ فرمائی کہ انہوں نے بے اختیار ہو کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ اس پر مولانا یعقوب چرخیؒ نے فرمایا:

> ''میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبند نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔''

اس کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو طریقہ خواجگان اور وقوف عددی کی تلقین فرمائی[۴۲]

Marfat.com

شاعری:

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ یہ رُباعی آپ کی ہے:

تا در طلب گوہر کانی کانی
تا زندہ بوئے وصل جانی جانی
فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو
ہر چیز کو در جستن آنی آنی [۴۳]

ملفوظات گرامی:

۱- حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مصر میں مولانا شہاب الدین سیرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم درس تھے۔ ایک روز آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین خوافی حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل فرماتے ہیں اور اس کا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ''جی درست ہے'' پھر آپ ساعت بھر عالم بے خودی میں چلے گئے۔ آپ کا معمول تھا کہ ساعت بہ ساعت عالم بے خودی میں چلے جاتے تھے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آپ کی زبان پر یہ بیت جاری تھا:

چون غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم ۔۔۔ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

۲- حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شہر ہرات کے اوقاف میں سے تین جگہوں کے علاوہ کہیں کوئی چیز نہیں کھا سکتے۔ یعنی (الف) خانقاہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ (ب) خانقاہ ملک اور (ج) مدرسہ غیاثیہ میں۔ ان تین مقامات کے

Marfat.com

علاوہ کوئی اور جگہ ایسی وقف نہیں ہے جس میں شک نہ ہو۔

اسی وجہ سے ماوراء النہر کے اکابرین قدس اللہ تعالیٰ اروا حہم نے اپنے مریدوں کو ہرات کے سفر سے منع کیا ہے' کیونکہ وہاں حلال کم ہے۔ جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو عالم طبیعت کی طرف الٹے پاؤں چلنے لگتا ہے اور سلوک کے راہِ مستقیم سے منحرف ہو جاتا ہے۔

۳۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کو بیعت کرتے وقت فرمایا: "میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے' جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔"

تصنیفات

۱۔ ابدالیہ (فارسی):

اس کا موضوع اثبات وجود اولیاء اور ان کے مراتب ہے۔ اس کا اردو ترجمہ خاکسار نے پہلی بار کیا جو اپریل ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن' لاہور کی جانب سے چھپ چکا ہے۔ احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح و تعلیقات کا کام کیا جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کی طرف سے ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا ہے۔

۲۔ اُنسیہ (فارسی):

یہ رسالہ بہ تصحیح جناب اعجاز احمد بدایونی مجموعہ ستہ ضروریہ (مجموعہ رسائل حضرات نقشبندیہ) میں (ص ۱۵ تا ۳۷) مطبع مجتبائی۔ دہلی (ہند) سے ۱۳۱۲ھ/ ۹۵-۱۸۹۵ء میں چھپ چکا ہے اور چند فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ جو یہ ہیں:

(۱) فصل: فضیلت دوام وضو (۲) فصل: ذکر خفی (۳) فصل نفلی نمازیں

(۴) خاتمہ: بعض فوائد جو مصنف کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچے۔

Marfat.com

جناب علامہ اقبال احمد فاروقی نے رسائل نقشبندیہ میں اس کا اردہ ترجمہ کر کے مکتبہ نبویہ، لاہور سے ۱۹۸۱ء/۱۴۰۲ھ میں شائع کیا تھا۔

اس ناچیز نے اُنسیہ کا فارسی متن جناب اعجاز احمد بدایونی والے ایڈیشن اور کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد میں مخزونہ قلمی مخطوطہ نمبر ۳۹۳، مکتوبہ ۹۱۰ھ/۴-۱۵۰۵ء سے مقابلہ کر کے تصحیح و حواشی و تعلیقات اور مقدمہ در احوال و آثار مصنف مدون کیا اور اس کا اردو ترجمہ بھی تیار کیا جو ۱۹۸۳ء/۱۴۰۴ھ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد اور مکتبہ دائرہ ادبیات، ڈیرہ اسماعیل خان کے اشتراک سے طبع ہوا۔ یہ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ خاکسار کے تصحیح و ترجمہ کردہ اسی فارسی متن و ترجمہ کو دوبارہ ۱۹۸۴ء/۱۴۰۵ھ میں مکتبہ سراجیہ خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے طبع کیا۔

۳- تفسیر یعقوب چرخیؒ (فارسی):

اس میں تسمیہ، تعوذ اور فاتحہ کے علاوہ آخری دو پاروں کی تفسیر موجود ہے۔ یہ ۸۵۱ھ/۱۴۴۷ء (جو مصنف کا سال وفات ہے) میں مکمل ہوئی[۴۴]۔ فارسی متن بارہا چھپ چکا ہے۔ ایک بار ۱۳۰۸ھ/۹۰-۱۸۹۱ء میں لکھنؤ (ہند) سے شائع ہوئی[۴۵] اور ایک دفعہ اسے حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ھ/۱۲-۱۹۱۳ء میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا ہے اور اس ایڈیشن میں تفسیر کے کناروں پر "تفسیر روضۃ المارب" کے نام سے مولوی ولی محمد صاحب خجندی قندھاریؒ کے گراں قدر حواشی بھی طبع ہوئے ہیں۔ یہ تفسیر تاجکستان میں قرآن شریف کے تاجک زبان میں ترجمے کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس کے قلمی مخطوطات اکثر کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔[۴۳] اس کا ترجمہ از احقر راقم الحروف ان شاء اللہ جلد ہی جمعیۃ پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔

۴- حورائیہ: جمالیہ: شرح رباعی ابوسعید ابی الخیرؒ (فارسی):

کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آبا میں مخزونہ ایک قلمی

Marfat.com

مخطوطہ ''مجموعہ رسائل''، نمبر ۴۴۸۴ کے صفحہ ۱۵۴-۱۶۱ پر یہ رسالہ موجود ہے۔ کاتب نے اس کے آخر میں رسالہ کا نام ''جمالیہ'' لکھا ہے اور اس کی تاریخ کتابت ۱۱۰۰ھ/ ۸۸-۱۶۸۹ء ہے۔[۴۶]

احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح وتعلیقات کا کام کیا اور یہ پہلی بار دانش (شمارہ ۱ بہار ۱۳۶۴ھ ش/ ۱۴۰۵ھ) فصل نامہ رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد میں (ص ۳۴-۳۹) زیر عنوان ''دواثر غیر چاپی یعقوب چرخی جمالیہ: حورائیہ (شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر قدس سرہ) طبع ہوا تھا۔ بعد ازاں احقر نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ میں (ص ۵۲-۶۲) میاں اخلاق احمد اکیڈمی- لاہور سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔

۵- رسالہ درباره اصحاب وعلامات قیامت (فارسی):

اس کا قلمی مخطوطہ موجود ہے۔ بخط نستعلیق تیرہویں صدی ہجری کاتب محمد بن داملا آدینہ محمد خواجہ ایستر خانی مجال سرای، بروز چہار شنبہ صفر، آغاز ناقص (مجموعہ مخطوطات نمبر ۵۴۷۸، بنیاد خاور شناسی تاشکند، نسخہ ہائے خطی، جلد ۹، ص ۱۷۸، زیر نظر: محمد تقی دانش پژوہ، تہران، ۱۳۵۸ھ ش۔[۴۷]

۶- شرح اسماء الحسنٰی (فارسی):

اس کے دیباچے میں آپ نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے علمائے طریقت نے اسماء اللہ کی عربی وفارسی میں متعدد شروح لکھی ہیں، میں نے ان کے فوائد فارسی میں اکٹھے کیے ہیں تاکہ خاص وعام کو اس سے فائدہ پہنچے۔ اس کے مخطوطات چند کتب خانوں میں محفوظ ہیں:

الف راولپنڈی، گولڑہ شریف، کتاب خانہ دربار عالیہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بخط نستعلیق، کتابت تیرہویں صدی ہجری، ۲۸ص، ۱۵س۔

ب اٹک، مکھڈ شریف، کتاب خانہ مولانا محمد علی صاحب (درملک جناب محمد صالح)، بخط نستعلیق، کتابت گیارہویں صدی ہجری، ۲۲ ص

Marfat.com

(دیکھئے فہرست مشترک ۱: ۲۴، ۳: ۱۲۹۱، ۱۴۸۱، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳)

ج جناب سید وحید اشرف (مدراس- بھارت) نے مجلّہ دانش (۲: ۱۷۲) میں لکھا ہے کہ اس شرح کے تین نسخے مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (ہندوستان) میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے ان کا کوئی تعارف نہیں لکھا۔ احقر نے ذاتی طور پر مذکورہ نسخوں کی فوٹو کاپی کے حصول کی کوشش کی تھی کامیابی نہیں ہوئی۔

د خاکسار کے مہربان جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی کے ہاتھ ''کفایۃ العباد فی شرح الاوراد'' (در شرح اوراد فتحیہ میر سید علی ہمدانیؒ) نگاشتہ: عبدالملک بن قاضی قاسم بن قاضی محمد ملقب بہ غیاث المار یکلی معروف بہ قاضی زادہ، نوشتہ بسال ۸۶۹ھ، مکتوبہ بدست نگارندہ (قاضی زادہ) در ۸۷۰ھ آیا تھا جس کے ساتھ (برگ ۱۰۲-۱۰۸ تک) شرح اسماء الحسنی مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز کا نسخہ موجود تھا۔ مولانا چرخی قدس سرہ العزیز کا وصال ۸۵۱ھ میں ہوا۔ لہٰذا یہ نسخہ ۱۹ برس بعد کتابت ہوا جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب نوشاہی صاحب نے خاکسار کے تصحیح کردہ متن (فارسی) شرح اسماء الحسنٰی (جو مجلّہ دانش ۱، ص ۱۵-۲۲ میں طبع ہوا تھا) کے ساتھ مذکورہ نسخے کا مقابلہ کیا اور اختلافات کو مجلّہ دانش ۳: ۲۰۴-۲۰۸ (پائیز ۱۳۲۴ھ ش) میں شامل اشاعت کردیا۔ احقر نے اپنے تصحیح کردہ متن اور جناب نوشاہی صاحب کے تحریر کردہ اختلافات کو مدنظر رکھ کر شرح اسماء الحسنٰی کا اردو ترجمہ کیا اور یہ میاں اخلاق احمد اکیڈمی، لاہور کی طرف سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہونے والے ''سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ'' کے آغاز میں (ص ۲۳-۵۱) شامل ہے۔

۷-طریقہ ختم احزاب (یعنی منازل تلاوت قرآن مجید) (فارسی):

قرآن مجید کے ختم پاک کی تکمیل کا یہ طریقہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ الدین بخاریؒ کی روایت سے کتابت کیا ہے اور ملا جمیل رشیؒ نے اسے نظم کا روپ دیا ہے۔

Marfat.com

احقر کو یہ "طریقہ ختم احزاب" کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام میں موجود قرآن مجید کے مخطوطات کی فہرست تالیف کرتے ہوئے ہاتھ لگا۔ یہ نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۲۰۳) کے شروع میں (ص ۱۳) اور نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۳۴۴۴) کے آخر میں (ص ۶۸۰) موجود ہے۔ نسخہ دوم بدست عبداللہ ابن عبدالعزیز ابن حقیر احمد متوطن قریہ پلیانہ، بروز پنج شنبہ بوقت ظہر سنہ ۱۲۱۴ھ کا کتاب شدہ ہے اور پہلے نسخے (جو قرآن مجید نمبر ۲۰۳ کے شروع میں ص ۱۳ پر ہے) سے صحیح تر ہے[۴۸]۔ (دیکھئے: فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش، ص ۴۵، ۱۵۲، ۱۶۷، ۱۷۴ کہ وہاں مندرج نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کے آخر میں یہ دعا ختم احزاب موجود ہے)۔ خاکسار نے ان دونوں نسخوں (قرآن مجید نمبر ۳۴۴۴، ۲۰۳ میں مندرج) کا مقابلہ کر کے ایک فارسی متن تیار کیا جو مجلہ دانش شمارہ ۱ (ص ۴۰-۴۱) میں طبع ہوا ہے۔

بعد ازاں احقر نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو اپنے فارسی متن کے ہمراہ "سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ" میں (ص ۶۳-۶۶) شامل ہے اور میاں اخلاق احمد اکیڈمی، لاہور سے ۱۹۹۷ء میں طبع ہوا ہے۔

۸- نائیہ، رسالہ (فارسی):

اس کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی مولوی معنوی مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور اس کے آخر میں مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بادشاہ و کنیزک، قصہ شیخ دقوقیؒ، حکایت شیخ محمد سررزیؒ، حکایت بایزید بسطامیؒ، کرامات درویشؒ، واقعہ حضرت بہلولؒ، حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام، مسئلہ فنا و بقاء درویش کامل اور قصہ وکیل صدر جہان کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شرح نائیہ معارف و عرفان الٰہی کا خزینہ ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں آپ نے اولیائے کرام کے مراتب و درجات اور ان کے ادب و احترام کا ذکر انتہائی خوبصورت اور مدلل انداز میں کیا ہے۔

یہ رسالہ معروف افغانی محقق جناب (استاد) خلیل اللہ خلیلی مرحوم (م ۴ مئی ۱۹۸۷ء) کی تصحیح و تعلیقات اور مقدمہ سے رسالہ نائیہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ

Marfat.com

(ص ۹۵-۱۵۸) انجمن تاریخ افغانستان کابل کی جانب سے ۱۳۳۶ھ ش میں طبع ہوا تھا[۴۹]۔ احقر نے فضل ربی سے اس متن کا اردو ترجمہ ۱۹۷۸ء میں کیا تھا۔ بعد ازاں مصنفؒ کے احوال و آثار میں ایک تحقیقی مقدمہ مع حواشی کا اضافہ کیا اور بحمد للہ اب شائع کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

حواشی مقدمہ رسالہ نائیہ

۱۔ تفسیر چرخی، ص ۲۳۰، مقدمہ نائیہ ص ۷۸، نیز ترجمہ نائیہ ۱۰۵

۲۔ تفسیر چرخی، ص ۲۳۲، مقدمہ نائیہ ۷۹

۳۔ رشحات، ص ۷۹، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۳۰

۴۔ رشحات، ص ۷۶، شذرات الذہب ۷، ۳۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۳۲

۵۔ رشحات، ص ۷۶

۶۔ رشحات، ص ۷۶

۷۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۱-۷۲۱ھ/۱۱۹۵-۹۳-۱۳۲۱ء) خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۷ھ/۱۳۱۷ء) کے خلیفہ اور حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء) کے پیرو مرشد ہیں (دیکھئے تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۲۱۵-۲۲۶)

۸۔ رشحات، ص ۷۷

۹۔ رشحات، ص ۷۷

۱۰۔ رشحات، ص ۷۷

۱۱۔ رشحات، ص ۷۷

۱۲۔ ترجمہ: خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے۔

۱۳۔ رشحات، ص ۷۷

Marfat.com

۱۴- سورہ الانعام ۹۰ ترجمہ: یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی۔ سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلیے۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۱۵- رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۱۶- ترجمہ: ''علم دو ہیں، ایک دل کا علم ہے جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم ہے اور یہ بنی آدم پر حجت ہے''، رسالہ قدسیہ، ص ۱۰۸، بحوالہ کنز الهدایات، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۱۷- ترجمہ: جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں، وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

۱۸- رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۱۹- رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۲۰- حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۳۵-۵۷۵ھ/ ۱۰۴۴-۱۱۷۹ء) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۶ھ / ۱۱۴۲ء) کے خلیفہ اور حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۵ھ/ ۱۳۱۵ء) کے پیرو مرشد ہیں (دیکھئے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ، ص ۳۸۷-۴۰۱)

۲۱- وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر میں واقف رہنا ہے۔ جب ذکر کرے تو طاق یعنی وتر کرے جیسے ۱، ۳، ۵، ۷، ۹، ۱۱ وغیرہ۔ اس میں ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مناسبت ہے۔ کیونکہ ارشاد ہے: ''اللہ وتر ویحب الوتر'' یعنی خدا ایک (طاق) ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے (دیکھئے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ۱۷۷)

Marfat.com

۲۲- رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰، ۱۴۱

۲۳- انسیہ ۵، رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۲۴- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۲۵- رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲، خزینۃ الاصفیاء ا: ۵۶۷۔

۲۶- رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۲۷- حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م۸۰۲ھ/ ۱۴۰۰ء) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ (م۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) کے خلیفہ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد۔ (دیکھئے تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ، ص ۵۲۷-۵۳۴)

۲۸- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲۔

۲۹- تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲۔

۳۰- تفسیر چرخی ۷۷۔

۳۱- مقدمہ نائیہ ۹۹۔

۳۲- گنج تاریخ، بحوالہ آریانہ ۱۴

۳۳۔ ھلفتو کا موجودہ نام ''گلستان'' ہے۔ (دیکھئے تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ۵۳۷، ۵۴۵)، خزینۃ الاصفیاء ا: ۵۶۶-۵۶۷، آریانہ ۲: ۱۲، سلسلہ نقشبندیہ ۱۱۶-۱۱۷، مطلب الطالبین ۲۴-۲۵، سفینۃ الاولیاء ۸۰،

Encyclopaedia Iranica, 4:819-820- Le Soufi et le Commissair, 194-210

۳۴- رشحات، ص ۶۷

۳۵- رشحات، ص ۱۴۲۔

۳۶- تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی ۲: ۷۷۸-۷۷۹

Marfat.com

۳۷- ایضاً

۳۸- مقدمہ نائیہ، ص ۹۷، تفسیر چرخیؒ، ص ۱۰۶

۳۹- تاریخ نظم ونثر در ایران ۱: ۲۶۵

۴۰- نسمات القدس ۶۹

۴۱- روز نامہ جنگ کراچی، ۹ جنوری ۱۹۸۲ء، بشکریہ دوست محترم جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد

۴۲- مقدمہ نائیہ ۱۰۷، ۱۰۸

۴۳- ہفت اقلیم ۱: ۳۳۴، نائیہ ۱۲۶، تفسیر چرخیؒ، ۲۷، ۲۲۶

۴۴- تاریخ نظم ونثر در ایران ۱: ۲۶۵

۴۵- فہرست مشترک ۱: ۳۰-۳۲

۴۶- ایضاً ۳: ۱۴۲۳

۴۷- بشکریہ دانشمند محترم ایرانی جناب آقای استاد احمد منزوی۔

۴۸- نسمات القدس (ص ۳۲۳) کے نسخہ خطی مخزونہ کتابخانہ گنج بخش کے آخر میں مذکور ہے: اور (شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۰۳۴ھ نے) فرمایا کہ: ایک عزیز نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے خط میں ''ختم احزاب'' پڑھا ہے کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کیا کرتے تھے:

''فاتحہ'' ''انعام'' ''یونس'' گیر و ''طٰہٰ'' اے ھمام
''عنکبوت'' آنگہ ''زمر'' پس ''واقعہ'' دان''

۴۹- فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی ۲: ۲۹۱۱

Marfat.com

ترجمہ اردو

متن رسالہ نائیہ

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡلَآ اَنۡ هَدٰنَا اللّٰهُ[۱]۔

بہت زیادہ اور انتہا کو نہ پہنچنے والی حمد اور بے شمار ستائش اللہ تعالیٰ کی جس نے نبیوں اور ولیوں کو جمالی اور جلالی صفتوں کا مظاہر بنایا اور قیامت کے روز تک درود اور سلام ہو رسولوں اور نبیوں کے پیشوا، سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والے ہادی اور پاکیزہ ہستیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل کرام اور اصحاب عظام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) پر جو ہدایت کے ستارے ہیں[۲]۔ (علاوہ ازیں) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش عموماً امت کے تمام عالموں اور ولیوں پر ہو اور خصوصاً اس فقیر کے شیخ، واصلین کے قطب، عارفین کے پیشوا اور محققین کے علوم کے وارث حضرت بہاء الحق والدین معروف بہ نقشبند[۳] قدس اللہ سرہ (اللہ ان کے راز کو پاک بنائے) اور نور اللہ ضریحہ (اللہ ان کی قبر کو منور فرمائے) اور ان کے خلفائے عظام اور اصحاب واحباب پر ہو۔

اَمَّا بَعۡد: (اپنی) بخشش کا امیدوار (یہ) ضعیف بندہ یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد الغزنوی ثم الچرخی ثم السررزی رحمہم اللہ تعالیٰ یوں کہتا ہے کہ احباب واصحاب میں سے بعض نے التماس کی کہ مثنوی (مولانا رومؒ) کے باطنی کمالات میں سے کچھ بیان کیے جائیں: ''فاجیبهم الی ذلک لم یکن مقامی هنالک والله تعالیٰ اعلم هو المستعان وعلیه التکلان''[۴]

دیباچہ مثنوی

جاننا چاہیے کہ قطب المحققین، انسان عیون العارفین، لسان القدس، جلیس مجالس الانس، کاشف اسرار الحقیقت اور برہان الاولیاء والعلماء فی الشریعت والطریقت حضرت مولانا (جلال الدین محمد) بلخی رومی قدس اللہ تعالیٰ سرہ[۵] نے (اپنی) کتاب مثنوی معنوی کی بنا ایسے عجیب اسلوب پر رکھی ہے جو ان سے پہلے نہ تھا اور انہوں نے اسرار حقیقت اور علوم طریقت کو

Marfat.com

لباس شریعت میں یوں رمز واشارہ کے ساتھ کہانیوں اور قصوں کے اندر بیان کیا ہے کہ ہر آدمی کو ان کی سمجھ نہیں آتی (اس سے ان کی مراد یہ تھی) کہ ان کے حقائق کی دلہنیں نامحرم لوگوں کی آنکھ سے (بچنے کے لیے) غیرت کے گنبدوں میں پنہاں رہیں۔ انہوں نے کتاب کے شروع میں تصوف اور اس کے مقصودِ اصلی یعنی محبوب حقیقی کی جدائی کے بعد اس کی طلب وصول کو بانسری کے قصہ میں مختصر اور مفصل انداز میں بیان کیا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سیر وسلوک کی روش پر فرمایا ہے:

''رحم الله من علم معاشه و معاده''[۶]

یعنی وہ دنیا میں سیر وسلوک کے ایسے طریقے پر گامزن رہے کہ اُس دنیا (آخرت) میں اس کا لوٹ کر جانا اچھا اور پسندیدہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا''[۷]

اور یہ مقصد دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے یعنی برے کاموں کو چھوڑ دینے اور اچھے کاموں کے کرنے سے اور اس عبارت میں بھی کہا گیا ہے کہ: ''التحلى و التجلى''[۸] یعنی جب دونوں مقصد کمال کو پہنچتے ہیں اور اطمینان میسر آتا ہے تو جو مقصود ہوتا ہے وہ مل جاتا ہے اور (سالک) ''يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً''[۹] کے خطاب سے مشرف ہو جاتا ہے۔

پس (مولانا رومؒ نے) کتاب کے شروع میں محبوب حقیقی سے بچھڑ جانے کے بعد اس کے وصال کو طلب کرنے کی جانب اشارہ کیا ہے جسے ''سیر الی اللہ'' کہتے ہیں اور ایمان حقیقی یہی ہے (کیونکہ آیا ہے کہ) ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَان''[۱۰]۔ ارواح انسانی جو (بقول) ''نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ''[۱۱]۔ عالم روحانی میں وصال کے بعد (بمطابق حدیث نبویؐ): ''الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ايتلف و ما تناكر اختلف''[۱۲]۔ انسان کے جسم میں مقید ہیں (مولانا روم نے ان کا ذکر) بانسری کے ساتھ تشبیہ دے کر استعارہ تصریحیہ[۱۳] کے طور پر بیان کیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

Marfat.com

تو چو سرنائے منی بے دم من نالہ مکن
تا چو چنگت نہ نوازم زنوا ہیچ مگو[۱۴]

ترجمہ: تو بانسری کی مانند میرا راز ہے (لہٰذا) میری پھونک کے بغیر فریاد مت کر، جب تک میں تجھے چنگ (بربط) کی طرح نہ بجاؤں، تو نغمہ سرائی مت کر۔

حکیم عالم عامل سنائی غزنوی قدس سرہ[۱۵] نے اس ضمن میں فرمایا ہے:

ما ذات نہادہ در صفاتیم ھمہ
موصوف صفت سخرۂ ذاتیم ھمہ
تا در صفتیم جملہ ماتیم ھمہ
چون رفت صفت عین حیاتیم ھمہ[۱۶]

یعنی ہم نے ذات کو مکمل طور پر صفات میں رکھا ہے، ہم موصوف صفت بن کر ذات کے فرمانبردار ہو گئے ہیں۔

جب تک ہم صفت ہیں، بالکل مردہ ہیں، جب صفت جاتی رہی تو ہم عین حیات ہو گئے ہیں۔

(مولانا روم نے) اولیاء اللہ اور اہل وجد کے ہجر کے دنوں میں عاجزی اور زاری کرنے اور عبادت کی قولی، مالی اور بدنی صورتوں کے ذریعے وصال (حق) کے طلب کرنے کو بمطابق (ارشاد ربانی):

"یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ"[۱۷]

اور "اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ"[۱۸] (اور) تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا"[۱۹]

نالہ و فریاد کے ساتھ بیان کیا ہے جو ظاہری طور پر بانسری سے صادر ہوتا ہے۔ (مولانا رومؒ نے یوں) فرمایا:

Marfat.com

مثنوی

بشنواز نے چون حکایت می کند
وز جدائی ھا شکایت می کند [20]

ترجمہ: بانسری سے سن! کیا بیان کرتی ہے اور جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے۔

جیسا کہ اولیاء اللہ کے عرفانی کلمات کے ذریعہ نظم ونثر میں اسرار حقیقت بیان کیے گئے ہیں اور (ان میں) درد وفراق اور آتش ہجر کا اظہار اور محبوب حقیقی سے بچھڑ جانے کی شکایت جیل میں بند ہو جانے کی طرح نالہ وفریاد کے ذریعے کی گئی ہے (مولانا رومؒ نے اس شعر میں) اسی طریقے سے (ان کیفیات کو) بیان کیا ہے جو ظاہری طور پر (آہ وبکا کی شکل میں) اسی طرح بانسری سے سرزد ہوتی ہے۔ جس طرح اہل وجد وتلوین کو اولیاء اللہ کے عرفانی کلمات اور لطیف شعروں کے ذریعے ذوق وشوق دامنگیر ہوتا ہے۔ اسی طرح بانسری (کے سروں) سے بھی (یہ ذوق) حاصل ہوتا ہے۔ سید الطائفہ (جنید بغدادیؒ) کا قول ہے: ''الاصوات الطیبة خاطباة ربانیة'' [21]۔ عابدوں اور زاہدوں کی عبادت نفسانی فائدوں (لذتوں) کے لیے ہوتی ہے لیکن عارفوں اور عاشقوں کی بندگی دیدار (الٰہی) کی خاطر ہوتی ہے۔

مثنوی

بندہ دائم خلعت و اِدرار جوست
خلعت عاشق ہمہ دیدار اوست [22]

ترجمہ: بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جویان ہے، عاشق کی سب خلعت اس کا دیدار ہے۔

بہ لذت ھائے جسمانی غمت را کے فروشم من
کہ دادن ابلہی باشد بہ سیری من و سلویٰ را [23]

یعنی جسمانی لذتوں کے عوض میں تیرے غم کو کیوں کر فروخت کروں؟ کہ سیر شدہ کو من وسلویٰ دینا نادانی ہوتا ہے۔

Marfat.com

مثنوی

کز نیستاں تامرا ببریدہ اند

از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

سینہ خواھم شرحہ شرحہ از فراق

تابگویم شرح دردِ اشتیاق[24]

ترجمہ: کہ جب سے مجھے بنسلی سے کاٹا ہے۔ میرے نالہ سے مرد و عورت (سب) روتے ہیں۔

میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو جدائی سے پارہ پارہ ہو۔ تاکہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں۔

یعنی عاشق صادق اور طالب دردمند کو آتش ہجر سے جلا ہوا ہونا چاہیے اور اس کا سینہ بانسری کے سینے کی مانند غم فراق سے چاک ہونا چاہیے۔ تاکہ ہم اسے اشتیاق کی شرح سنائیں۔ بے درد کے سامنے عشق کی بات بیان نہیں کی جاسکتی کیونکہ بہرے کو چنگ (بربط) کے ساز سے کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ (جیسے کہ ارشاد الٰہی ہے):

"صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ"[25]

اس شعر میں اشارہ ہے کہ طالب صادق کو بہت ہی زیادہ دردِ طلب اور مکمل توجہ کا حامل ہونا چاہیے۔ تاکہ شیخ کی بات اس کے اندر اثر کرے۔ بانسری سے مراد یا تو حضرت مولانا (رومؒ) کی روح مبارک ہے یا پھر تمام انسانی روحوں میں عرفاء کی مبارک ارواح ہیں جو انسانوں اور اہل جنت کی پاکیزہ مجلسوں کے چاہنے والے ہوئے ہیں اور جنہیں نفسانی خواہشوں اور انسانی کدورتوں سے پاک (حالت میں) عالم لاھوت (عالم حقیقت) سے عالم ناسوت (عالم فانی) کی طرف بھیجا گیا ہے اور جنہیں اس کثیف (انسانی) بدن جو چار تاریک عناصر سے مرکب ہے، میں مقید کیا گیا ہے اور (روح) ہمیشہ اس وصال (حق) کی طالب اور اس زلال (سرمدی) کی پیاسی ہے اور وہ اپنے اصلی وطن کی طالب ہے۔ مولانا رومؒ نے اس مقصد سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

Marfat.com

مثنوی

ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگار وصل خویش [۲۶]

ترجمہ: جو کوئی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے۔

اسے (یعنی انسان کو) اس دنیا (عالم فانی) میں عالم بقا (آخرت) کا طالب ہونا چاہیے اور نیک اعمال کرنے چاہئیں تا کہ وہ محبوب حقیقی (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) کے وصال و جمال (دیدار) سے مشرف ہو جائے (جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے):

"وَمَنْ اَرَادَ الآخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُوْلٰئِکَ کَانَ سَعْیُهُمْ مَشْکُوْرًا" [۲۷]

لیکن وہ لوگ جو اس وصال (حق) کے طالب نہیں اور اس درِ طلب سے محروم ہیں وہ (اس) کمینی دنیا میں مستغرق ہیں اور انہیں سکون واطمینان میسر نہیں ہوا اور وہ محبوب حقیقی (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) کے وصال کے طالب اور زلال سرمدی کے پیاسے نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ آیَاتِنَا غَافِلُوْنَ" [۲۸]

اور ایک دوسری آیت میں (اللہ رب العزت) فرماتا ہے:

"وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ" [۲۹]

(یہ لوگ چوپایوں سے بھی بڑھ کر) گمراہ اس لیے ہیں کہ عقل وفہم رکھنے کے باوجود اس وصال (حق) کے طالب نہیں ہوتے اور قابلیت اور امکانِ حصول کے حامل ہوتے ہوئے بھی ماسوی اللہ کی طرف متوجہ ہیں۔

Marfat.com

دلدار بہ طعنہ گفت شرمت بادا

رُخسارِ من ایں جاو تو درگل نگری [۳۰]

چنین محبوب در شہری و آنگہ دیدنش ممکن

کسے کز پائے بنشیند مگوے را بصر باشد [۳۱]

یعنی دلدار نے طعنہ زنی کرتے ہوئے کہا کہ تجھے شرم آنی چاہیے، میرا رخسار ادھر ہے اور تو پھول کی جانب دیکھ رہا ہے۔

ایسا خوبصورت محبوب شہر میں ہے اور اسے دیکھنا بھی ممکن۔ ایسے میں جو آدمی بیٹھا رہے، مت کہو کہ وہ بصیرت رکھتا ہے۔

مثنوی

من بہر جمعیتے نالان شدم

جفت بدحالان وخوش حالان شدم [۳۲]

ترجمہ: میں ہر مجمع میں روئی، خوش اوقات اور بداحوال لوگوں کے ساتھ رہی۔

اس شعر میں اشارہ ہے کہ انسانی روح اپنی (بلند) پروازوں کے سبب خوش قسمت لوگوں کے دلوں کے قریب رہی ہے۔ یعنی نبیوں، ولیوں اور تمام صالحین کی ہم نشیں بنی اور اپنی پست رویوں کی بدولت بدقسمت لوگوں کے دلوں کے نزدیک ہوئی ہے یعنی کافروں اور فاجروں کی مصاحب بنی ہے (جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے):

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم ثُمَّ رَدَدْنَاہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْن" [۳۳]

انسانی روح اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے عالم نورانی سے اس تاریک بدن میں داخل ہوئی اور (یوں وہ) ختم نہ ہونے والے اجر سے مشرف ہوئی جو شخص گناہ کرنے میں مشغول ہوا وہ مردود ہو کر جہنم کے پست ترین (اسفل سافلین) درجے کا مستحق ٹھہرا۔ یہ فاسق و فاجر شخص اللہ تعالیٰ سے شرمندہ ہوگا جو (ہر جگہ) اس کے ساتھ موجود اور حاضر ہے۔ جب روح بدن سے

Marfat.com

جدا ہوگی اور یہ (مذکورہ) حالت اس (فاجر آدمی) پر ظاہر ہوگی تو وہ کہے گا:

''یا حسرتا علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ ''[۳۴] (روح انسانی) جب تک عالم ارواح میں تھی کسی تعلق کے بغیر فیض حاصل کرتی تھی۔ جب عالم کثرت میں آئی اور اشقیاء کی مصاحب بنی تو اس فیض سے محروم ہوگئی۔

آندم کہ خرد بودم ھم خرقہ بود خضرم　　اکنون کہ پیر گشتم ہم درس کودکانم[۳۵]

یعنی جب میں چھوٹا تھا تو خضر علیہ السلام میرے ہم خرقہ تھے۔ اب جب بوڑھا ہوگیا ہوں تو میں بچوں کا ہمدرس بن گیا ہوں۔

مثنوی

ہر کسے از ظن خود شد یار من

از درون من نجست اسرار من[۳۶]

ترجمہ: ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی۔

یعنی لوگوں کی ہر جماعت انسانی نفس ناطقہ (کلیات و عقلی امور کو دریافت کرنے والی قوت) جو کہ روح ہے کے بارے میں ایک عقیدہ رکھتی ہے۔ اس ضمن میں طبیبوں، حکیموں اور عالموں کے درمیان اختلاف ہے۔ ہر آدمی نے اپنے گمان کے مطابق صاحب شرع کی اجازت کے بغیر اس بارے میں کچھ کہہ دیا۔ آخران کے تمام شکوک تباہ ہوئے اور رب الارباب کا ارشاد آ پہنچا کہ ''قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ''[۳۷] یعنی روح عالم امر میں سے ہے اور اس کی معرفت صرف عقل کے ذریعے میسر نہیں ہوتی جب تک تائید الٰہی اور ارادت ربانی حاصل نہ ہو کوئی آدمی روح کو پہچان نہیں سکتا۔ اسی مشکل کی بنا پر آیا ہے۔ ''من عرف نفسہ فقد عرفہ ربہ ''[۳۸]

Marfat.com

مثنوی

سر من از نالہ من دور نیست
لیک چشم و گوش را آن نور نیست
تن ز جان و جان زتن مستور نیست
لیک کس را دید جان دستور نیست[۳۹]

ترجمہ: میرا راز میرے نالہ سے دور نہیں ہے لیکن آنکھ اور کان کے لیے وہ نور نہیں ہے۔

بدن، روح سے اور روح، بدن سے چھپی ہوئی نہیں ہے لیکن کسی کے لیے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے۔

جاننا چاہیے کہ انسان کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ اس کا باطن اس کی روح ہے، جسے جان کہتے ہیں اور اس کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ ہر آدمی کی ظاہری گویائی اسی سے ہے اور وہی انسان کی حقیقت ہے۔ یہ ظاہری دل اس کی صفات کا مظہر ہے اور اسے جان دوم (دوسری جان) کہتے ہیں:

جان دوم را کہ ندانند خلق
مغلطہ گوئیم بجانان سپرد[۴۰]

یعنی دوسری جان کہ جسے خلقت نہیں جانتی۔ یہ ہماری غلطی ہے کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ (اس نے یہ) جاناں کے سپرد کر دی ہے۔

بعض تفاسیر میں ہے کہ بے شک انسان کے دو نفس ہیں۔ (ایک) نفس حیات (ہے) جسے روح کہتے ہیں جو موت کے وقت (جسم سے) جدا ہو جاتا ہے اور (دوسرا) نفس تمیز ہے، جو نیند کے وقت (جسم سے) الگ ہو جاتا ہے اور (اس وقت) نفس حیات ان دونوں کے درمیان سورج کی شعاع کی مانند باقی رہ جاتا ہے۔[۴۱]

دوسری جان کو نفس کہتے ہیں۔ (حضرت) ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ بعض نے فرمایا ہے کہ انسان کا ایک ہی نفس ہے۔[۴۲]

Marfat.com

مثنوی

آتشست این بانگ نائے ونیست باد
ہر کہ این آتش ندارد نیست باد [43]

ترجمہ: بانسری کی یہ آواز آگ ہے، ہوا نہیں ہے۔ جس میں یہ آگ نہ ہو وہ نیست ونابود ہو۔

جاننا چاہیے کہ ایمان اس گروہ کے نزدیک نفی ماسوی اللہ تعالیٰ شانہ ہے۔

"قالوا الایمان نفی القلب عن جمیع ما تو لهت القلوب من المنافع والمضار سوی الله تعالیٰ" [44]

اور اسے ایمان حقیقی کہتے ہیں۔ ایمان لانا فرض ہے اور ایمان کی تین قسمیں ہیں: ایمان تقلیدی، ایمان برہانی اور ایمان شہودی لیکن:

ع بر عاشقان فریضہ بود جستجوئے دوست [45]

یعنی عاشقوں پر دوست کی جستجو (کرنا) فرض ہے۔

یعنی ایمان بالمشاہدہ ان کا مقصود ہے اور انہیں (اپنا) مطلوب فی الفور چاہیے۔ جسے یہ درد طلب (نصیب) نہیں اور جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی آتش محبت نہیں ہے وہ کافر (طریقت) ہے پس جس شخص کے دل میں یہ آگ نہ ہو وہ نیست ونابود ہو جائے۔

محروم از آتش تو جز بولہب ندیدم [46]

یعنی میں نے تیری آتش (محبت) سے محروم ابولہب کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔

مثنوی

آتش عشق ست کاندر نے فتاد
جوشش عشق ست کاندر مے فتاد [47]

Marfat.com

ترجمہ: عشق کی آگ جو بانسری میں لگی ہے عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے۔

یعنی عاشقوں اور اولیاء اللہ کے عرفانی کلمات کے طفیل جو گرمی اور مستی اہل وجد وتلوین پر طاری ہوتی ہے وہ جذبات الوہیت کا اثر ہے کیونکہ وہی (عشاق و اولیاء) شراب خانہ ''وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَاباً طَهُوراً''[۴۸] سے مست ہو چکے ہیں۔ پلید شراب میں انسانی عقلوں کو زائل کرنے کی مکمل تاثیر موجود ہے۔ لہٰذا اگر شراب حقیقی سے مست انفاس (عشاق و اولیاء) کو ایسے اثرات (طاری کرنے) کی صلاحیت حاصل ہو تو (یہ کوئی) عجیب (بات) نہیں ہوگی۔

مثنوی

نے حریف ہر کہ از یارے برید
پردہایش پردہائے ما درید[۴۹]

ترجمہ: بانسری اس کی ساتھی ہے جو یار سے کٹا ہوا اس کے راگوں نے ہمارے دل کے پردے پھاڑ دیے ہیں۔

یعنی (اولیاء اللہ کے) ان عرفانی کلمات کی تاثیر اس شخص پر ہوتی ہے جو ماسوی اللہ سے تعلق توڑ کر محبت ذاتیہ (کے درجہ) تک پہنچ چکا ہو اور اس کے نزدیک محبوب حقیقی کی متقابلہ صفات برابر ہو چکی ہوں۔

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد
عجب من عاشقم وین ہر دو ضد[۵۰]
گر مرا دوزخ بسوز د خاکساری گو بسوز
ور مرا جنت نباشد بوستانی گو مباش
من سگ اصحاب کہفم بر در مردان مقیم
گرد ہر درمی نگردم استخوانی گو مباش[۵۱]

یعنی میں اخلاص کے ساتھ (محبوب کے) غصے اور مہربانی (دونوں) کا

Marfat.com

عاشق ہوں' کیسا عجیب میں عاشق ہوں اور یہ ہر دو ضد۔
اگر مجھے دوزخ جلائے (تو یہ) خاکساری (ہے) شاید جلا ڈالے اور
اگر جنت مجھے نہ ملے (تو یہ) ایک باغ (ہے) شاید نہ ملے۔
میں اصحاب کہف کا کتا ہوں (جو) مردوں (اولیاء) کے در پر پڑا ہوں'
ہر دروازے پر نہیں جاتا (کہ) ایک ہڈی شاید نہ ملے۔

اس شخص نے نام و ناموس کے پردے پھاڑ دیے ہیں اور اس نے ان (ماسوی اللہ) کی متابعت اختیار نہیں کی ہے اور نہ ہی اس نے غیروں کی ملامت پر کان دھرے ہیں۔
''لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ'' [۵۲]

رباعی

در عشق تو من بار ملامت بکشم
گر بشکنم این بار غرامت بکشم
گر عمر وفا کند جفا ہائے ترا
باری کم ازاں کہ تا قیامت بکشم [۵۳]

یعنی میں تیرے عشق میں بار ملامت کو (صدا) اٹھاتا رہوں' اگر اس بوجھ کو گرا ڈالوں (تو اس کا) تاوان ادا کرتا رہوں۔
اگر (میری) عمر وفا کرے (تو) تیری جفاؤں کے بوجھ سے ہلکا کون سا (بوجھ) ہے کہ جسے میں تا قیامت اٹھاتا رہوں۔
''پردہایش پردہائے مادرید'' میں یہ اشارہ ہے کہ بانسری کے راگ عارفوں کے احوال میں پوری تاثیر رکھتے ہیں۔

مثنوی

ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید؟
ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید؟ [۵۴]

Marfat.com

ترجمہ: بانسری جیسا زہر اور تریاق کس نے دیکھا ہے؟ بانسری جیسا
ساتھی اور عاشق کس نے دیکھا ہے؟

ان (عشاق اور اولیاء) کے عرفانی کلمات جو حال اور وجدان کے ذریعے (دلوں پر اثر انداز) ہیں یہ مریدوں کے لیے تریاق اور منکروں کے لیے زہر ہیں' جیسے نیل کا پانی قبطی کے لیے خون اور سبطی کے لیے پانی تھا۔[۵۵]

اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) مومنوں کے لیے شفا اور راحت کا ذریعہ ہے اور کافروں کے لیے عذاب و تہمت کا سبب ہے۔ ''یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْراً وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْراً''[۵٦] بہت سے لوگ ان (عشاق و اولیاء کے عرفانی کلمات) پر اعتقاد و محبت رکھنے اور ان کی پیروی کرنے کی وجہ سے جنت کے بلند ترین مقام تک جا پہنچے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے منکر ہونے کی وجہ سے دوزخ کے پست ترین مقام میں گر پڑے ہیں۔

مثنوی

نے حدیث راہ پر خون میکند
قصہ ہائے حال مجنون می کند[۵۷]

ترجمہ: بانسری' خطرناک راستہ کی بات کرتی ہے' مجنون کے عشق کے
قصے بیان کرتی ہے۔

یعنی نفوس ناطقہ انسانیہ (انسانی ارواح) راہ حقیقت کے وہ اسرار بیان کرتی ہیں کہ جن کا غیروں کے سامنے اظہار کرنا منصور کی طرح سولی پر لٹکا دیتا ہے۔

در کوئے خرابات مجازی نائی
تا کار قلندری نسازی نائی
اینجا بیکی مہرہ دوسری بازند
جان بازانند تا تو نبازی نائی[۵۸]

یعنی خرابات کے کوچے میں تو (عشق) مجازی کا حامل بن کر مت آ
جب تک قلندری کا کام نہ سیکھے اس وقت تک نہ آ۔

Marfat.com

یہاں ایک مہرہ کے ساتھ دوسر کھیلتے ہیں (یہ لوگ) جانباز ہیں جب تک تو جانباز نہ بنے (ادھر) مت آ۔

مثنوی

محرم این ہوش جز بے ہوش نیست
مر زبان را مشتری جز گوش نیست [۵۹]

ترجمہ: اس ہوش کا راز دان بے ہوش کے علاوہ کوئی نہیں ہے، زبان کا خریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے۔

یعنی اس جماعت کے لوگ حال و وجدان اور عرفان کے ذریعے اسرار حقیقت جو قرآن کی کھلی نشانیاں ہیں، کو بیان کرتے ہیں اور ان (اسرار حقیقت) کو اہل فنا فی اللہ جو ماسوی اللہ سے بے خبر ہیں، کے علاوہ کوئی نہیں جانتا:

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ"۔ [۶۰]

اس مقصد (وحقیقت) سے نامحرم اور منکر لوگ بہروں اور گونگوں کی مانند ہیں:

"صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ [۶۱] لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا"۔ [۶۲]

مثنوی

در غم ما روزها بیگاه شد
روزها با سوزها همراه شد [۶۳]

ترجمہ: ہمارے غم میں بہت سے دن ضائع ہوئے، بہت سے دن سوزشوں کے ساتھ ختم ہوئے۔

یعنی عاشقوں کا درد طلب دائمی ہو گیا ہے جو تمام راتوں اور دنوں میں جاری رہتا ہے۔
جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے حال کے متعلق

Marfat.com

دریافت فرمایا: ''کیف اصبحت یا حارثہ [۶۴]''، یعنی (اے حارثہ) تم نے صبح کس طرح کی؟ (حضرت) حارثہؓ نے عرض کیا: ''میں نے مومن کی طرح صبح کی ہے'' (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے' تیرے دین کی حقیقت کیا ہے؟'' (حضرت حارثہؓ نے) عرض کیا: ''میں رات بھر بھوکا اور بیدار تھا اور میرے نزدیک دنیا کا سونا' چاندی اور اس کے پتھر ڈھیلے برابر ہو گئے، گویا (اس وقت) میں اللہ تعالیٰ کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور اہل بہشت و دوزخ کو دیکھ رہا ہوں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اصبت فالزم'' (یعنی) تو نے پالیا اور اس پر ہمیشہ قائم رہ۔ اس سوال و جواب میں ایمان حقیقی اور راہِ طلب کا بیان ہے۔

مثنوی

روزھا گر رفت گو رو باک نیست
تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست [۶۵]

ترجمہ: دن اگر گزریں تو کہہ دو گزریں' پروا نہیں ہے' اے وہ کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے' تو رہے۔

یعنی اگر راہِ طلب میں کئی دن اور لمبی عمریں صرف ہوگئیں تو کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ کیونکہ حی و قیوم ابدی مالک قدوس سرمدی باقی ہے، جس کے سوا قطعی طور پر کوئی پاک نہیں ہے۔

حکایت

شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ [۶۶] کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مجھے نہایت نایاب درد نے گھیرا جس کی وجہ سے میں غمزدہ تھا' میں نے ایک بوڑھا کاشتکار دیکھا جو پھٹے ہوئے دامن میں چینا ڈالے ہوئے تھا اور اسے زمین میں بو رہا تھا۔ وہ اللہ کے دوستوں میں سے تھا۔ جیسے ہی اس نے مجھے دیکھا وہ میرے حال سے آگاہ ہو گیا اور کہنے لگا: اے ابوسعید غمزدہ کیوں ہوا اگر عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک چینا بھر جائے اور پرندے کو حکم ملے کہ ہر سال کے بعد چینے کا ایک دانہ کھائے اور جب یہ (چینا) ختم ہو جائے تو اس وقت طالب (اپنی) منزل پر پہنچے (ایسا ہونا بھی کوئی) عجیب (بات) نہیں ہے۔ (یہ سن کر) میرا غم جاتا رہا اور میں خوش ہو گیا۔

Marfat.com

مثنوی:

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد
ہر کہ بیروزی ست روزش دیر شد [۶۷]

ترجمہ: جو مچھلی کے علاوہ ہے اس کے پانی سے سیر ہوا جو بے روزی ہے،
اس کا وقت ضائع ہوا۔

یعنی مچھلی کے سوا کوئی دوسرا تو پانی سے سیر ہو سکتا ہے مگر مچھلی پانی سے ہرگز سیر نہیں ہوتی۔ عاشقوں کو مچھلی کی طرح سمجھنا چاہیے جو عرفان کے آب حیات سے (ہرگز) سیر نہیں ہوتے:

ریگ ز آب سیر شد من نشدم زہی زہی
لایق این گمان من نیست درین جہان زہی [۶۸]

یعنی ریت پانی سے سیر ہو گئی (اور) میں (سیر) نہ ہوا آفرین آفرین
میرے اس گمان کے لائق دنیا میں (کوئی) نہیں، آفرین۔

اس بات میں اس جہان (دنیا) اور اس جہان (عقبیٰ) کی بے انتہا سیر فی اللہ کی جانب اشارہ ہے لیکن جس شخص کو اس جہان میں عرفان کا آب حیات نصیب نہیں ہوا، گویا اسے روزی نہیں ملی اور یوں عذاب وشرمندگی کی وجہ سے زمانہ اس کے لیے لمبا ہو جائے گا۔

مثنوی

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام [۶۹]

ترجمہ: کوئی ناقص، کامل کا حال معلوم نہیں کر سکتا، پس بات مختصر چاہیے۔ والسلام۔

اہل اللہ جو مشاہدہ اور معاینہ کے ذریعے مقصود اصلی سے مشرف ہو چکے ہیں، ان کے احوال کو وہ شخص نہیں پا سکتا، جو تقلید میں مقید اور نفس (امارہ بالسوء) کا اسیر ہے۔ پس بات کو اشارہ اور کنایہ کے سوا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پیر ہروی شیخ کامل مکمل خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہ [۷۰] کہتے ہیں: ''عبداللہ مردی بود بیابانی، رفت بطلب آب زندگانی، رسید بخرقانی، یافت

Marfat.com

آب زندگانی، نی عبداللہ ماندو نے خرقانی'' (یعنی عبداللہ ایک دیہاتی آدمی تھا' وہ آبِ حیات کی طلب میں نکل پڑا' خرقانی کے ہاں پہنچا' اسے آبِ حیات مل گیا' نہ عبداللہ رہا اور نہ خرقانی)۔

اے دوست اگر تو جانتا ہے تو یہاں تک محبوب حقیقی اور مقصود اصلی' جسے تصوف کہتے ہیں اور عالم اقدس کے وصول اور فانی اور گھٹیا مقام سے نجات اور شہود اعظم اور بہت بزرگ اور باقی رہنے والے مقام کے دریافت کرنے اور دولت سرمدی اور سعادت دوجہانی کی طرف اشارہ تھا اور پھر یہ بھی بتایا ہے کہ یہ سعادت کیسے حاصل ہوتی ہے، کہا ہے:

مثنوی

بند بگسل باشد آزاد اے پسر
چند باشی بند سیم و بند زر [1]

ترجمہ: اے بیٹا! قید کو توڑ' آزاد ہو جا' سونے چاندی کا قیدی کب تک رہے گا۔

یعنی اپنے دل کو دنیا اور عقبیٰ کے تعلقات سے پاک کر اور آزاد مطلق ہو جا:
''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَق [2]

یعنی جو چیز بھی مخلوق ہے اس کے شر سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ طلب کر، جنت و دوزخ کا غلام نہ بن اور دینار و درہم اور بیوی اور بچوں کا اسیر مت ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان لکل شیٔ صقاله و صقالة القلب ذکر الله تعالیٰ'' [3]

اور یہ بات برے کاموں کو چھوڑنے اور نیک کاموں کے کرنے جو کہ محبوب حقیقی کی محبت ہے اور جسے عشق کہتے ہیں' کی طرف اشارہ ہے:

مثنوی

ہر کہ را جامہ ز عشقے چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد [4]

ترجمہ: جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا وہ حرص اور عیب سے

Marfat.com

بالکل پاک ہوا۔

یعنی جس نے اپنے وجود اور نام و ناموس کے لباس خود پرستی کو محبوب حقیقی کے عشق و محبت کے ذریعے چاک کر دیا' وہ تمام برائیوں سے پاک ہو گیا۔

گر دل طلبد برسر کویش یابد

ور جان طلبد در آرزویش یابد [۵]

یعنی اگر وہ (میرا) حال دل مانگتا ہے تو اسے یہ اپنے کوچہ میں ملے گا اور

اگر (میری) جان کا طالب ہے' تو وہ اس کی آرزو میں لگی ہے۔

"جذبة من جذبات الالوهية خير من عبادت الثقلين" [۶]

یعنی سیر و سلوک کے ذریعے بری صفات کو چھوڑ دے اور پسندیدہ صفات کو اپنا لے تاکہ تو جذبات الوہیت تک پہنچ سکے اور تیری کوشش کشش میں تبدیل ہو جائے' وعدہ نبوت کے حکم سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے منقول ہے:

"من تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا، ومن تقرب منی ذراعا، تقربت منه باعا ومن اتانی یمشی اتیته هرولة" [۷]

یعنی جو ایک بالشت کی مقدار (ہماری) قربت تلاش کرے' وہ ایک گز جتنا ہماری رحمت کے نزدیک ہو جاتا ہے اور جو ایک گز جتنی (ہماری) قربت تلاش کرے وہ دونوں ہاتھوں کی لمبائی کے برابر ہماری رحمت کے نزدیک ہو جاتا ہے اور جو کوئی دوڑتا ہوا ہماری محبت کے کوچے میں پہنچے، وہ اچانک ہماری رحمت کو پالیتا ہے اور اس مثال کے ذریعے، تھوڑا سا بندے کی محبت و عشق سے اور بہت زیادہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم کا بیان کیا ہے۔ (جیسا کہ ارشاد ربانی):

"اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا" [۸]

یعنی وہ لوگ جن کو توفیق ملی اور انہوں نے مجاہدے کیے اور

وہ محبوب و مجذوب کامل و مکمل یعنی شیخ کے ماننے والے ہو گئے اور وہ شیخ صفات الوہیت کا مظہر ہے ہم ان کو سیدھا اور وصول مقصود اصلی کا راستہ دکھائیں گے اور اس جذبے کا مظہر شیخ حقیقی ہے جس کی ایک نظر مبارک سے اتنے عیب دور ہو جاتے ہیں جو زیادہ کوششوں سے نہیں ہوتے:

Marfat.com

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردھہ طعنہ زند بر چلہ [۷۹]

یعنی جس نے شمس دین (مرشد کامل) کی زیارت کا شرف تبریز میں حاصل کرلیا ہے وہ دس روزہ اور چالیس روزہ خلوت گزینی کا مذاق اڑاتا ہے اور اس پر طعنہ زنی کرتا ہے۔

اس فقیر کے پیر حضرت مخدومی قطب الارشاد الہادی الی اقصی المراد خواجہ بہاء الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبند قدس سرہ العزیز کہتے تھے کہ اگر کامل مکمل چاہے تو شہر کے (سب) لوگوں کو ایک جذبہ سے عالم حقیقت تک پہنچا سکتا ہے۔

کوری آنکہ گویدت بندہ بحق کجا رسد
برکف ہر یکی بنہ شمع صفا کہ ہم چنین [۸۰]

یعنی وہ ایک اندھا ہے جو تجھے کہے (کہ) بندہ حق تک کہاں پہنچتا ہے۔ تو اس طرح کی شمع صفا ہر ایک کی ہتھیلی پر رکھ دے۔

مثنوی

شاد باش عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما [۸۱]

ترجمہ: خوش رہ ہمارے اچھے جنون والے عشق، اے ہماری تمام بیماریوں کے طبیب۔
اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی دوا۔ اے کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے۔
یعنی تمام عیبوں کو عشق اور جذبات کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے۔

کفر کافر را و دین دیندار را
ذرہ دردت دل عطار را۔ [۸۲]

Marfat.com

یعنی کفر کافر کو اور دین دیندار کو (نصیب رہے اور) ترے درد کا ذرہ عطار کے دل کو (نصیب رہے)۔

یعنی اولیاء اللہ جذبات الوہیت کے ذریعے علماء کو کمالات کے پردوں سے اور لوگوں کو بلند مقامات کے عجب سے اور بادشاہوں اور امیروں کو تعلقات مراسم سے دور رکھتے ہیں۔ جس طرح کہ زمانے کے لوگوں نے ہمارے خواجہ حضرت بہاء الحق والدین اور ان کے خلفاء قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم سے مشاہدہ کیا ہے۔

مثنوی

جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد
عشق جان طور آمد عاشقا
طور مست و خر موسیٰ صعقا [۸۳]

ترجمہ: خاکی جسم، عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہنچا، پہاڑ ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا۔

اے عاشق، عشق طور کی جان بنا، طور مست بنا اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گرے۔

ان اشعار میں عروج (معراج) کی طرف اشارہ ہے جس طرح کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی طور پر عالم بیداری میں اور اولیاء کی روحوں کو جو آپؐ کی امت ہیں، نصیب ہوئی۔ شیخ ابو الحسن خرقانیؒ [۸۴] اپنی شیریں زبان میں فرماتے ہیں: ''جس جگہ مقام ''دنا فتدلی [۸۵] ہے وہاں ابو الحسن کو چھوڑ دو [۸۶]۔ کیا عتبہ، کیا شیبہ، کیا ابو جہل، کیا ابو الحسن؟''

عشاق میں سے ایک کہتے ہیں کہ یہ عبارت کتنی اچھی ہے:

''اف لامرء القیس وفصاحتہ'' [۸۷]

یعنی سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیرو کاروں کے فضل و بلاغت کے سامنے زمانہ جاہلیت کے فصیح لوگوں کی ہزار فصاحت و بلاغت ہیچ ہے۔ دانشمند متفق ہیں کہ انسان کامل

Marfat.com

اشرف المخلوقات ہے اور پہاڑ جمادات میں سے ہے' (جب) پہاڑ تجلی سے محروم نہیں رہا:

"فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ"[۸۸]

تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے عاشق اس سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں:

"اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلاً"[۸۹]

مثنوی

بالب دم ساز خود گر جفتمے
ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے[۹۰]

ترجمہ: اگر میں اپنے یار کے ہونٹ سے ملا ہوا ہوتا' بانسری کی طرح کہنے کی باتیں کہتا۔

یعنی اسرار حقیقت کو ارباب حقیقت اور اس (اللہ تعالیٰ) کے محبوں کے سامنے بیان کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہی ان کی زبان کو جانتے ہیں۔

قطعہ

عاشق داند زبان عاشق
اے دوست تو نیستی چہ دانی
گو سالہ سامری چہ داند
رمزے آرنی و لن ترانی[۹۱]

یعنی عاشق کی زبان عاشق سمجھتا ہے۔ اے دوست تو (عاشق) نہیں تجھے کیا خبر؟

سامری کا (بنایا ہوا) بچھڑا کیا جانے (کہ) آرنی اور لن ترانی کی رمز کیا ہے؟

مثنوی

ہر کہ او از ہمز بانے شد جدا
بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا[۹۲]

Marfat.com

ترجمہ: جو شخص دوست سے جدا ہوا، بے سہارا بنا، خواہ سو سہارے رکھے۔

(جیسے) عربی (زبان) فصیح ہے لیکن عجمی، ترکی اور ہندوستانی (زبانیں) اس کی فصاحت و بلاغت سے کچھ بھی بیان نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح اہل تصوف کی باتیں ہیں جن کو ہر زبان بیان نہیں کر سکتی۔ وہ (اہل تصوف) ایک دوسرے کے درمیان اس خاص زبان میں اسرارِ حقیقت بیان کرتے ہیں، جو شخص (اس زبان سے) آشنا نہ ہو اس کے سامنے تصوف کی باتیں، مثلاً عدم و فنا، سکر و بقا، جمع و تفرقہ اور سماع و وجد بیان نہیں کرنی چاہئیں۔

مثنوی

چونکہ گل رفت و گلستان در گزشت
نشنوی زان پس ز بلبل سر گزشت [۹۴]

ترجمہ: جب پھول ختم ہوا اور باغ جاتا رہا، اس کے بعد تو بلبل کی سرگزشت نہ سنے گا۔

یعنی (موسم بہار میں) جب بلبل پھول کو دیکھتی ہے تو گیت گانے لگتی ہے لیکن خزاں اور جاڑے میں خاموش رہتی ہے۔ یعنی حکم الٰہی کو اس کی اہلیت رکھنے والے کے سامنے بیان کرنا چاہیے اور منکروں اور جاہلوں کے سامنے اسے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ [۹۴] نے کمیل [۹۵] سے فرمایا:

''ھھنا جمعۃ'' [۹۶] یعنی میرے دل میں بہت زیادہ علوم ہیں اور میں کوئی ایسا آدمی نہیں پا رہا جسے وہ سکھاؤں، فلہٰذا: ''یموت العلم یموت العالم'' [۹۷] اسی مقام پر کہا گیا ہے کہ ''کلم الناس علیٰ قدر عقولھم'' [۹۸] جب پھول کا کمال بلبل کے حال میں موثر ہے تو پھر حقیقت میں بلبل کا نغمہ پھول سے (ہی) ہے۔

مثنوی

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ
زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ [۹۹]

Marfat.com

ترجمہ: تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے، معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے۔

جب پھول (جھڑ) گیا تو بلبل نے گانا بند کر دیا۔ کامل مکمل شیخ پھول کی مانند ہے اور مرید صادق بلبل کی طرح ہے۔ جب تک پھول نہ ہو بلبل بات نہیں کرتی۔ حضرت خواجہ (نقشبندؒ) کے خلیفہ مخدومی حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس نے اس فقیر سے پوچھا کہ ''شیخ کا کفر مرید کا ایمان'' کا کیا مطلب ہے؟ اس فقیر نے کہا کہ اگر شیخ حقیقت میں شیخ ہے اور مرید (حقیقت میں) مرید ہے تو پھر (اس میں) کفر کی (کوئی) جگہ نہیں ہے کیونکہ شیخ الہام الٰہی کے سوا کوئی بات نہیں کرتا جس طرح کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے قصے سے ظاہر ہے۔ آپ (خواجہ عطار) کو (فقیر کی یہ بات) پسند آئی۔

مثنوی

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ

زندہ معشوق ست و عاشق پردۂ

یعنی کامل مکمل شیخ جو مرید کا معشوق ہے کیسے جذبات الوہیت کے ذریعے مرید کے مردہ دل کو زندہ کرتا ہے اور اس کی تکمیل کا وسیلہ بنتا ہے وہ (شیخ) اللہ تبارک وتعالیٰ کے اذن سے مرید کے دل میں تصرف کرنے والا ہے اور شیخ حقیقت میں محبوب حقیقی کا مظہر ہوتا ہے اور زندہ اور قائم (تو) وہی (اللہ) ہے کہ ''کُلُّ شَیٔ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ'' [100] ''یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ'' [101]، ''وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ'' [102]

یعنی نیک عمل کرنے اور برائی سے رکنے کی توفیق پر۔ ''وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ'' [103] بندے کے گناہوں کے مبتلا ہونے کی وجہ سے اُسے پکڑتے ہوئے، پس اس طرح کہا گیا ہے کہ ہم تیری پکڑ سے محفوظ رہنے کے لیے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔ عاشق کی سب تلوینات و تمکنات معشوق سے ہیں اور تمام قبض وبسط اسی سے ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ ''القبض و البسط للولی کالوحی فی النبی'' [104]

Marfat.com

شعر

اگر پنہان شوی از من ھمہ تاریکی و کفرم
اگر پیدا شوی برمن مسلمانم بجان تو[۱۰۵]

یعنی اگر تو مجھ سے پنہاں ہو جائے تو یہ (صورت) میرے لیے تاریکی و کفر ہے (اور) اگر تو مجھ پر ظاہر ہو جائے تو میں تیری جان (کی محبت سے) مسلمان ہوں۔ اسی معنی کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

مثنوی

چون نباشد عشق را پروائے او
او چو مرغے ماند بے پر وائے او[۱۰۶]

ترجمہ: جب عشق کو اس کی پروانہ ہو، وہ بے پر کے پرندے کی طرح ہے، اس پر افسوس ہے۔

شعر

جوینده ازان نہ کہ جویائے تو نیست
ور جویانی دان کہ ترا جویان است[۱۰۷]

یعنی (وہ) جوینده اس لیے نہیں کہ تیرا متلاشی نہیں ہے تو جوینده اسے سمجھ جو تیرا متلاشی ہو۔

شعر

منشور غمش بھر دل و جان ندھند
ملک طلبش بھر سلیمان ندھند[۱۰۸]

یعنی اس کے غم کا پروانہ (فرمان) ہر دل و جان کو نصیب نہیں ہوتا، اس کی سلطنت کی طلب ہر سلیمان کو عطا نہیں ہوتی۔

Marfat.com

اہل جنت قیامت کے روز یہ کہیں گے:

"وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ"[۱۰۹]

انبیاء میں سے بعض پر وحی آئی کہ ہم بندے کو دنیا اور عقبیٰ دیتے ہیں اور اس قدر احسان نہیں جتلاتے۔

کبراء قدس اللہ سرہم میں سے ایک کہتے ہیں: "الٰہی یہ کیسے کرم ہیں جو تو نے اپنے دوستوں کے حق میں کیے ہیں کہ جس شخص نے انہیں (تیرے دوستوں کو) پایا اس نے تجھے پہچان لیا اور جس نے ان (تیرے دوستوں) کو پہچانا' اس نے تجھے پا لیا۔ جب محبت نے اس کو پا لیا (تو) اس (بندے) کی سرکشی جاتی رہی۔ (اور اللہ نے یہ کرم فرمایا) تا کہ بندہ مردود نہ ہو جائے۔"

شعر

سرمہ کن تو خاک ہر بگزیدہ را
هم بسوزد هم بسازد دیدہ را[۱۱۰]

یعنی تو ہر پیارے کی خاکِ (پا) کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنا۔ اس سے آنکھ جلے گی بھی اور یہ آنکھ کو منور بھی کر دے گا۔

مثنوی

من چگویم ہوش دارم پیش و پس
چون نباشد نور یارم پیش و پس[۱۱۱]

ترجمہ: میں کیا کہوں کہ میں آگے پیچھے کا ہوش رکھتا ہوں جب کہ میرے دوست کا نور ساتھی نہ ہو۔

یعنی جب عاشق عشق میں فنا ہو کر بے عقل اور بے ہوش ہو گیا تو اس کا محبوب (اللہ تعالیٰ) اس کا مددگار اور محافظ بن گیا ہے اور وہ سکر کی حالت میں اسے گناہوں سے بچاتا ہے تا کہ اس سے کوئی خلاف شرع عمل نہ ہو۔

Marfat.com

شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ [۱۱۲] بغداد کی مسجد میں تین دن تک بے ہوش رہے، اللہ اللہ کہتے تھے۔ لوگوں نے ان کا یہ حال شیخ جنید قدس سرہ [۱۱۳] سے بیان کیا تو شیخ (جنید) نے پوچھا کہ کیا اوقات نماز میں ہوش میں آ جاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں نماز پڑھتے ہیں اور پھر متحیر ہو جاتے ہیں۔ شیخ (جنیدؒ) نے فرمایا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلُ الشَّیْطَانَ عَلَیْہِ سَبِیْلًا'' [۱۱۴] لوگوں نے پوچھا: ''اے شیخ وہ مست ہیں ہشیار؟'' شیخ نے فرمایا ''انہوں نے (حالت) صحو میں حدود شرعیہ کا اس قدر خیال رکھا ہے کہ اس کی برکت سے خدا نے ان کو سکر میں (خلاف شرع امور سے) محفوظ رکھا۔'' شیخ جنید شیخ (نوریؒ) کے ہاں گئے اور فرمایا: یا نوری الذی ما تقول ان کنت تقول اللہ باللہ الولہ وان کنت تقول اللہ بنفسک، فما الولہ فافاق وقال نعم المعلم انت'' [۱۱۵]

اس بات میں اس جانب اشارہ ہے کہ جب سالک فنا فی اللہ جو محض عنایت الٰہی ہے، سے مشرف ہوتا ہے اور حقیقی صراط مستقیم جو ''اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ'' [۱۱۶] ہے، کو پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ'' [۱۱۷] سے حفاظت میں رکھا جاتا ہے اور سالک کا مطلوب ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' [۱۱۸] ہے اور نماز میں سورہ فاتحہ کا مکرر پڑھنا اس لیے ہے کہ طالب صادق ہمیشہ دعا اور عاجزی کی طرف مائل رہے اور غمگین نہ ہو، واللہ اعلم۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کمال، طلب اور طلب، کمال ہے۔

رباعی

تادر طلب جوہر کانی کانی
تازندہ ببوئے وصل جانی جانی
فی الجملہ حدیث مطلق از من بشنو
ہر چیز کہ تو طالب آنی آنی [۱۱۹]

یعنی جب تک تو حق تعالیٰ کی طلب میں (لگا) ہے اس وقت تک (تو) اخلاق الٰہی سے متصف ہے (اور) جب تک تو حق تعالیٰ کے وصل کی خوشبو سے زندہ ہے، اس وقت تک لوگوں کی نظر میں تیری قدر وعزت

Marfat.com

روح کی مانند ہے۔

مختصراً مجھ سے حدیث مطلق سن لے: تو جس چیز کا طالب ہے، اسی کی صفات سے موصوف ہے۔

مثنوی

عشق خواہد کین سخن بیرون بود
آئینہ غماز نبود چون بود [۱۲۰]

ترجمہ: عشق چاہتا ہے کہ یہ بات ظاہر ہو، تیرا آئینہ غماز نہ ہو تو کیونکر ہو؟

یعنی محبوب حقیقی چاہتا ہے کہ خود کو ظاہر کرے اور تمام جہان کو محبوب کے جمال و کمال کا مظہر گردانے (جیسے کہ آیا ہے): ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' [۱۲۱] یعنی مجھے پہچانیں اور میرے اوپر ایمان لے آئیں اور مجھے پہچانیں۔ یعنی میں نے پیدا کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اس لیے کہ بندگی کریں اور اس لیے کہ مجھ پر ایمان لائیں اور مجھے شناخت کے مراتب کے ذریعے پہچانیں اور شناخت کا اعلیٰ درجہ شہود ہے اور اس کی تجلی پاکیزہ اور سلیم دل کے ذریعے (نصیب) ہوتی ہے۔ جیسے (ارشاد ربانی) ہے:

''یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ'' [۱۲۲]

بیمار دل معارف الٰہی سے فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں بن سکتا (کیونکہ آیا ہے) کہ ''فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضاً'' [۱۲۳]

صوفی کا صاف دل آئینہ الٰہی ہے (جیسے آیا ہے) کہ ''المؤمن مرآۃ المؤمن'' [۱۲۴]

یعنی حقیقی ایماندار بندہ صفات خدا کا مظہر ہوتا ہے جو آئینہ غماز نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے نور سے مصیقل و منور نہ ہو، وہ معارف (الٰہی) کا مظہر نہیں بن سکتا۔

مثنوی

آئینہ ات دانی چرا غماز نیست
زآنکہ زنگار از رخش ممتاز نیست [۱۲۵]

ترجمہ: تو جانتا ہے تیرا آئینہ غماز کیوں نہیں ہے؟ اس لیے کہ زنگ اس

Marfat.com

کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہے۔

یعنی آئینہ دل جو ذات وصفات کی تجلی کا مظہر ہے، وہ بشری تعلقات اور انسانی کدورتوں سے سیاہ ہو گیا ہے اور دنیاوی امور اور جسمانی رکاوٹیں مانع بنتی ہیں، جب دل صاف ہو جائے تو وہ نقوش کونین سے دولت فنا تک پہنچ جاتا ہے (جیسے آیا ہے) کہ "الموت دون لقاء الله معهود"[۱۲۶] فنا کی موت سے مقصود اصلی ملتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جب دل برے کاموں کے چھوڑنے اور اچھے کاموں کے کرنے (کی صفات) سے آراستہ ہو جاتا ہے تو ظاہری و باطنی پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے۔ (تب) سالک امام کی اقتدا کرنے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس بات پر سب متفق ہیں کہ کامل مکمل شیخ وہ ہے جو تمام صفات کا مظہر ہو۔ اس کی تعریف یہ ہے جو لوگوں نے کی ہے۔

رباعی

محراب جہان جمال رخسارہ ماست
سلطان جہان در دل بیچارہ ماست
شور و شر و کفر و دین و تحقیق و یقین
در گوشہ دیدھائے خونخوارہ ماست[۱۲۷]

یعنی محراب جہاں، ہمارے رخسار کا جمال ہے، سلطان جہان ہمارے بیچارے دل میں (رہتا ہے)۔

شور و شر، کفر و دین اور تحقیق و یقیں، ہماری خونخوار نگاہوں کے پہلو میں (موجود) ہے۔

شعر

عقل و علم و معرفت شد نردبان بام حق
لیک حق را در حقیقت نردبان دیگر ست[۱۲۸]

یعنی عقل، علم اور معرفت بام حق کی سیڑھی ہیں لیکن درحقیقت حق کی سیڑھی (چیز) دیگر ہے۔

Marfat.com

مثنوی

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہستش ورق [۱۲۹]

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل وقال [۱۳۰]

ترجمہ: اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر' اگر فرشتہ (بھی) ہے تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے۔

اے تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے۔ بے شک تجھ سے مشکل حل ہوتی ہے۔

جس طرح کہ ہمارے خواجہ (نقشبند) اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہما سے (لوگوں نے) مشاہدہ کیا ہے۔ مسئلہ رویت کے بارے میں سنیوں کا معتزلیوں سے خوارزم میں مباحثہ ہوا۔ دونوں فریق حضرت خواجہ علاء الدین عطار [۱۳۱] کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تین روز تک ہماری اس عطاری کی دکان میں رہو تا کہ (تمہیں) بے قیل وقال حق معلوم ہو جائے۔ تین دن کے بعد معتزلی معترف ہو گئے۔ پیر کی ایک التفات خاطر سے اتنے کمالات ہاتھ لگتے ہیں جو کئی سالوں کی ریاضتوں اور کوششوں سے میسر نہیں ہوتے۔

شعر

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردھہ طعنہ زند بر چلہ [۱۳۲]

یعنی جس نے شمس دین (مرشد کامل) کی زیارت کا شرف تبریز میں حاصل کیا وہ دس روزہ اور چالیس روزہ خلوت گزینی کا مذاق اڑاتا ہے اور اس پر طعنہ زنی کرتا ہے۔

Marfat.com

جس وقت (بھی) ایسا پیر (کامل مکمل) مل جائے جس کا ملنا کبریت احمر (یعنی نوادرات سے) ہے تو خود کو پوری طرح اس کے سپرد کر دینا چاہیے (یعنی) ''کالمیت للغسال'' [۱۳۳]

حکایت بادشاہ و کنیزک

اس ضمن میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ ایک روشن دلیل ہے۔ ہمارے خواجہ قطب الاولیا مخدومی بہاء الحق والدین (نقشبند) قدس سرہ فرماتے تھے کہ پیشوا تین قسم سے زیادہ نہیں ہیں۔ کامل یا مقلد، یا مکمل۔ مراد کامل اور مکمل سے ملتی ہے۔ ایک ناقص (پیر) کی راہنمائی میں کام کرنے سے بہتر ہے کہ تو ایک بلی کا غلام بن جائے (مولانا رومیؒ نے) اس مطلب کی خبر دیتے ہوئے کہا ہے کہ (میں نے) بادشاہ اور کنیز کی کہانی کے اندر اور اس کتاب (مثنوی) میں رمز اختیار کی ہے چونکہ مثنوی قرآن (مجید) کی باطنی تفسیر ہے (جیسے آیا ہے) کہ ''ان للقرآن ظهراً وبطناً'' [۱۳۴] کتاب اللہ (قرآن حکیم) میں پہلی امتوں کی کہانی کے اندر اسرار درج کیے گئے ہیں (جیسے آیا ہے کہ): ''واخفاء للاسرار الحقيقة عن غير اهلها'' [۱۳۵] (صوفیوں کی) یہ جماعت مریدوں کے سامنے اسی طریقہ سے باتیں کرتی ہے تا کہ کوئی بولہب صفت ان پر اعتراض نہ کرے۔ (مولانا رومیؒ نے) ان شعروں میں اسی چیز کی معذرت طلب کی ہے:

مثنوی

گفتمش پوشیدہ خوشتر سر یار
خود تو در ضمن حکایت گوش دار
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران [۱۳۶]

ترجمہ: میں نے اس سے کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے، البتہ تو اس کو قصہ کے ضمن میں سن لے۔
بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز، دوسروں کے قصہ میں بیان ہو جائے۔

Marfat.com

تصوف سے مراد ایک وجدان ہے، یعنی یہ پانے کی شے ہے، کہنے کی چیز نہیں اور جنہوں نے بھی (اس ضمن میں) بیان کیا ہے انہوں نے مقدمین سے تصوف کی ابتدائی باتیں اور آداب (ہی) نقل کیے ہیں۔

مثنوی

گفت مکشوف و برھنہ و بے غلول
باز گو انجم مدہ اے بو الفضول
پردہ بردار و برہنہ گو کہ من
می نخپسم با صنم با پیرہن
گفتم ار عریان شود آن درعیان
نے تومانی، نے کنارت، نے میان [۱۳۷]

ترجمہ: کھلم کھلا، بے پروا اور بے خیانت کے بات کہہ دے، اے بکواسی (الجھی ہوئی باتیں کرکے) مجھے نہ ستا۔

پردہ اٹھا دے اور بے پردہ کہہ کیونکہ میں محبوب کے ساتھ پیرہن میں سو نہیں سکتی۔

میں نے کہا اگر وہ آنکھوں کے سامنے بے پردہ ہوگا نہ تو رہے گی نہ کنارہ، نہ وسط۔

اس بات میں ''لَن تَرَانِی'' [۱۳۸] کی تحقیق کی جانب ایک اشارہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے: ''حجابہ النور لو کشف حجابہ لا حترقت سبحات وجھہ ما انتھی الیہ بصرہ من خلقہ'' [۱۳۹] لیکن اس جماعت کا کہنا ہے: ''مارا ءیت فی شی الا و رایت اللہ قبلہ او بعدہ او مع اختلاف الاحوال'' [۱۴۰] ان کی یہ بات مظاہر کی وجہ سے ہے اور اسی بات کی طرف (اس میں اشارہ ہے) ''فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ'' [۱۴۱] واللہ تعالیٰ اعلم۔ جب باری تعالیٰ نے اولیاء کی ایک جماعت کو ولایت خاصہ سے مخصوص و محظوظ کیا تو اس پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی پیروی کو حجت قرار دیا (جیسے آیا ہے) کہ ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ

Marfat.com

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ''[۱۴۲] اور آپ کی متابعت (کرنے) کی یہ توفیق محض فضل الٰہی سے (حاصل ہوتی) ہے: ''ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَشَاء ''[۱۴۳] ''من قبل قبل بلاعلة ومن ردّ ردّ بلاعلة''[۱۴۴]

شعر

آنرا کہ در پذیرد معبود لاالعلہ
اوراچہ حاجت آید رنج چہار چلہ[۱۴۵]

یعنی وہ (آدمی) جسے معبود (اللہ تعالیٰ) بلاعلت قبول کرلے اسے چار چلوں کی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟

(اللہ تعالیٰ نے) اس (طالب صادق) کے دل میں طلب کی خواہش پیدا کی تو وہ اس کے دوستوں کا طالب ہوا۔ جب طلب کمال کو پہنچتی ہے تو (اللہ تعالیٰ) اس (طالب) کی حالت پر مرشد کو پہنچاتا ہے (کیونکہ آیا ہے) کہ ''الطلب والمطلوب توامان ''[۱۴۶] وہ مرشد قطب الارشاد یا اس کے خلفاء میں سے کوئی ایک ہوتا ہے۔ یہ قطب امام مطلق اور محبوب حق ہے (جیسے آیا ہے) کہ:

از برائے صوفیان پاک بزم آراستہ
وانگہان آن صوفیان راالصلا آموختہ
درمیان صوفیان آن صوفی محبوب را
سر محبوبی مطلق در خلا آموختہ[۱۴۷]

یعنی پاکیزہ صوفیوں کے لیے مجلس آراستہ کی، بعدازاں ان صوفیوں کو ''الصلا'' کی رمز سکھائی۔

صوفیوں کے درمیان اس صوفی محبوب کو خلوت میں محبوبی مطلق کا راز سکھایا۔

تاکہ یہ قطب الارشادؒ سالک امیدوار کو راستہ دکھائے اور انسانی تعلقات کو نظر الٰہی جو ''ینظرون بنور اللہ[۱۴۸] '' ہے، سے دور کرے۔ سالک محبوب خدا ہے، لیکن اس کی خاطر نے ماسوی اللہ سے تعلق پیدا کرلیا ہے لہٰذا مرشد اس غیر کو درمیان سے ہٹاتا ہے تاکہ وہ ولایت غیروں سے پاک ہو، پس (مولانا روم نے) اس حال کو بادشاہ اور کنیزک کے قصہ میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

مثنوی

بشنوید اے دوستان این داستان
خود حقیقت نقد حال ماست آن[149]

ترجمہ: اے دوستو! اس قصہ کو سنو وہ خود ہمارے موجودہ حال کی حقیقت ہے۔

(جس طرح) ایک حقیقی بادشاہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے (جیسے ارشاد ربانی ہے) کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ[150] اسی طرح ایک مجازی بادشاہ اپنے بندے جو اس کی کنیز تھی کو دوست رکھتا تھا لیکن اس کنیز کا دل بادشاہ کی بجائے غیر یعنی (ایک) سنار کی طرف مائل تھا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے بندوں کا دل اس کی بجائے غیر کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس ولی (یعنی حکیم) نے اللہ تعالیٰ کے الہام سے ایک تدبیر نکالی جس کے ذریعے کنیز کا دل بادشاہ کی محبت سے آراستہ ہو گیا اور وہ اس کی محبت کی بدولت خوش قسمت بن گئی۔ اسی طرح کامل مکمل مرشد الہام الٰہی سے مرید صادق کے دل کو تمام انسانی تعلقات سے پاک کر دیتا ہے اور اس کا دل جمال وجلال (الٰہی) کے مشاہدوں کے انوار سے مزین ہو جاتا ہے۔ شروع میں مرید صادق کو مجازی محبوب یعنی ماسوی اللہ سے تعلق توڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن (ارشاد محبوب حقیقی ہے کہ) "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ"[151] لہٰذا اس بنا پر (مولانا رومیؒ نے) کہا (ہے):

مثنوی

عشق آن زندہ گزین کو باقی ست
کز شراب جان فزایت ساقی ست
عشق او بگزین کہ جملہ انبیاء
یافتند از عشق او کار و کیا[152]

ترجمہ: اس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے اور جانفزا

Marfat.com

شراب سے تجھے سیراب کرنے والا ہے۔

اس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے اس کے عشق سے عز وشرف پایا ہے۔

اولیائے حق کو پہچاننا مشکل ہے مگر اس (اللہ تعالیٰ) کی عنایت سے ولی (صادق) کو اس (نشانی) سے پہچانا جاسکتا ہے کہ ''اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ غیر شرعی کاموں سے محفوظ رکھتا ہے اور اگر اس سے کوئی غیر شرع کام ہو (بھی) جائے تو اللہ تعالیٰ اسے توبہ کرنے کی توفیق دیتا ہے، جس طرح کہ شیخ صنعان [۱۵۳] کو'' (توفیق نصیب فرمائی)۔

لیکن جو شخص اولیاء اللہ میں سے نہ ہو اور خود کو ان کی طرح بنائے، اس کا حال (یوں ہے) کہ وہ جلد ہی رسوائے زمانہ ہو جاتا ہے جیسے بلعم [۱۵۴] اور برصیصا [۱۵۵] (ہوئے تھے) ''نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَلِکَ'' [۱۵۶] اس حال سے (مولانا رومیؒ نے) یہودی اور اس کے وزیر کے مکر اور اس کے عیسائی راہبوں کو گمراہ کرنے اور خود کو راہبوں کی طرح بنانے اور اپنے شیطان صفت فریب سے خود کو چھپانے اور (یوں) بہت سے اہل حق کو گمراہ کرنے کے قصہ میں بیان کیا ہے۔ (پس) مرید صادق کو (ایسے احوال سے) پوری طرح محتاط رہنا چاہیے اور اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے (سچے) دوستوں کا طالب بننا چاہیے تا کہ وہ مقصد اور مقصود تک رسائی پا سکے۔

قصہ شیخ دقوقی قدس سرہ

جس طرح شیخ دقوقی [۱۵۷] اور شیخ محمد غزنوی (سررزی) [۱۵۸] قدس سرھما کو (مقصود) نصیب ہوا اور یہ فقیر چاہتا ہے کہ اس رسالہ کو ان دو عزیزوں کے قصہ کی شرح پر ختم کرے تا کہ یہ (رسالہ) اصحاب طلب اور ارباب شوق کا مونس ہو، وباللہ استعین۔

مثنوی

آن دقوقی داشت بس دیباچہء ‏ — عاشق و صاحب کرامت خواجہء [۱۵۹]

آنکہ در فتوی امام خلق بود ‏ — گوئے تقوی از فرشتہ می ربود

باچنین تقوی و اوراد و قیام ‏ — طالب خاصان حق بودی مدام [۱۶۰]

Marfat.com

در مقامے مسکنے کم ساختے — کم دو روز اندر دہے انداختے ۱۶۱
این ہمی گفتے چو می رفتے براہ — کن قرین خاصگانم اے الہ
حضرتش گفتے کہ اے صدر مہین — این چہ عشقست وچہ استسقاست این
مہر من داری چہ می جوئی دگر — چون خدا باتست چون جوئی بشر
او بگفتے یارب اے دانائے راز — تو کشودی در دلم راہ نیاز
حرص اندر عشق تو فخرست وجاہ — حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ ۱۶۲

ترجمہ: دقوقیؒ ایک اچھا چہرہ رکھتے تھے، عاشق اور کرامت والے خواجہ تھے۔

وہ (دقوقیؒ) جوفتوی میں مخلوق کے امام تھے، تقویٰ میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے۔

باوجود ایسے تقویٰ اور وظائف ونماز کے، وہ ہمیشہ خاصان خدا کے طالب رہتے تھے۔

وہ ایک جگہ کم ٹھہرتے، ایک گاؤں میں دوروز سے کم (ڈیرہ) ڈالتے۔

جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے، اے خدا! مجھے مخصوص (بندوں) کا ساتھی بنادے۔

دربار (خداوندی) ان سے کہتا اے صدر اعظم، یہ کیسا عشق اور یہ کیسی پیاس ہے؟

تم میری محبت رکھتے ہو، دوسرے کی محبت کیوں تلاش کرتے ہو؟

جبکہ خدا تمہارے ساتھ ہے، انسان کی کیوں تلاش کرتے ہو؟

وہ جواب دیتے، اے خدا! اے راز کو جاننے والے! تو نے میرے دل میں نیازمندی کا راستہ کھول دیا ہے۔

تیرے عشق میں لالچ، فخر اور مرتبہ ہے، تیرے غیر میں لالچ، ذلت اور تباہی ہے۔

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ دنیا اور عقبیٰ میں ابدی عمر کے باوجود سیر فی اللہ متناہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود محمدی میں انتہا نہیں ملی۔ ہر خاص ولی اللہ پر اس کے مرتبہ کے مطابق تجلی ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [۱۶۳] پر خاص تجلی ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء طالب اولیاء ہیں۔ کمال' طلب اور طلب' کمال ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ جس شخص کو چاہیے اس کے دل میں طلب کی آرزو زیادہ کر دیتا ہے۔

مثنوی

از کلیم حق بیآموز اے کریم — ہین چہ می گوید ز مشتاقی کلیم
با چنین جاہ و چنین پیغمبری — طالب خضرم ز خود بینی بری
میروم تا مجمع البحرین من — تا شوم مصحوب سلطان زمن [۱۶۴]

ترجمہ: اے بھلے! کلیم اللہ سے سیکھ لے، آگاہ! کلیم شوق میں کیا کہہ رہے ہیں۔

ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے' میں خضر کا طالب ہوں، خود پسندی سے بری ہوں۔

میں مجمع البحرین تک جاؤں گا تا کہ شاہ زمانہ کا ساتھی بنوں۔

اولیاء اللہ کی (صحبت) پانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ایک (حکمت) یہ (بھی) ہے کہ (آدمی کا) وجود بشریت نیست ہو جائے اور وہ دوسروں کے کمال کو دیکھے اور اپنی مفلسی کا مشاہدہ کرے۔

مثنوی

سال و مہ رفتم سفر از عشق ماہ — بے خبر از راہ و حیران در الہ
تو مبین این پایہارا بر زمین — زانکہ بر دل میرود عاشق یقین
گفت روزے می شدم مشتاق وار — تا بہ بینم در بشر انوار یار
تا بہ بینم قلزمے در قطرۂ — آفتابے درج اندر ذرۂ

Marfat.com

چون رسیدم سوئے یک ساحل بگام | بود بیگہ گشتہ روز و وقت شام
هفت شمع از دور دیدم ناگهان | اندر آن ساحل شتا بیدم بدان
نور شعله هریکے شمعی از آن | بر شده خوش تاعنان آسمان
خیره گشتم خیرگی هم خیره گشت | موج حیرت عقل راازسرگزشت
کاین چگونه شمع ها افروخته است | کہ دو دیده خلق زینها دوختہ است
خلق جویان چراغے گشتہ بود | پیش آن شمعے کہ برمہ می فزود
چشم بندی بد عجب بردیده ها | بندشان میکرد یهدی من یشاء
باز میدیدم کہ شد آن هفت یک | میشگافد نور او جیب فلک
باز آن یکبار دیگر هفت شد | مستی و حیرانی من زفت شد
هفت شمع اندر نظر شد هفت مرد | نورشان می شد بہ سقف لاجورد
باز هریک مرد شد شکل درخت | چشم از سبزی ایشان نیک بخت
هر درختے شاخ بر سدره زده | سدره چه بود از خلا بیرون شده
بیخ هریک رفتہ در قعر زمین | زیر تراز گا و ماهی بد یقین ۱۶۵

ترجمہ: چاند کے عشق میں سالوں اور مہینوں میں نے سفر کیا، راستہ سے بیخبر تھا اور اللہ (تعالیٰ) میں محو تھا۔

تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ کیونکہ عاشق واقعۃً دل (کے بل) پر چلتا ہے۔

(دقوقیؒ نے) فرمایا ایک روز میں مشتاقانہ روانہ ہوا تاکہ کسی انسان میں یار کے انوار دیکھوں۔

تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں، سورج کو ذرے میں داخل دیکھوں۔

جب میں پیدل ایک ساحل کی جانب پہنچا' دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا۔

Marfat.com

میں نے دور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں، ان کی وجہ سے میں اس ساحل کی طرف لپکا۔

ان میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ، آسمان کی فضا تک، بہت اونچا تھا۔

میں حیران رہ گیا، حیرانی بھی حیران ہوگئی، حیرت کی موج عقل کے اوپر سے گزر گئی۔

کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟ کہ مخلوق کی دونوں آنکھیں ان سے بند ہیں۔

مخلوق چراغ کی جستجو میں تھی، ان شمعوں کے ہوتے ہوئے جو چاند سے بڑھی ہوئی تھیں۔

آنکھوں پر عجیب چشم بندی تھی۔ ان کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو چاہے ہدایت دے۔

پھر میں نے دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک ہوگئیں، ان کا نور آسمان کا گریبان پھاڑ رہا تھا۔

پھر وہ ایک بار، دوبارہ سات ہوگئی، میری مستی اور حیرانی سخت ہوگئی۔

دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے، ان کا نور، نیلگوں چھت (آسمان) تک پہنچ رہا تھا۔

پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہوگیا، ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی۔

ہر درخت نے شاخ سدرہ تک پہنچائی ہے، سدرہ کیا ہوتا ہے، خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے۔

ہر ایک کی جڑ زمین کی گہرائی میں تھی، جو یقیناً مچھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی۔

جاننا چاہئے کہ ہر خاص ولی اللہ پر اس کے اندازہ (مرتبہ) کے مطابق تجلی (الٰہی) ہوتی

Marfat.com

ہے۔ ہر ولی کو (فیض) نبی سے حصہ ملتا ہے۔ بعض محمدُالمشہد (یعنی محمدیُ المظہر)، بعض عیسوی المشہد اور بعض موسویُ المشہد ہیں لیکن امام دقوقی قدس سرہ سیر وسلوک میں موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتے تھے، تجلی الوہیت درخت سے آگ کی شکل میں تھی، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَاراً'' [۱۶۶] (اللہ تعالیٰ نے) ان (دقوقیؒ) کو بھی اسی طرح (تجلی) نصیب فرمائی، واللہ تعالیٰ اعلم۔ سات ولی حق ہیں جن کو اوتادِ سبعہ کہتے ہیں۔ ان کے نور کی مثال پر سات شمعیں اور سات درخت ظاہر ہوئے جو بموجب ''الفقراء کنفس واحدۃ'' [۱۶۷] ایک نظر آنے لگے تھے۔ جاننا چاہئے کہ تمام انبیاء اور اولیاء راہِ حقیقت کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں کیونکہ وہ سب (اللہ کی توفیق سے) بندگانِ حق کے راہنما ہیں اور مخصوص جہات کے لحاظ سے کئی ہیں (جیسے) حضرت موسیٰ علیہ السلام عبری اور حضرت (محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی ہونے کی مناسبت سے ہیں۔ اولیاء اللہ بھی اسی طرح (ایک) ہیں کیونکہ ان کے باطن کا نور کلمہ طیبہ کی نورانیت ہے (جسے آیا ہے):

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ'' [۱۶۸]

یہ سات درخت ان سات سچے ولیوں کی مثال ہیں (یہ بات) اولیاء اللہ کی نظر کے سامنے ظاہر ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں (جیسے آیا ہے): ''اتقوا فراسته المومن فانه ينظر بنور الله'' [۱۶۹] لیکن منکروں کی نظر اس کو نہیں دیکھ پاتی۔ (رومیؒ نے) اس معنی کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

مثنوی

این عجب تر کہ برایشان می گزشت	صد ہزاران خلق از صحرا و دشت
ز آرزوئے سایہ جان می باختند	از گلیمے سائبان می ساختند
سایہ آن رانمی دیدند ہیچ	صد تفو بردیدہ ہائے پیچ پیچ
ختم کردہ قہر حق بردیدہ ہا	کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا
کاروا نہا بے نوا وین میوہ ہا	پختہ می ریزد چہ سحرست اے خدا؟ [۱۷۰]

Marfat.com

ترجمہ: یہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا کہ ان پر گزرتے، جنگل اور میدان سے لاکھوں انسان۔

سایہ کی تمنا میں، جان کی بازی لگاتے تھے، کمبلوں کے سائبان بناتے تھے۔

وہ ان (درختوں) کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے، ایسی کج آنکھوں پر سو بار تف ہے۔

اللہ (تعالیٰ) کے قہر نے آنکھوں پر مہر لگادی تھی کہ چاند کو نہ دیکھیں، سہا (ستارہ) کو دیکھ لیں۔

قافلے مفلس، اور یہ پھل پکے گر رہے ہیں اے خدا کیسا جادو ہے۔

خلقت کی آنکھ خاص اولیاء اللہ کو دیکھنے سے محروم ہے۔ جو شخص ہوائے نفس میں مشغول ہے، اسے ان کی معرفت نصیب نہیں ہوسکتی۔ وہ (اولیاء) خلقت کو اپنی طرف بلاتے ہیں لیکن لوگ ان کی طرف نہیں جاتے۔

مثنوی

بانگ می آمد سوئے ہر درخت
سوئے ما آئید خلق شور بخت
بانگ می آمد ز غیرت بر شجر
چشم شان بستیم کَلَّا لَا وَزَر [۱۷۱]

ترجمہ: ہر درخت کی طرف سے آواز آرہی تھی، بد بخت لوگو! ہماری طرف آؤ۔

درخت کو غیرت (خداوندی) کی جانب سے آواز آئی، ہم نے ان کی آنکھیں بند کردی ہیں، ہرگز ٹھکانا نہیں ہے۔

کوئی تدبیر نہیں ہے "من قبل قبل بلا علة ومن ردّ ردّ بلا علة" [۱۷۲]

Marfat.com

مثنوی

زین تنازعہا محمدؐ در عجب | در تعجب نیز مانده بو لہب
گر کسے می گفتشان زین سوروید | تا ازیں اشجار مستعد شوید
جملہ می گفتند کین مسکین مست | از قضاء اللہ دیوانہ شد ست [۱۷۳]

ترجمہ: انہی (قسم کے) اختلافات سے (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تعجب میں تھے، ابولہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا۔

اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ اس جانب جاؤ، تا کہ تم ان درختوں سے خوش بختی حاصل کرنے والا بن جاؤ۔

سب کہتے تھے کہ یہ بیچارہ مدہوش، اللہ کے حکم سے، دیوانہ ہو گیا ہے۔

ہمارے خواجہ حضرت بہاء الحق والدین قدس سرہ العزیز قطب الارشاد تھے اور ان سے عجیب وغریب احوال وکرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس کے باوجود ان کے منکرین زیادہ تھے۔ ان (خواجہ نقشبندؒ) کے بعد آپ کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ قطب تھے، میں یہ بات صدق ویقین سے کہہ رہا ہوں اور انہیں بھی بیشتر لوگ نہیں پہچانتے تھے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ"۔ [۱۷۴]

مثنوی

بعد دیرے گشت آنہا ہفت مرد | جملہ در قعدہ پے یزدان فرد
چشم می مالم کہ آن ہفت ارسلان | تا کیانند و چہ دارند از جہان
چون بنزدیکی رسیدم من زراہ | کردم ایشان را سلام از انتباہ
قوم گفتندم جواب آن سلام | اے دقوقی مفخر و تاج کرام
گفتم آخر چون مرا بشناختند؟ | پیش ازین برمن نظر نیند اختند
پاسخم دادند کاے جان عزیز | چون بپوشیدست این ہا برتو نیز
بردلے کو راتحیر با خدا ست | کے شود پوشیدہ راز چپ وراست [۱۷۵]

Marfat.com

ترجمہ: تھوڑی دیر کے بعد وہ (درخت) سات مرد بن گئے، اللہ احد کے لیے سب قعدہ میں تھے۔

میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد)، کون ہیں اور دنیا سے کیا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟

جب میں راستہ میں (ان کے) قریب پہنچا، ہوش سے میں نے ان کو سلام کیا۔

قوم نے مجھ سے اس سلام کے جواب میں کہا، اے دقوقی بزرگوں کے لیے باعث فخر اور تاج۔

میں نے (دل میں) کہا وہ مجھے کیسے پہچان گئے؟ اس سے پہلے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے۔

انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اے پیارے! یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟

اس دل پر جس کو خدا کے ساتھ تحیر ہے، دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اتقوا فراسته المومن فانه ينظر بنور الله تعالیٰ''[۱۷۶] جب بندہ ایمان حقیقی سے مشرف ہوتا ہے اور شہود کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت پاتا ہے تو سات آسمانوں اور زمینوں کے اندر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

مثنوی

گفتم ار سوئے حقایق بشگفید ۔۔۔ چون ز حرف و اسم رسمی واقفید[۱۷۷]

ترجمہ: میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم شگفتہ ہو، رسمی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟

اس بات کا مطلب ایک سوال ہے جو (ذہن میں) وارد ہوتا ہے، یعنی بیشتر اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ انہیں اسم و رسم سے کسی چیز کی کوئی واقفیت نہیں ہے، اگرچہ ان کا دل عالم حقیقت سے روشن ہے۔ بہت سے رسمی علوم کی اصطلاحات اور شرعی و فرعی احکام ان پر پوشیدہ ہیں (مولانا رومیؒ نے اس کا) جواب (یوں) کہا ہے:

Marfat.com

مثنوی

گفت اگر اسمے شود غیب از ولی

آن ز استغراق دان نہ ز جاہلی[۱۷۸]

ترجمہ: کہا اگر ولی سے، کوئی نام غائب ہو تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھ،

نہ کہ لاعلمی سے۔

یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے ایک رمز (تعلق) رکھتے ہیں جس کے فیض سے وہ حق کے سوا کسی چیز سے متوجہ نہیں ہوتے لیکن جس چیز کی جانب توجہ کریں، اسے سمجھ لیتے ہیں اور ان کا (اسم و رسم سے) ناواقف ہونا (ان کی) جہالت (کی وجہ) سے نہیں ہے بلکہ (یہ) ان کی خاطر مبارک کے متوجہ نہ ہونے (کی بنا) پر ہے۔ ہمارے خواجہ حضرت (بہاء الدین نقشبند) قدس اللہ روحہ اسی طرح فرمایا کرتے تھے۔

مثنوی

بعد ازاں گفتند مارا آرزوست　　اقتدا کردن بتو اے پاک دوست

اے یگانہ ہین دوگانہ برگزار　　تا مزین گردد از تو روزگار

اے امام چشم روشن در صلوٰۃ　　چشم روشن باید اندر پیشوات[۱۷۹]

ترجمہ: اس کے بعد انہوں نے کہا، ہماری تمنا، تیری اقتدا کرنے کی ہے۔اے پاک دوست!

اے یکتا! دو رکعتیں ادا کر تا کہ زمانہ تیری وجہ سے بارونق بن جائے۔

اے نماز میں روشن چشم والے امام! تیرا امام روشن چشم ہونا چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ اولیا دو طرح کے ہیں "عزلتی اور عشرتی"[۱۸۰] عشرتی ایک وجہ سے عزلتیوں سے افضل ہیں۔ عشرتی (بادشاہ کے) وزیروں کی طرح ہیں جو مملکت کو چلانے کی تدبیر کرتے ہیں اور عزلتی (بادشاہ کے) ندیموں کی مانند ہیں جو ہمیشہ خدمت کرتے ہیں لیکن عشرتی ظاہری طور پر خلقت سے اور باطنی طور پر اللہ تعالیٰ سے (مشغول رہتے) ہیں۔ (پس) ان کی ظاہری اور باطنی پیروی اولیٰ تر ہے اور شیخ دقوقی قدس اللہ روحہ عشرتیوں میں سے تھے۔

Marfat.com

مثنوی

اقتدا کردند آن شاہان قطار ۔۔۔ در پے آن مقتدائے نام دار
چونکہ با تکبیر ہا مقرون شدند ۔۔۔ ہمچو قربان از جہان بیرون شدند
آن دقوقی در امامت کرد ساز ۔۔۔ اندر آن ساحل در آمد در نماز
وآن جماعت در پے او در قیام ۔۔۔ اینت زیبا قوم و بگزیدہ امام
ناگہان چشمش سوئے دریا فتاد ۔۔۔ چون شنید از سوئے دریا داد داد
درمیان موج دید او کشتیئے ۔۔۔ در قضا و در بلا وز شتیئے
اہل کشتی از مہابت کاستہ ۔۔۔ نعرہ و واویلہا برخاستہ
دستہا در نوحہ برسر می زدند ۔۔۔ کافرو ملحد ہمہ مخلص شدند
باخدا باصد تضرع آنزمان ۔۔۔ عہدہا و نذرہا کردہ بجان
چون دقوقی آن قیامت رابدید ۔۔۔ رحم او جوشید واشک او دوید
گفت یارب منگر اندر فعل شان ۔۔۔ دستشان گیراے شہ نیکو نشان
بندگان حق رحیم و بردبار ۔۔۔ خوئے حق دارند در اصلاح کار
رست کشتی از دم آن پہلوان ۔۔۔ و اہل کشتی را بجہد خود گمان
چون رہید آن کشتی وآمد بکام ۔۔۔ شد نماز آن جماعت ہم تمام
فجفجی افتاد شان باہمد گر ۔۔۔ کین فضولی کیست از ما اے پدر
ہریکے بام دگر گفتند سر ۔۔۔ از پس پشت دقوقی مستتر
گفت ہریک من نکردستم کنون ۔۔۔ آن دعانے از برون نے از درون
گفت مانا کین امام ما زدرد ۔۔۔ بو الفضولانہ مناجاتے بکرد
گفت آن دیگر کہ اے یاران یقین ۔۔۔ مر مراہم مینماید اینچنین
او فضولی بودہ است از انقباض ۔۔۔ کرد بر مختار مطلق اعتراض
چون نگہ کردم پس تابنگرم ۔۔۔ کہ چہ می گویند این اہل کرم
یک از ایشانرا ندیدم در مقام ۔۔۔ رفتہ بودند از مقام خود تمام ۱۸۱

Marfat.com

ترجمہ: ان شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی، اس نامدار، مقتدا کے پیچھے۔

جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے، قربانی کی طرح دنیا سے باہر نکل گئے۔

دقوقی نے امامت شروع کر دی، اس ساحل پہ انہوں نے نماز شروع کی۔

وہ جماعت ان کے پیچھے قیام میں (تھی)، زہی! اچھی قوم اور برگزیدہ امام۔

اچانک ان کی نگاہ دریا کی جانب پڑی، جب دریا کی جانب سے انہوں نے فریاد فریاد سنا۔

انہوں نے موجوں میں ایک کشتی دیکھی، قضا میں اور بلا میں اور تباہی میں۔

کشتی والے خوف سے سکڑے ہوئے، نعرے اور واویلا بلند کیے ہوئے۔

رونے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے، کافر اور بددین سب مخلص ہو گئے تھے۔

اس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے، دل و جان سے عہد اور منتیں مانتے تھے۔

دقوقیؒ نے جب اس قیامت کو دیکھا، ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہہ پڑے۔

فرمایا اے خدا ان کے اعمال کو نہ دیکھ، اے شاہ نیک نشان! ان کی دست گیری فرما۔

اللہ (تعالیٰ) کے رحیم اور بردبار بندے، معاملہ کی اصلاح میں اللہ

Marfat.com

(تعالیٰ) کی خو اختیار کر لیتے ہیں۔

اس پہلوان کی دعا سے کشتی نجات پا گئی، کشتی والوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا۔

جب کشتی نجات پا گئی اور مقصود تک پہنچ گئی، ان لوگوں کی نماز بھی پوری ہو گئی۔

ان میں آپس میں کھس پھس ہوئی کہ شرارت کی وجہ سے یہ بیکار کام ہم میں سے کس نے کیا ہے؟

ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا، دقوقیؒ کی پیٹھ پیچھے پوشیدہ طور پر۔

ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے، اب یہ دعا نہ بظاہر، نہ بباطن۔

کہا یقیناً ہمارے اس امام نے درد کی وجہ سے فضولیوں کی طرح دعا کی ہے۔

دوسرے نے کہا، اے دوستو! یقیناً مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے۔

انقباض کی وجہ سے وہ فضولی بنا ہے، اس نے مختار مطلق پر اعتراض کیا ہے۔

اس کے بعد جب میں نے نگاہ ڈالی کہ دیکھوں، یہ اہل کرم کیا کہہ رہے ہیں؟

موقع پر میں نے ان میں سے ایک کو بھی نہ دیکھا، اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے۔

جاننا چاہیے کہ دعا مانگنا رخصت (کا درجہ) ہے۔ (جیسے آیا ہے):

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ"[۱۸۲]

اور کاموں کو اللہ (تعالیٰ) کے سپرد کرنا، احکامات الٰہی اور قضا و قدر ازلی کے آگے سر تسلیم خم کرنا عزیمت (کا مقام) ہے جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منجنیق کی آزمائش

Marfat.com

میں کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا "ھل لک حاجة فقال اما الیک فلا" [۱۸۳] حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام تسلیم پر (فائز) تھے، جیسے اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا: [۱۸۴]

"اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"

جیسے کہ بیان ہو چکا ہے۔ اولیاء اللہ بھی دو قسم کے ہیں۔ عشرتی دعا (کے لحاظ) سے اہل تدبیر ہیں وہ حاجت مند اور فقیر لوگوں کے لیے خدا سے طلب کرتے ہیں لیکن اپنے کام کے وقت مقام تسلیم وتفویض میں رہتے ہیں (یعنی راضی برضائے الٰہی ہوتے ہیں اور اپنے تمام کاموں کو مسبب الاسباب پر چھوڑتے ہیں) جیسے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ اپنے غلاموں میں سے کسی کو (بھی) باغیوں کے خلاف لڑنے کی اجازت نہ دی۔ دوسرا گروہ عزلتیوں کا ہے جن کے (جسم کے ہر) بال کا (ایک) سرا بھی تسلیم کے خلاف نہیں جاتا اور وہ اس وجہ سے ہمیشہ فیض پاتے ہیں۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانی دیگر است [۱۸۵]

یعنی شمشیر تسلیم سے قتل ہو جانے والوں کو ہر زمانے میں غیب سے ایک اور زندگی مل جاتی ہے۔

"اللھم ارزقنا محبة اولیائک برحمتک یا ارحم الراحمین" [۱۸۶]

حکایت شیخ محمد سررزی قدس سرہ

شیخ محمد سررزی قدس سرہ غزنی کے اکابر اور اشراف میں سے تھے، وہ شمس العارفین سجاوندی [۱۸۷] (غزنوی) مصنف "تفسیر عین المعانی" اور "وقوف قرآن" کے شاگرد اور مرید تھے۔ سررز چرخ کے دیہات میں سے ایک دیہات ہے جو چرخ سے دو یا تین فرسخ کے فاصلے پر اس کے پہلے باغات میں واقع ہے۔ یہ اس فقیر کے آباؤ اجداد کا مسکن ہے۔

Marfat.com

مثنوی

زاہدے در غزنی از دانش مزی
بد محمد نام کنیت سرر زی
بود افطارش سرر ز ہر شبی
ہفت سال دایم اندر مطلبی [۱۸۸]

ترجمہ: غزنی میں ایک زاہد عقل سے پروردہ، نام محمد اور کنیت سررزی تھی۔

ہر شام کو ان کا افطار انگور کی کونپل تھی، سات سال وہ ہمیشہ (حصول) مقصد میں تھے۔

انہوں نے دنیا کے لوگوں سے دوری (عزلت) اختیار کر رکھی تھی اور نباتات کے سوا دوسری کوئی مباح چیز نہیں کھاتے تھے اور انہوں نے گرمیوں میں (درختوں) کے پتوں کو سردیوں (کی خوراک) کے لیے جمع کر رکھا تھا۔ ان کے بدن مبارک کے تمام حصے سبز ہو چکے تھے اور ان کا مطلوب اللہ تعالیٰ کا دیدار تھا۔

مثنوی

بس عجائب دید از شاہ وجود
لیک مقصودش جمال شاہ بود [۱۸۹]

ترجمہ: موجودات کے شاہ کے انہوں نے بہت سے عجائب دیکھے لیکن ان کا مقصد شاہ کا جمال تھا۔

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا اور عقبیٰ (دونوں) میں روا ہے جس طرح کہ ''طوالع'' [۱۹۰] اور دوسری کتابوں سے معلوم ہوتا ہے اور معتزلی (اس کے) مطلقاً منکر ہیں۔ بعضی (اسے) عقبیٰ میں جائز سمجھتے اور اہل حق کے مذہب میں جو اہل سنت و جماعت اور اولیاء اللہ کا مذہب ہے یہ دنیا اور عقبیٰ (دونوں) میں جائز اور درست ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ تعالیٰ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا۔

Marfat.com

مثنوی

برسر ہر کہ رفت آن ازخویش سیر | گفت بنما یا فتادم من بزیر
گفت نا مد نوبت آن مکرمت | ورفرو اُفتی نمیری نکشمت
او فرو افگند خود را از وداد | درمیان عمق آبی او فتاد[۱۹۱]

ترجمہ: وہ اپنے آپ سے بیزار ہوکر پہاڑ کی چوٹی پر گئے، عرض کیا دکھا دے، ورنہ میں نیچے کودوں گا۔

فرمایا اس اعزاز کا موقع نہیں آیا ہے اگر تم نیچے گروگے نہ مروگے میں تمہیں نہ ماروں گا۔

انہوں نے عشق میں اپنے آپ کو نیچے پھینک دیا۔ ایک پانی کی گہرائی میں جا پڑے۔

چرخ کے پہاڑوں میں ایک گاؤں ہے جسے سنگ خواجہ کہتے ہیں یہ صاحب دلوں کی منزل اور قرارگاہ ہے۔ اس کے قریب بڑے بڑے پہاڑ ہیں اور اس کی تہہ میں گرداب ہیں۔

مثنوی

چون نمرد از نکس آن جان سیرمرد | از فراق مرگ بر خود نوحہ کرد
موت را از غیب می کرد او گدی | ان فی موتی حیاتی میزدی[۱۹۲]

ترجمہ: جب اوندھا گرنے سے نہ مرے وہ جان سے بیزار آدمی، اپنی موت کے فراق پر رونے لگے۔

موت کی وہ غیب سے بھیک مانگتے تھے، بیشک میری موت میں میری زندگی ہے، کا نعرہ لگاتے تھے۔

یہ اشارہ شیخ منصور حلاج قدس سرہ[۱۹۳] کے قول کی طرف ہے جو انہوں نے کہا (ہے):

اقتلونی یاثقاتی ان فی قتلی حیاتی
ومماتی فی حیاتی و حیاتی فی مماتی[۱۹۴]

Marfat.com

یعنی اے ثقات! مجھے مار ڈالو بے شک میرے قتل میں میری زندگی ہے
اور میری موت میری زندگی میں اور میری زندگی میری موت میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہ والموت دون لقائہ موت معہود"[۱۹۵]

کیونکہ دیدار موت کے بعد ہوتا ہے (لہٰذا) عاشق ہمیشہ موت کا طالب (رہتا) ہے۔
اس گروہ کے نزدیک موت دو (قسم کی) ہے۔ (ایک) موت معہود اور (دوسری) موت فنافی اللہ۔ "جب تک آدمی مرتا نہیں (اس وقت تک) نفس صفات ملکیہ کا حامل نہیں ہوتا۔"

مثنوی

بانگ آمد روز صحرا سوئے شہر ۔۔۔ بانگ طرفہ از ورائے سر و جہر[۱۹۶]

ترجمہ: آواز آئی، جنگل سے شہر کی جانب جاؤ، عجیب آواز آہستہ اور زور کی آواز کے علاوہ۔

سر اور جہر (آدمی پر) وارد ہونے والی صفت ہے اور کلام اللہ قدیم ہے۔

مثنوی

گفت اے دانائے رازم موبمو ۔۔۔ چہ کنم در شہر از خدمت بگو؟
گفت خدمت آنکہ بہر ذل نفس ۔۔۔ خویشتن سازی تو چون عباس دبس
مدتے از اغنیا زر میستان ۔۔۔ پس بدرویشان مسکین میرسان
خدمتت اینست تا یکچند گاہ ۔۔۔ گفت سمعاً طاعۃً اے جان پناہ[۱۹۷]

ترجمہ: عرض کیا اے میرے رازوں کے جاننے والے شہر میں کیا خدمت کروں، فرمائیے۔

فرمایا خدمت یہ ہے کہ نفس کو ذلیل کرنے کے لیے تو اپنے آپ کو عباس دبس کی طرح بنا۔

Marfat.com

ایک مدت تک، مالداروں سے روپے لے، پھر مسکین درویشوں کو پہنچا۔
ایک وقت تک تیری یہی خدمت ہے۔عرض کیا اے جان پناہ! میں نے
سنا، قبول کیا۔

جب تک بشریت نیست نہ ہو جائے (اس وقت تک) گداگری کرنے کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ ہمارے خواجہ (نقشبند) قدس اللہ روحہ کا ارشاد ہے کہ مرشد علی الحقیقت جل ذکرہ اپنے دوستوں میں سے ہر ایک کو اس کی نسبت حال کے مطابق تربیت فرماتا ہے۔ اہل باطن کا طریقہ، خود کو کم دیکھنا، کم بولنا، نابود ہونا اور عاجزی ہے۔

مثنوی

دولت درد مسلمانیم دہ — نیستی نفس ظلمانیم دہ [198]
ہیچ کس را تانگردد او فنا — نیست رہ دربارگاہ کبریا
چیست معراج فلک این نیستی — عاشقان را مذہب و دین نیستی [199]

ترجمہ: مجھے میری مسلمانی کے درد کی دولت نصیب کر، مجھے میرے نفس
کی ظلمات کی نیستی عطا فرما۔
کسی شخص کے لیے جب تک وہ فنا نہ ہو جائے کبریا کی بارگاہ میں راستہ
نہیں ہے۔
آسمانوں کی معراج کیا ہے؟ یہ نیستی ہے، عاشقوں کا مذہب اور دین
نیستی ہے۔

ہمارے خواجہ (نقشبند) قدس سرہ سے لوگوں نے پوچھا کہ فنا کی کتنی قسمیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: (فنا) دو طرح کی ہے اگر اس سے زیادہ (قسمیں) کہی جائیں تو بھی ان سب کی واپسی ان دو کی طرف ہے۔ (ایک) فنائے وجود ظلمانی طبیعی اور (دوسری) فنائے وجود روحانی نورانی ہے (اور یہ) اس وقت سے ہے جب سارے پردوں کو ایک خیال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تیرے وجود کے سوا کچھ نہیں ہے (اسی لیے کہا گیا ہے) ''دع نفسک و تعال'' [200]

خود را در بمان و آنگہ دررو [201]

Marfat.com

یعنی خود کو دروازے پر چھوڑ اور پھر اندر چلا جا۔

اس معنی کی بنا پر شیخ کو کسب ظاہر کا اشارہ ہوا ہے اور فنائے مطلق کا مقام عنایت بلاوجہ (یعنی فضل خدا) کے بغیر (میسر) نہیں (آتا) لیکن شرائط اکتساب سے چارہ نہیں ہے اور وہ نفس کو رسوا کرنے سے جلدی حاصل ہوتا ہے۔ شیخ (سرزی) حکم (الٰہی) بجالائے جیسے کہ کہا (گیا) ہے:

مثنوی

رو بہ شہر آورد آن فرمان پذیر — شہر غزنین گشت از رویش منیر

جملہ اعیان و مہان بر خاستند — قصر ہا از بہر او آراستند

گفت من از خود نمائی نامدم — جز بخواری وگدائی نامدم

نیستم در عزم قال و قیل من — در بدر گردم بکف زنبیل من

بندہ فرمانم کہ امرست از خدا — تا گدا باشم گدا باشم گدا

در گدایی لفظ نادر ناورم — جز طریق خس گدایان نسپرم

تا شوم غرق مذلت من تمام — تا سقطہا بشنوم از خاص و عام

امر حق جانست من اورا تبع — او طمع فرمود و ذل من قنع

چون طمع خواہد زمن سلطان دین — خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

او مذلت خواست کے عزت تنم — او گدائی خواست کے میری کنم

بعد ازیں گدیہ و مذلت جان من — بیست عباس اند در انبان من

شیخ برمی گشت و زنبیلی بدست — شیءٌ لِللہ خواجہ توفیقیت ہست

برتر از کرسی و عرش اسرار او — شیءٌ لِللہ شیءٌ للہ کار او

انبیاء ہر یک ہمین فن میزنند — خلق مفلس گدیہ ایشان میکنند

اقرضوا اللہ اقرضوا اللہ میزنند — باژگون بر انصروا اللہ می تنند

در بدر این شیخ می آرد نیاز — بر فلک صد در برائے شیخ باز

کان گدایی کہ بجد میکرد او — بہر یزدان بود نے بہر گلو

Marfat.com

آن گلو از نور حق دارد غلو وربکردے نیز از بہر گلو

بہ ز چلہ و سہ روزہ صد فقیر درحق او خورد نان و شہد و شیر[۲۰۲]

ترجمہ: اس حکم ماننے والے نے شہر کا رخ کیا، غزنی شہران کے چہرے سے منور ہو گیا۔

سب بڑے اور سردار کھڑے ہو گئے، ان کی وجہ سے مکانات کو آراستہ کیا۔

انہوں نے کہا کہ میں خودنمائی کے لیے نہیں آیا ہوں، ذلت اور بھکاری پن کے سوا کسی چیز کے لیے نہیں آیا ہوں۔

میں بات چیت کے ارادہ میں نہیں ہوں۔ میں ہاتھ میں جھولی لے کر دربدر گھوموں گا۔

میں حکم کا غلام ہوں، کیونکہ خدا کا حکم ہے، میں بھکاری بنوں، میں بھکاری بنوں، بھکاری۔

میں بھکاری پن میں نیا لفظ نہ لاؤں گا، کمینہ فقیروں کے سوا طریقہ نہ اختیار کروں گا۔

تاکہ میں پوری طرح ذلت میں ڈوب جاؤں، تاکہ خاص و عام سے برا بھلا سنوں۔

خدا کا حکم جان ہے، میں اس کے تابع ہوں، اس نے لالچ کا حکم دیا اور جس نے قناعت کی وہ ذلیل ہوا۔

جبکہ دین کا شاہ مجھ سے طمع چاہتا ہے، اس کے بعد قناعت کے سر پر دھول۔

اس نے ذلت چاہی، میں کب عزت کے درپے ہوں گا، اس نے بھکاری پن چاہا، میں کب امیری کروں گا۔

اس کے بعد بھیک اور ذلت میری جان ہے، میری جھولی میں بیس عباس ہیں۔

Marfat.com

شیخ گھومتے تھے اور جھولی ہاتھ میں، اے خواجہ! اگر تجھے کچھ توفیق ہے تو
کوئی چیز خدا کے لیے دے۔

ان کے باطنی احوال کرسی وعرش سے برتر تھے، کچھ خدا کے لیے، کچھ خدا
کے لیے، ان کا کام تھا۔

ہر ایک نبی اس طرح نعرہ لگاتا ہے، مخلوق مفلس ہے، ان سے بھیک
مانگتے ہیں۔

اللہ کو قرض دو، اللہ کو قرض دو، کہتے ہیں۔ الٹا، اللہ کی مدد کرو پر عمل کرتے
ہیں۔

یہ شیخ در بدر عاجزی کرتے ہیں، شیخ کے لیے آسمان پر سینکڑوں
دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے، خدا کے لیے تھا نہ کہ حلق
کے لیے۔

اگر وہ حلق کے لیے بھی کرتے، وہ حلق خدا کے لیے نور سے پر تھا۔

ان کے لیے روٹی اور شہد اور دودھ کی خوراک، سینکڑوں فقیروں کے چلہ
اور سہ روزہ سے بہتر تھی۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا مجذوب اور محبوب جس قدر امن و آسائش سے زندگی بسر کرے اس کا
کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ خواہ وہ بالکل کوئی ریاضت نہ کرے۔

شعر

آنرا کہ در پذیرد معبود لاالعلہ
اورا چہ حاجت آید رنج چہار چلہ ۲۰۳

یعنی جس کسی کو خداوند (اپنے فضل سے) قبول کرلے، اسے کسی سبب
(ریاضت) کی ضرورت نہیں ہوتی (اور) اسے چار چلوں کی زحمت
اٹھانے کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟

Marfat.com

مثنوی

شد چنین شیخے گدائے کوبکو | عشق آمد لا ابالی اتقوا
عشق جوشد بحر را مانند دیگ | عشق ساید کوہ را مانند ریگ
عشق بشگافد فلک راصد شگاف | عشق لرزاند زمین را از گزاف
با محمدؐ بود عشق پاک جفت | بہر عشق او را خدا لولاک گفت
گر نبودی بہر عشق پاک را | کے وجودے دادمے افلاک را
من بدان افراشتم چرخ سنی | تا علو عشق را فہمی کنی[۲۰۴]

ترجمہ: ایسے شیخ گلی گلی کے بھکاری بن گئے، عشق لا پرواہ ہے، بچو۔

عشق، سمندر کو دیگ کی طرح کھولا دیتا ہے۔ عشق پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے۔

عشق آسمان میں سو شگاف ڈال دیتا ہے، عشق زمین کو آسانی سے لرزا دیتا ہے۔

پاک عشق (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا، عشق کی وجہ سے خدا نے آپ کے بارے میں لولاک فرمایا۔

اگر آپ پاک عشق کے لیے نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو وجود کب عطا کرتا؟

میں نے اونچے آسمان کو اسی لیے بلند کیا تاکہ آپ عشق کی بلندیوں کو سمجھ لیں۔

غیبی اشارہ سے شیخ (محمد سررزیؒ) ایک دن میں چار مرتبہ زنبیل لے کر ایک امیر کے دروازہ پر گدائی کرنے کے لیے گئے اور اس امیر نے اس بے ادبی پر انہیں جھڑکا اور اس (شیخ) نے امیر سے معذرت چاہی۔

Marfat.com

مثنوی

شیخ روزے چار کرت چون فقیر — بہر گدیہ رفت در قصر امیر
در کفش زنبیل شیٔ للہ زنان — خالق جان می بجوید تائے نان
نعلہائے باژگونہ است اے پسر — عقل کلی را کند ھم خیرہ سر
چون امیرش دید گفتش اے وقیح — گو بیمت چیزے منہ نامم شیخ
این چہ سغر وچہ رویست وچہ کار — کہ بروزے اندر آئی چار بار
کیست اینجا شیخ اندر بند تو — من ندیدم نر گدا مانند تو
حرمت و آب گدایان بردۂ — این چہ عباسی زشت آوردۂ
غاشیہ بردوش تو عباس دبس — ہیچ ملحد را مباد این نفس نحس
گفت امیرا بندہ فرمانم خموش — ز آتشم آگہ نۂ چندین مجوش
بہر نان درخویش حرص ار دیدے — اشکم نان خوارہ رابدریدے
ہفت سال از سوز عشق جسم پز — در بیابان خوردہ ام من برگ رز
تا ز برگ خشک و تازہ خوردنم — سبز گشتہ بود این رنگ تنم
این بگفت وگریہ درشد ہائے ہائے — اشک غلطان بررخ او جائے جائے
صدق او ھم بر ضمیر میر زد — عشق ھر دم طرفہ دیگے می پزد
صدق عاشق بر جمادے می تند — چہ عجب گر بر دل دانا زند
صدق موسیٰ بر عصا و کوہ زد — بلکہ بر دریائے پر اشکوہ زد
روبرو آوردہ ہر دو در نفیر — گشتہ گریان ہم امیر و ھم فقیر
ساعتے بسیار چون بگریستند — گفت امیر اورا کہ خیز اے ارجمند
ہر چہ خواہی از خزانہ برگزین — گرچہ استحقاق داری صد چنین
خانہ آن تست ہرچت میل ہست — برگزین خود ھر دو عالم اندکست
گفت دستوری ندادندم چنین — کہ بدست خویش چیزے برگزین
من زخود نتوانم این کردن فضول — کہ کنم من این دخیلانہ دخول ۲۰۵

Marfat.com

ترجمہ: شیخ ایک دن میں فقیر کی طرح چار مرتبہ، بھیک کے لیے امیر کے محل میں گئے۔

ان کے ہاتھ میں زنبیل اور کچھ اللہ کے لیے کا نعرہ لگاتے ہوئے، جان کا پیدا کرنے والا، ایک روٹی مانگتا ہے۔

اے بیٹا! اُلٹی نعل بندیاں (معاملے) ہیں، جو مکمل عقل کو بھی حیران کر دیتی ہیں۔

جب امیر نے ان کو دیکھا، ان سے کہا، اے بے شرم، میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، میرا نام بخیل نہ رکھ۔

یہ کیا بے شرمی اور کیا منہ اور کیا کام ہے؟ کہ تو ایک دن میں چار بار آتا ہے۔

بڈھے! یہاں تیری قید میں کون ہے؟ میں نے تجھ جیسا برا فقیر نہیں دیکھا۔

تو نے فقیروں کی عزت اور آبرو برباد کر دی، یہ کیا بری عباسیت (بھکاری پن) تو نے اختیار کی۔

عباس دبس (مشہور بھکاری) تو تیرا غلام ہے، (تیرا) یہ منحوس نفس کسی بے دین کا نہ ہو۔

انہوں نے کہا اے امیر! میں حکم کا غلام ہوں، چپ رہ، تو میری آگ سے آگاہ نہیں ہے، اس قدر جوش میں نہ آ۔

اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھتا، روٹی کھانے والے پیٹ کو پھاڑ ڈالتا۔

جسم کو پکا دینے والی عشق کی گرمی سے سات سال، میں نے جنگل میں انگور کے پتے کھائے ہیں۔

یہاں تک کہ خشک اور تر پتے کھانے سے، میرے جسم کا رنگ سبز ہو گیا۔

Marfat.com

یہ فرمایا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے، جگہ بجگہ ان کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے۔

ان کی سچائی نے امیر کے دل پر بھی اثر کیا، عشق ہر وقت ایک عجیب دیگ پکاتا ہے۔

عاشق کی سچائی، پتھر پر اثر کرتی ہے، کیا تعجب ہے، اگر عقل مند کے دل پر اثر کرے۔

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ پر اثر کیا، بلکہ ہیبت ناک دریا پر اثر کیا۔

آمنے سامنے دونوں رونے (اور) فریاد کرنے لگے، امیر اور فقیر بھی رو پڑا۔

جب بہت دیر تک روئے، امیر نے ان سے کہا، اے اقبال مند! اٹھو۔

جو چاہو خزانے سے لے لو، اگر چہ ایسے سو گنے کے مستحق ہو۔

آپ کا گھر ہے، جو آپ کی خواہش ہے، خود پسند کر لیجئے۔ دونوں جہان تھوڑے ہیں۔

فرمایا انہوں نے ایسی اجازت نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لے لینا۔

میں یہ بے ہودہ بات اپنی طرف سے نہیں کر سکتا کہ میں دوستانہ دخل دوں۔

شیخ کو غیب سے اشارہ ہونا کہ ہمارے حکم کے مطابق ان دو سال میں تم نے لیا اور دیا۔ اس کے بعد دو اور لو نہیں۔ بوریے کے نیچے ہاتھ ڈالو کیونکہ ہم نے اس کو تمہارے لیے (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تھیلے کی طرح کر دیا ہے، تم جو چاہو گے لے لو گے، تا کہ دنیا والوں کو یقین آ جائے کہ اس عالم کے علاوہ کوئی (اور) عالم ہے جس میں تم مٹی ہاتھ میں لے لو تو وہ سونا ہو جائے اور مردہ اس میں آ جائے تو وہ زندہ ہو جائے، نحس اکبر اس میں آئے تو وہ سعد

Marfat.com

اکبر بن جائے، کفر اس میں آئے تو وہ ایمان بن جائے، زہر اس میں آئے تو وہ تریاق بن جائے، وہ نہ اس عالم میں داخل ہے، نہ اس عالم سے خارج، نہ اوپر، نہ نیچے، نہ ملا ہوا، نہ جدا، بے مثال اور بے کیف ہے، ہر وقت اس سے ہزاروں اثر اور نمونے ظاہر ہوتے رہتے ہیں، جیسی کہ ہاتھ کی دستکاری، ہاتھ کی صورت کے ساتھ اور آنکھ کی ادا، آنکھ کی صورت کے ساتھ اور زبان کی فصاحت، زبان کی صورت کے ساتھ نہ داخل ہے، نہ خارج ہے، نہ متصل ہے، نہ جدا ہے۔

وَالعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَة۔ [۲۰۶]

مثنوی

تا دو سال این کار کرد آنمرد کار — بعد ازاں امر آمدش از کردگار

بعد ازیں میدہ ولے از کس مخواہ — ما بدا دیمت زغیب این دستگاہ

ہر کہ خواہد از تو از یک تا ہزار — دست در زیر حصیرے کن بر آر

ہین ز گنج رحمت بے مربدہ — در کف تو خاک گردد زر بدہ

ہر چہ خواہندت بدہ مندیش ازان — دادیز دان را تو بیش از بیش دان

در عطائے ما نہ تخسیر و نہ کم — نے پشیمانی نہ حسرت زین کرم

دست زیر بوریا کن اے سند — از برای روئے پوش چشم بد

پس ز زیر بوریا پر کن تو مشت — دہ بدست سائل بشکستہ پشت

بعد ازیں از اجر نا ممنون بدہ — ہر کہ خواہد گوہر مکنون بدہ

رو يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ تو باش — ھم چو دست گزافہ رزق پاش

وام داران را ز عہدہ وارہان — ہمچو باران سبز کن فرش جہان

بو دیک سال دگر کارش ہمین — کہ بدادے زر ز کیسہ رب دین

زر شدے خاک سیہ اندر کفش — حاتم طائی گدائے در صفش [۲۰۷]

ترجمہ: ان کارگزار نے دو سال تک یہ کام کیا، اس کے بعد ان کو خدا کا حکم پہنچا۔

Marfat.com

اس کے بعد دے لیکن کسی سے نہ مانگ، ہم نے تجھے غیب سے یہ قدرت دے دی ہے۔

جو تجھ سے ایک سے ہزار تک مانگے، بوریے کے نیچے ہاتھ ڈال، نکال لے۔

رحمت کے بے حساب خزانہ سے دے، تیرے ہاتھ میں مٹی سونا بن جائے گی، دے۔

جو تجھ سے مانگیں، دے اس کی فکر نہ کر، تو خدا کی عطا کو بیش از بیش سمجھ۔

ہماری عطا میں نہ نقصان ہے اور نہ کمی، اس عطا میں نہ شرمندگی ہے، نہ حسرت۔

اے معتمد! بوریے کے نیچے ہاتھ کر، بری نظر سے پردے کے لیے۔

پھر تو بوریے کے نیچے سے مٹھی بھر لے، کمر ٹوٹے، مانگنے والے کے ہاتھ میں دے دے۔

اس کے بعد ختم نہ ہونے والا اجر دے، جو چاہے اس کو اچھوتا موتی دے۔

جا تو ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ بن، اللہ کے ہاتھ کی طرح مفت رزق بانٹ۔

قرض داروں کو ذمہ داری سے چھڑا، دنیا کی زمین کو بارش کی طرح سبز کر دے۔

ایک سال اور ان کا یہی کام رہا، دین کے رب کی تھیلی میں سونا بانٹتے۔

کالی مٹی ان کے ہاتھ میں سونا بن جاتی، حاتم طائی ان سے (بھیک) مانگنے والوں کی صف میں تھا۔

جاننا چاہیے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احبته فکنت سمعه

Marfat.com

الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھاو رجلہ التی یمشی بھا ولئن سالنی لا عطینہ ولئن استعاذنی لا عیذنہ" [۲۰۸]

یعنی بندہ عبادتوں کی زیادہ اقسام سے اللہ تعالیٰ کا قرب پاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنا دوست بنالیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگتا ہے (اللہ تعالیٰ) اسے دیتا ہے۔

حضرت شیخ محمد غزنوی سررزیؒ سے جو کچھ ظاہر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اور (یہ) ان کی کرامت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی سب کرامتیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر بڑا کرم فرمایا ہے، جس طرح سلطان العارفین (حضرت) بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ [۲۰۹] سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے دوستوں میں سے ایک آدمی کو پایا جو الطاف الوہیت کا مظہر تھا۔"

حکایت بایزید بسطامی قدس سرہ

مثنوی

بایزیدؒ اندر سفر جستے بسے ۔۔۔ تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچون ہلال ۔۔۔ دید دروے فر و گفتار رجال
دیدہ نابینا و دل چون آفتاب ۔۔۔ ہمچو فیلے دیدہ ہندستان بخواب
چشم بستہ خفتہ بیند صد طرب ۔۔۔ چون گشاید آن نہ بیند اے عجب
بس عجب در خواب روشن میشود ۔۔۔ دل درون خواب روزن میشود
آنکہ بیدار ست بیند خواب خوش ۔۔۔ عارفست او خاک او در دیدہ کش [۲۱۰]

ترجمہ: بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے سفر میں بہت تلاش کیا، تاکہ کسی اپنے وقت کے خضر علیہ السلام کو پالے۔

ایک بوڑھے، ہلال جیسے قد والے کو دیکھا، اس میں مردان (حق آگاہ) کی شان اور گفتگو پائی۔

Marfat.com

آنکھوں سے نابینا اور دل سورج کی طرح، اس ہاتھی کی طرح جس نے ہندوستان کو خواب میں دیکھا ہو۔

آنکھیں بند کیے ہوئے سوتا ہوا سو مستیاں دیکھتا ہے، جب (آنکھ) کھولتا ہے، تعجب ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا۔

خواب میں بہت سے عجائب دیکھتا ہے، نیند میں، دل روشندان بن جاتا ہے۔

جو بیدار ہے اور اچھی خواب دیکھتا ہے، وہ عارف (باللہ) ہے، اس کی خاک (قدم) آنکھوں میں لگا۔

لیکن جاننا چاہیے کہ شروع میں اللہ تعالیٰ اہل سلوک کی تربیت نیک اور سچے خوابوں کے ذریعے فرماتا ہے۔ (وہ) جو کچھ رات کو دیکھتے ہیں صبح پیش آتا ہے، جیسے حدیث میں آیا ہے کہ چھ ماہ تک حضرت (محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حال رہا۔ بعد ازاں خواب اور بیداری کے درمیان واقعہ ہے اور اس کے بعد بیداری میں معائنہ کرتا ہے اور یہ اہل کشف کو (نصیب) ہوتا ہے (جیسے آیا ہے):

"من عرف نفسه فقد عرف ربه، من عرف ربه لا يخفى عليه شيء"[۲۱۱]

مثنوی

پیش او بنشست و می پرسید حال | یافتش درویش و ہم صاحب عیال
گفت عزم تو کجا اے بایزیدؒ | رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت عزم کعبہ دارم از پگہ | گفت ہین با خود چہ داری زادرہ
گفت دارم از درم نقرہ دویست | نک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست
گفت طوافی کن بگردم ہفت بار | وین نکوتر از طواف حج شمار
وآن درم ہا پیش من نہ اے جواد | دانکہ حج کردی و حاصل شد مراد
عمرہ کردی عمر باقی یافتی | صاف گشتی برصفا بشتافتی
حق آن حقے کہ جانب دیدہ است | کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است[۲۱۲]

ترجمہ: ان کے سامنے بیٹھے اور احوال دریافت کیے۔ ان کو نادار اور
عیال دار پایا۔
انہوں نے کہا، اے بایزیدؒ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ سامان سفر کہاں لے
جائے گا؟
(بایزیدؒ) نے کہا سحری سے کعبہ کا قصد ہے، فرمایا اچھا، راستہ کا خرچہ کتنا
رکھتا ہے؟
کہا چاندی کے دو سو درہم رکھتا ہوں، یہ چادر کے کونے میں مضبوط
بندھے ہوئے ہیں۔
انہوں نے فرمایا: میرے گرد سات بار طواف کر لے اور اس کو حج کے
طواف سے بہتر سمجھ۔
اے سخی! اور وہ درہم میرے سامنے رکھ دے، سمجھ لے کہ تو نے حج کر لیا
اور مقصد پورا ہو گیا۔
تو نے عمرہ کر لیا اور باقی رہنے والی زندگی حاصل کر لی، تو پاک ہو گیا
(کوہ) صفا پر (بھی) دوڑ لیا۔
اس خدا کی قسم جس کو تیری روح نے دیکھا ہے کہ اس نے اپنے گھر پر
مجھے فضیلت بخشی ہے۔

اس (مذکورہ بالا قصہ) میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ ''الانسان بنیان الرب'' [۲۱۴]

مثنوی

کعبہ ہر چندی کہ خانہ بر اوست	خلقت من نیز خانہ سر اوست
تا بکرد آن خانہ را در وے نرفت	و اندرین خانہ بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدا را دیدۂ	گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ
خدمت من طاعت وحمد خداست	تا نہ پنداری کہ حق از من جداست

Marfat.com

چشم نیکو باز کن در من نگر | تا بہ بینی نور حق اندر بشر
بایزیدؒ آن نکتہا را ہوش داشت | ہمچو زرین حلقہ اش در گوش داشت
آمد از وے بایزیدؒ اندر مزید | منتہی در منتہا آخر رسید[۲۱۴]

ترجمہ: ہر چند کہ کعبہ اس کی عبادت کا گھر ہے، میرا وجود بھی اس کے اسرار کا گھر ہے۔

جب سے اس نے وہ گھر بنایا ہے، اس میں نہیں گیا ہے اور اس گھر میں اس حی (وقیوم) کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

جب تو نے مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا ہے، سچائی کے کعبہ کے گرد تو نے طواف کیا ہے۔

میری خدمت اللہ (تعالیٰ) کی عبادت اور حمد ہے، خبردار! کبھی نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے جدا ہے۔

اچھی طرح آنکھ کھول، مجھے دیکھ، تاکہ تو بشر میں اللہ (تعالیٰ) کا نور دیکھے۔

حضرت بایزیدؒ نے ان نکتوں کو یاد کرلیا، سونے کے بالے کی طرح ان کو کان میں پہنا۔

ان سے حضرت بایزیدؒ بڑھوتری میں پہنچے، کامل (مرید) مرتبہ کمال میں پہنچے۔

کراماتِ درویشؒ، جسے اہلِ کشتی چور سمجھے

یہ فقیر کہتا ہے کہ اس قصے کے بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے جو ظاہری طور پر دنیادار معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کا باطن فنافی اللہ ہونے کی وجہ سے منور ہوتا ہے۔ اگر ان کے ظاہر کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائے تو فوری پشیمانی اور شرمندگی نصیب ہوتی ہے۔ جس طرح کہ اہلِ کشتی نے اس درویش پر چوری کی تہمت لگائی جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے دوستوں میں سے تھا۔

Marfat.com

مثنوی

بود درویشے درون کشتئے
ساخته ازرخت مردی پشتئے

یاوه شدهمیان زر او خفته بود
جمله را جستند او راهم نمود

کین فقیر خفته را جوئیم هم
کرد بیدارش زغم صاحب درم

کاندرین کشتی چرمدان گم شده است
جمله را جستیم نتوانی تو رست

دلق بیرون کن برهنه شو ز دلق
تاز تو فارغ شود او هام خلق

گفت یارب مرغلامت راخسان
متهم کردند فرمان در رسان

چون بدرد آمد دل درویش از آن
سر برون کردند هرسو در زمان

ماهیان بے حد از دریائے ژرف
در دهان هریکے در شگرف

صد هزاران ماهی از دریائے پر
در دهان هر یکے درے چه در

هریکے در خراج مملکتے
کز آله ست این ندارد شرکتے

در چند انداخت در کشتی و جست
مرهوا را ساخت کرسی ونشست

خوش مربع چون شهان برتخت خویش
او فراز اوج و کشتی اش به پیش

گفت او کشتی شمارا حق مرا
تا نباشد باشما دزد گدا

تا کرا باشد خسارت زین فراق
من خوشم جفت حق واز خلق طاق

نے مرا او تهمت دزدی نهد
نے مهارم را بغمازے دهد

بانگ کردند اهل کشتی کاے همام
از چه دادندت چنین عالی مقام؟

گفت از تهمت نهادن بر فقیر
وزحق آزادی پے چیزے حقیر

حاش لله بل ز تعظیم شهان
که نبودم بر فقیران بدگمان

آن فقیران لطیف و خوش نفس
کز پے تعظیمشان آمد عبس

آن فقیری بهر پیچا پیچ نیست
بل پے آنکه بجز حق هیچ نیست

متهم چون دارم آنها را که حق
کرد امین مخزن هفتم طبق

متهم نفس ست نے عقل شریف
متهم حس ست نے نور لطیف

Marfat.com

نفس سو فسطائی آمد می زنش — کش زدن سازد نہ حجت گفتنش

معجزہ بیند فروزد آن زمان — بعد از آن گوید خالی بود آن ۲۱۵

خرم آنکہ عجز و حیرت قوت اوست — در دو عالم خفتہ اندر ظل دوست

ہم در اول عجز خود را او دید — مردہ شد دین، عجایز را گزید ۲۱۶

ترجمہ: ایک کشتی میں ایک درویش تھا، جو مردانگی کے ساز و سامان کو سہارا بنائے ہوئے تھا۔

اشرفیوں کی ایک تھیلی گم ہوگئی۔ وہ سویا ہوا تھا۔ انہوں نے سب کی تلاشی لی، اس (مالک) نے (ان کو وہ درویش بھی) دکھایا۔

اس سوئے ہوئے فقیر کی بھی ہم تلاشی لیں، اشرفیوں والے نے غم کی وجہ سے اس کو بھی بیدار کیا

کہ اس کشتی میں چمڑے کی تھیلی گم ہوگئی ہے، ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو (بھی) نہ چھوٹ سکے گا۔

گدڑی اتار دے، گدڑی سے ننگا ہو جا، تاکہ لوگوں کے شکوک تجھ سے رفع ہوں۔

اس (درویش) نے کہا اے خدا! تیرے غلام کو کمینوں نے متہم کیا، حکم فرمادے۔

جب اس (تہمت) سے درویش کے دل کو تکلیف پہنچی، فوراً ہر جانب سے سر نکالا۔

گہرے دریا سے بے حد مچھلیوں نے، ہر ایک کے منہ میں عجیب موتی۔

بھرے دریا سے لاکھوں مچھلیوں نے، ہر ایک کے منہ میں موتی، کیسا اچھا موتی۔

ہر ایک موتی ایک سلطنت کی آمدنی کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے ہے جو شرکت سے پاک ہے۔

Marfat.com

چند موتی کشتی میں پھینکے اور جست لگائی، ہوا کو کرسی بنایا اور بیٹھ گیا۔
اچھی چوکڑی لگا کر بادشاہوں کی طرح اپنے تخت پر، وہ بلندی کی اونچائی پر اور کشتی اس کے آگے۔
اس نے کہا وہ کشتی تمہاری ہے، میرا خدا ہے، تاکہ تمہارے ساتھ چور فقیر نہ رہے۔
دیکھو اس جدائی سے کس کا نقصان ہو، میں اللہ کے ساتھ اور مخلوق سے علیحدہ خوش ہوں۔
وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت لگاتا ہے، نہ میری نکیل چغلخور کے ہاتھ میں دیتا ہے۔
کشتی والے چیخے! اے بزرگ! تجھے یہ بلند مقام کس وجہ سے دیا ہے؟
اس نے کہا، فقیر پر تہمت لگانے کی وجہ سے اور معمولی چیز کے لیے اللہ کو بتانے کی وجہ سے۔
خدا بچائے بلکہ شاہوں کی تعظیم کرنے سے کہ میں فقیروں پر بدگمان نہ تھا۔
وہ پاکیزہ اور نیک دم فقیر جن کی تعظیم کے لیے سورہ عبس نازل ہوئی ہے۔
وہ فقیری اینچ پینچ کے لیے نہیں ہے بلکہ اس لیے ہے کہ خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔
میں ان کو کیسے متہم بنا سکتا ہوں جبکہ اللہ نے ساتوں طبقوں کے خزانے کا امین بنایا ہے۔
متہم نفس ہے نہ کہ شریف عقل، متہم حس ہے نہ کہ پاکیزہ نور۔
نفس سوفسطائی ہے، اس کی سرزنش کر کیونکہ مارنا ہی اس کے لائق ہے، نہ اس سے دلیل بیان کرنا۔
معجزہ دیکھتا ہے، اس وقت منور ہو جاتا ہے، اس کے بعد کہہ دیتا ہے وہ

Marfat.com

خیال تھا۔

مبارک ہے وہ شخص جس کی غذا عجز اور حیرت ہے، وہ دونوں جہان میں دوست کے سایہ میں سویا ہوا ہے۔

اس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو دیکھ لیا، مردہ ہو گیا، بوڑھیوں کے دین کو اختیار کر لیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ''علیکم بدین العجایز'':[۲۱۷]

مثنوی

چون زلیخا یوسفش بروے بتافت ... از عجوزی در جوانی راہ یافت

زندگی در مردن و در محنت ست ... آب حیوان دردرون ظلمت ست[۲۱۸]

ترجمہ: زلیخا کی طرح اس کا یوسف اس پر چمکا، اس نے بڑھاپے سے جوانی کی راہ پالی۔

زندگی مرجانے اور مجاہدہ میں ہے، آب حیات تاریکی کے اندر ہے۔

پس اس قصے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے اور مشائخ کبار پر اعتراض نہ کریں کیونکہ ان کے حال سے کسی کو آگاہی نہیں ہوتی اور وہ صفات الوہیت کا مظہر بن چکے (ہوتے) ہیں۔ لہٰذا ان کی (ظاہری) صورت کو (حقارت سے) نہیں دیکھنا چاہیے۔

مثنوی

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد ... قصد صورت کرد و بر اللہ زد[۲۱۹]

پیش بے حد ہر چہ محدودست لاست ... کل شیٔ غیر وجہ اللہ فنا ست

کفر و ایمان نیست آنجائیکہ اوست ... زانکہ او مغزست این دو رنگ و پوست

وز ملک جان خداوندان دل ... باشد افزون تو تحیر را بہل

زان سبب آدمؑ بود مسجود شان ... جان او افزون ترست از بود شان[۲۲۰]

ترجمہ: اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا، اس

Marfat.com

نے صورت (کوستانے) کا ارادہ کیا (اور) اللہ پر حملہ کیا۔

لامحدود کے سامنے محدود، معدوم ہے، اللہ (تعالیٰ) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

جس مقام پر وہ (شیخ) ہے وہاں کفر اور ایمان نہیں ہے، کیونکہ وہ مغز ہے اور یہ دونوں رنگ اور چھلکا ہیں۔

اور فرشتے سے اہل دل کی جان بڑھی ہوئی ہوگی تو حیرانی چھوڑ دے۔

اس لیے آدم (علیہ السلام) ان کے مسجود بنے، ان کی جان ان کی جانوں سے بہت بڑھی ہوئی تھی۔

حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ نے اس فقیر سے پوچھا کہ ''شیخ کا کفر، مرید کا ایمان'' (ہے) کے کیا معنی ہیں؟ اس فقیر کے دل میں آیا کہ اگر شیخ (حقیقت میں) شیخ ہے اور مرید (حقیقت میں) مرید ہے تو (پھر) کوئی (چیز) کفر نہیں ہے۔ یعنی جب شیخ صفات الوہیت کا مظہر بن چکا ہو اور مرید نے اس کو پہچان لیا ہو تو (شیخ کا کفر مرید کے لیے) کفر نہیں بلکہ ایمان ہوتا ہے اور (یوں مرید کا) ایمان (قائم) رہتا ہے جب وہ مقصود کو شہود کے ذریعے پہچانتا ہے۔

مثنوی

چون رجا و خوف در دلہا روان ۔۔۔ نیست مخفی بروے اسرار جہان

دل نگہ دارید اے بے حاصلان ۔۔۔ در حضور حضرت صاحب دلان [۲۲۱]

ترجمہ: دلوں میں امید اور ڈر (روح کی طرح) رواں ہے۔ اس پر جہان کے چھپے ہوئے راز پوشیدہ نہیں ہیں۔

اے مفلسو! دل کی حفاظت رکھو اہل دل کی مجلس کی حاضری میں۔

جاننا چاہیے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے اور علم الٰہی کا مظہر بن جاتا ہے تو پھر آسمانوں اور زمینوں میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور نوادر [۲۲۲] میں مذکور ہے اور اس امت کے اولیاء کی تعریف (کے ضمن) میں حدیث قدسی

Marfat.com

میں آیا ہے کہ "یکون علیهم من علمی [۲۲۳]" اور ہمیں اس کا مشاہدہ ہمارے خواجہ (نقشبند) قدس سرہ اور ان کے خلیفہ بزرگوار حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ سرہ سے ہوا ہے جو فرمایا کرتے تھے:

"تمام روئے زمین اولیاء اللہ کے سامنے دستر خوان کی مانند ہے اور اس فقیر کے سامنے روئے ناخن کی طرح ہے۔"

کبراء میں سے ایک نے فرمایا ہے کہ تو اولیاء اللہ اور ان کے (ظاہری) احوال کو اپنے حال سے قیاس نہ کر (کیونکہ) ان کو پہچاننا محض عنایت الٰہی کے سوا ممکن نہیں ہے اور اس (بات) میں (اس) حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے:

"اولیائی تحت قبائی لایعرفهم غیری" [۲۲۴]

(یعنی) اولیاء اللہ کو تائید الٰہی سے (ہی) پہچانا جا سکتا ہے۔ (کیونکہ) ان کا ظاہر خلقت سے اور باطن اللہ تعالیٰ سے (مشغول رہتا) ہے۔

از درون شو آشنا واز برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم میبود اندر جہان [۲۲۵]

یعنی تو اندر سے واقف رہ اور بیرون سے ناواقف بن (یعنی دل میں خدا کی یاد رکھ اور ظاہر میں بیگانہ رہ) اس طرح کی خوبصورت مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔

اور ہمارے خواجہ (بہاء الدین نقشبند) قدس سرہ اللہ روحہ فرمایا کرتے تھے:

مردان رهش بهمت و دیده روند
زان در ره آن هیچ اثر پیدا نیست [۲۲۶]

اس کے راستے پر چلنے والے لوگ (سالکین) ہمت و دیدہ سے چلتے ہیں کیونکہ اس کے راستے میں اس کے نشان (پا) کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔

اور وہ (اولیاء) اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی آدمی سے اپنا حال بیان نہیں کرتے۔

Marfat.com

واقعہ حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ

مثنوی

گفت بہلولؒ آن یکے درویش را — چونی اے درویش واقف کن مرا
گفت چون باشد کسیکہ جاودان — بر مراد او رود کار جہان
سیل وجوہا بر مراد او روند — اختران ز انسان کہ او خواہد شوند
زندگی و مرگ سر ہنگان او — بر مراد او روانہ کو بہ کو
ہر کجا خواہد فرستد تعزیت — ہر کجا خواھد فرستد تہنیت
سالکان راہ ہم برگام او — ماندگان از راہ ہم بر دام او
ہیچ دندانے نہ خندد در جہان — بے رضا و امر آن فرمان روان ۲۲۷
گفت اے شہ راست گفتی ہمچنین — در فرو سیمائے تو پیدا ست این

ترجمہ: (حضرت) بہلولؒ نے اس درویش سے کہا، اے درویش تو کیسا ہے مجھے بتادے۔

اس نے کہا، وہ شخص کیسا ہوگا کہ ہمیشہ جس کے ارادے کے مطابق دنیا کے کام چلتے ہوں۔

سیلاب اور نہریں اس کے ارادہ کے مطابق جاری ہوں، ستارے جس طرح وہ چاہے ہو جائیں۔

زندگی اور موت، اس کے سپاہی ہوں، جو اس کے ارادہ کے مطابق کوچہ بہ کوچہ روانہ ہوں۔

وہ جہاں چاہے، تعزیت کو روانہ کردے، وہ جہاں چاہے، مبارک بادی بخش دے۔

راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں، راہ سے عاجز بھی اس کے جال میں ہوں۔

Marfat.com

دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے، اس فرماں روا کی رضا اور حکم کے بغیر۔
(حضرت بہلولؒ نے) کہا اے شاہ! تم نے سچ کہا، ایسا ہی، آپ کے
چہرہ اور شان سے یہ ظاہر ہے۔

جاننا چاہیے کہ جب ولی محبوب حق اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے (تو پھر) وہ اللہ تعالیٰ کا مظہر (بھی) ہوجاتا ہے اور اہل تحقیق نے کہا ہے:

"وان الحق سبحانه وتعالیٰ یعطی عبده المحبوب من اولیائه فی الدنیا اول ما یعطی اهل الجنة فی الاخرة وهو قوله کن فیکون"[۲۲۸]

یعنی اللہ تعالیٰ (اپنے اولیاء میں سے) اپنے ولی محبوب کو دنیا میں پہلے وہ چیز عطا کردیتا ہے جو اہل جنت کو آخرت میں دے گا اور وہ چیز کلمہ طیبہ کی ارادت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ"[۲۲۹]

حدیث میں ولی محبوب کی حقیقت کے بارے میں آیا ہے کہ "لواقسم علی اللہ لابرہ ای لو سالہ لاعطینہ ولاجابہ"[۲۳۰] یعنی اگر (وہ) مجھ سے کوئی چیز مانگے (تو) میں اسے دیتا ہوں، اسی مقام کی تعریف میں کہا گیا ہے:

مثنوی

چون چنین خواہی خدا خواہد چنین | میدھد حق آرزوئے متقین
کان للہ بودہ در ما مضیٰ | تا کہ کان اللہ پیش آمد جزا[۲۳۱]
اولیا را ہست قدرت از الہ | تیر جستہ باز آرندش ز راہ[۲۳۲]

ترجمہ: تو جیسا چاہتا ہے، خدا ویسا چاہتا ہے، اللہ (تعالیٰ) پرہیزگاروں کی تمنا پوری کرتا ہے۔
تو پہلے "کان اللہ" بنا، یہاں تک کہ "کان اللہ لہ" بدلہ آیا۔
اللہ کی جانب سے اولیاء کو قدرت حاصل ہے (کہ وہ) چھوٹے ہوئے تیر کو راستہ سے واپس لے آئیں۔

Marfat.com

چونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو کن فیکون کا مظہر بنایا ہے۔ لہٰذا (وہ) اللہ تعالیٰ کی عنایت سے جو کچھ چاہے وہ ہو جاتا ہے۔ ہمارے خواجہ بہاء الحق نقشبند قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مقام عنایت فرمایا ہے لیکن ادب اس (چیز) کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ ولی محبوب اپنی ارادت کو اللہ تعالیٰ کی ارادت کے تابع بنائے اور اگر یہ صفت اس سے ظاہر ہو جائے تو (یہ) اس کی اپنی مرضی کے مطابق نہ ہوگی اور اسی لیے کہا گیا ہے: "کن عبد رب ولا یکن رب عبد"[۲۳۳]

حکایت

میں نے اپنے خواجہ حضرت (بہاء الحق نقشبند) قدس سرہ سے سنا، جب وہ شیخ الاسلام خواجہ عبدالملک قدس سرہ کی خدمت میں بیان کر رہے تھے کہ منقول ہے: جب سلطان محمود (غزنوی) شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کی زیارت کے لیے آیا تو اس نے شاہی پوشاک ایاز کو پہنادی اور تاج سلطنت بھی اس کے سر پہ رکھ دیا۔ جب (محمود) شیخ (ابوالحسن) قدس اللہ روحہ کے سامنے آیا تو انہوں نے فرمایا: "ہر چند ایاز نے شاہی پوشاک پہن رکھی ہے لیکن ایاز ایاز ہے اور محمود محمود ہے۔ میرے قریب آؤ تا کہ تمہیں مراد دوں!" محققین کا کہنا ہے کہ سلطان (محمود) نے یہ (عمل شیخ کے) امتحان کی غرض سے نہیں کیا بلکہ اس نے (اس چیز کا) اظہار کیا ہے کہ میں شیخ (ابوالحسن کے مرتبہ) کو اچھی طرح جانتا ہوں (درحقیقت) شاہی خلعت تو انہوں نے زیب تن کر رکھی ہے اور (حقیقی) تاج سلطنت تو ان کے سر پر ہے وہ (شیخ ابوالحسن خرقانیؒ) ولی خاص (محبوب) حق تعالیٰ تھے، جیسے کہ ایاز سلطان (محمود) کا محبوب تھا اور سلطان (محمود) کی مملکت میں اس (ایاز) کا حکم نافذ تھا، وہ (ایاز) جو کچھ کرتا تھا، محمود اسے پسند کرتا تھا۔ پس (مثنوی کے مذکورہ بالا اشعار میں) شیخ (یعنی درویش) نے (حضرت) بہلولؒ کے جواب میں کہا ہے کہ ہر چند یہ الطاف ہے لیکن میں اس (اللہ تعالیٰ) کا بندہ (غلام) ہوں اور مجھے (یہ مقام) اس کے فضل سے ملا۔

Marfat.com

مثنوی

این چنین آمد ز اصل آن خوئے او　　　بے ریاضت نے بجست و جوئے او[۲۳۴]

ترجمہ: یہ اس کی عادت اصل سے ایسی ہی آئی ہے، بغیر کسی مجاہدے کے، نہ کہ اس کی کوشش سے۔

یہ محض اس (اللہ تعالیٰ) کی بلاوجہ عنایت ہے اور کمال فضل (کا نتیجہ) ہے۔

شعر

آنرا کہ در پذیرد معبود لاالعلہ
او راچہ حاجت آید رنج چہار چلہ؟[۲۳۵]

یعنی وہ (شخص) جسے معبود (اللہ تعالیٰ) بلاوجہ (یعنی محض اپنے فضل سے) قبول کرلے، اسے چار چلوں کی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہوتی ہے؟

ہمارے خواجہ (بہاء الدین نقشبند) قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مافضلیانیم (ہم فضل والوں میں سے ہیں) یعنی ہم نے جو کچھ پایا ہے (وہ) اس (اللہ تعالیٰ) کے فضل (محض) سے پایا ہے اور یہ فقیر (اپنے) والد بزرگوار سے (شنیدہ) یاد رکھتا ہوں کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

رباعی

جز لطف تو راہ کہ نماید مارا　　　جز حرز تو بند کہ کشاید مارا
گر پری ہر دو کون طاعت داریم　　　بے فضل تو کار نیاید مارا[۲۳۶]

ترجمہ: تیرے لطف کے سوا ہمیں راستہ کون سمجھائے (اور) تیری نگاہ (کرم) کے بغیر ہماری مشکل آسان کون کرے؟

اگر ہم دو جہان کو تیری طاعت (بندگی) سے پر کردیں تو بھی تیرے فضل کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتے۔

اس درویش نے (مثنوی) کے مذکورہ بالا اشعار میں یونہی کہا ہے اور مولانا (رومیؒ) نے

Marfat.com

اس کی تشریح کی ہے۔ حاصل مقصد یہ ہے کہ بہت سے عقلمند لوگ اولیاء اللہ کی صحبت سے اس لیے دور رہتے ہیں کہ انہیں ان (اولیاء اللہ) کی عبادت میں کچھ نقص دکھائی دیتا ہے اور اولیاءؒ اللہ کی یہ حالت (ان کے باطنی) ذوق وشوق کی وجہ سے ہوتی ہے جسے شطح کہتے ہیں۔ جس طرح کہ ان سے منقول ہے (مثلاً) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز بیان کر رہے تھے اور مناجات کر رہے تھے۔

حکایت موسیٰ علیہ السلام و چرواہا

مثنوی

دید موسیٰؑ یک شبانے را براہ — کو ھمی گفت اے کریم واے الہ
تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانہ سرت
جامہ ات شویم سپشھایت کشم — شیر پیشت آورم اے محتشم
اے فدائے تو ھم بزہائے من — اے بیادت ھی وھی ہائے من
زین نمط بیہودہ میگفت آن شبان — گفت موسیٰؑ باکیستت اے فلان
گفت با آنکس کہ مارا آفرید — این زمین و چرخ از و آمد پدید
گفت موسیٰؑ ہائے خیرہ سرشدی — خود مسلمان نا شدہ کافر شدی
این چہ ژاژ ست وچہ کفرست وفشار — پنبہ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہان را گندہ کرد — کفر تو دیبائے دین را ژندہ کرد
گر نہ بندی زین سخن تو حلق را — آتشے آید بسوزد خلق را
گفت اے موسیٰؑ دہانم دوختی — وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت — سر نہاد اندر بیابان و برفت ۲۳۷

ترجمہ: (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے ایک چرواہے کو راستہ میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا اے کریم! اے خدا!
تو کہاں ہے تا کہ میں تیرا نوکر بنوں، تیرا جوتا سی دوں، تیرے سر میں

Marfat.com

کنگھی کروں۔

تیرے کپڑے دھو دوں، تیری جوئیں مار دوں، اے معزز! تیرے سامنے دودھ پیش کروں۔

اے (وہ ذات) جس پر میری جان اور میری ساری بکریاں قربان، اے (وہ ذات) کہ تیری یاد میں میری آہ وزاری ہے۔

وہ چرواہا اس طرح کی بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا (حضرت) موسیٰؑ نے کہا اے فلاں! تو کس سے مخاطب ہے؟

اس نے کہا اس ذات سے (ہم کلام ہوں) جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، یہ زمین اور آسمان جس (کے پیدا کرنے) سے ظاہر ہوا ہے۔

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا افسوس تو پاگل ہوگیا ہے، مسلمان نہ ہوا بلکہ کافر ہوگیا ہے۔

یہ تیری کیا بکواس ہے اور یہ تیرا کیا کفر اور بیہودگی ہے، اپنے منہ میں روئی ٹھونس لے۔

تیرے کفر کی بدبو نے دنیا کو بدبودار کر دیا ہے، تیرے کفر نے دین کے دیبا کو گدڑی بنا دیا ہے۔

اگر تو ان باتوں سے منہ بند نہ کرے گا (تو) آگ آئے گی اور دنیا کو جلا دے گی۔

اس نے کہا اے موسیٰؑ! تم نے میرا منہ سی دیا اور شرمندگی سے میری جان جلادی۔

کپڑے پھاڑے اور گرم آہ کی، بیاباں کا رخ کیا اور چل دیا۔

مثنوی

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا　　بندہ ما را ز ما کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی　　نے برائے فصل کردن آمدی

Marfat.com

ما برون را ننگریم وقال را	مادرون را بنگریم و حال را
منزل مادل بود اے زاہدان	ما بصورت ننگریم اے دوستان
موسیا آداب دا نان دیگراند	سوختہ جان و روانان دیگر اند
تو ز سرمستان قلاوزی مجو	جامہ چاکان را چہ فرمائی رفو
ملت عشق از دین ہا جدا است	عاشقان راندہب وملت خدا است[۲۳۸]

ترجمہ: اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کر دیا۔

تو ملانے کے لیے آیا ہے، جدا کرنے کے لیے نہیں آیا ہے۔

ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں، ہم باطن کو اور حالت کو دیکھتے ہیں۔

اے زاہدو! ہماری منزل دل ہے، اے دوستو! ہم صورت کو نہیں دیکھتے۔

اے موسیٰ علیہ السلام آداب جاننے والے دوسرے ہیں، سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں۔

تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر، جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر۔

عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جدا ہے، عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ (تعالیٰ) ہے۔

جاننا چاہیے کہ کبراء قدس سرہ میں سے بعض نے کہا ہے: ''اے انبار نجاست اور اے شیطانوں کے فرمانبردار، عاشقوں کے حال کو صرف ونحو اور لغت سے قیاس نہ کر۔''

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا قول ہے:[۲۳۹] ''جس جگہ مقام دنا فتدلی ہے، وہاں ابو الحسن (خرقانی) کو چھوڑو! کیا عتبہ، کیا شیبہ، کیا ابو جہل، کیا ابوالحسن؟''

امراء القیس کی ہزاروں فصاحتیں و بلاغتیں شیخ (ابوالحسن خرقانیؒ) کے اس بے تکلف قول پر قربان ہیں۔

Marfat.com

مثنوی

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندہ ما را ز ما کر دی جدا

چونکہ موسیٰ این عتاب از حق شنید — در بیابان از پے چوپان دوید

بر نشان پائے آن سرگشتہ راند — گرد از پرہ بیابان بر فشاند

عاقبت دریافت او را و بدید — گفت مژدہ دہ کہ دستورے رسید

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو — ہر چہ می خواہد دل تنگت بگو

کفر تو دین ست و دینت نور جان — ایمنی از تو جہانے در امان

گفت اے موسیٰ ازان بگذشتہ ام — من کنون در خون دل آغشتہ ام

من ز سدرہ منتہی بگذشتہ ام — صد ہزاران سالہ زان سو گشتہ ام

محرم ناسوت ما لاہوت باد — آفرین بر دست و بر بازوت باد ۲۴۰

ترجمہ: اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کر دیا۔

جب (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے یہ ناراضی اللہ سے سنی، جنگل میں گڈریے کے پیچھے بھاگے۔

اس دیوانے کے نقش قدم پر روانہ ہو گئے، بیاباں کے دامن سے گرد اڑائی۔

انجام کار اس کو پالیا اور دیکھا، فرمایا مبارک ہو، اجازت آ گئی ہے۔

کوئی ادب اور ترتیب نہ تلاش کر، جو تیرا تنگ دل چاہے، کہتا رہ۔

تیرا کفر، اور تیرا دین جان کا نور ہے، تو امن میں ہے (اور) تیری وجہ سے ایک جہان امن میں ہے۔

کہا، اے موسیٰ علیہ السلام اس سے میں گزر چکا ہوں، اب میں دل کے خون سے آلودہ ہوں۔

میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزر گیا ہوں، لاکھوں سال (کی مسافت) اس

Marfat.com

(سے آگے کی) جانب چلا گیا ہوں۔

(خدا کرے) ہمارے ناسوت کا لاہوت (محرم) بنے، تیرے دست و بازو کو شاباش ہے۔

جاننا چاہیے کہ اولیاء کے عرفانی کلمات کی برکت سے طالبوں کے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور جب (اولیاء) نگاہ لطف فرماتے ہیں تو (طالب) حیات ابدیہ اور ایمان حقیقی تک رسائی پا لیتے ہیں۔ ان (اولیاء) کی نگاہ غضب سے منکروں کے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور (منکرین ان کے) تیر خذلان کے ذریعے (یعنی مدد نہ کرنے کی وجہ سے) رحمان (اللہ تعالیٰ) کے ہاں مردود بن جاتے ہیں۔ وہ (اولیاء اللہ) اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں (جیسے ارشاد ربانی ہے): ''یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ''[۲۴۱]۔ جس طرح کہ (حضرت) اسرافیل علیہ السلام کی ایک پھونک سے تمام دنیا ہلاک اور دوسری پھونک سے زندہ ہو جائے گی۔

مثنوی

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا — مردہ راز ایشان حیات ست ونما
جانہائے مردہ اندر گورتن — بر جہد ز آواز شان اندر کفن
گوید این آواز آواز جدا ست — زندہ کردن کار آواز خدا ست
مابمردیم و بکلی کاستیم — بانگ حق آمد ہمہ بر خاستیم
بانگ حق اندر حجاب و بے جیب — آن دہد کو داد مریم راز حبیب
اے فناتان نیست کردہ زیر پوست — باز گردید از عدم ز آواز دوست
مطلق آن آواز خود از شہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
گفت او رامن زبان وچشم تو — من حواس ومن رضا وخشم تو
رو کہ بے یسمع و بے یبصر توئی — سرتوئی چہ جائے صاحب سرتوئی
چون شدی من کان للہ از ولہ — من ترا باشم کہ کان اللہ لہ[۲۴۲]

ترجمہ: خبردار! اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں، مردے کی ان سے زندگی اور نشوونما ہے۔

Marfat.com

جسم کی قبر میں مردہ جانیں، ان کی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہے۔

وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے، زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے۔

ہم مر گئے تھے اور بالکل مضمحل ہو گئے تھے، خدا کی آواز آئی، ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

اللہ کی آواز پردے میں اور بے پردہ وہ چیز عطا کرتی ہے جو اس نے جیب سے (حضرت) مریمؑ کو دی۔

اے لوگو! تمہیں فنا نے کھال کے اندر نابود کر دیا ہے، دوست کی آواز پر عدم سے واپس آجاؤ۔

وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے، اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو۔

اس کو خدا نے کہہ دیا ہے میں تیری زبان اور آنکھ ہوں، میں تیرے حواس اور تیری رضا اور ناراضی ہوں۔

جا! بِی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ تو ہے، تو راز ہے چہ جائیکہ تو صاحب راز ہو۔

جب تو عشق کی وجہ سے من کان للہ بنا، میں تیرا ہو گیا کیونکہ کان اللہ لہ ہے۔

جب دل اولیاء کی نظر کی برکت سے زندہ اور نفسانی وسوسوں اور شیطانی خیالات سے پاک ہو جاتا ہے تو جو مقصود اصلی ہوتا ہے وہ ہاتھ لگ جاتا ہے۔

مثنوی

ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک	زود بیند حضرت و ایوان پاک
چون محمدؐ پاک شد از نار و دود	ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
چون رفیقی وسوسہ بد خواہ را	کے بہ بینی ثم وجہ اللہ را
ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب	او ز ہر ذرہ بیند آفتاب ۲۴۳

Marfat.com

ترجمہ: جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے، وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لے گا۔

جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگ اور دھوئیں سے پاک ہو گئے،
جس طرف بھی رُخ کیا خدا کی ذات تھی۔
جب کہ تو دشمن وسوسہ کا دوست ہے، اللہ کی ذات کو کب دیکھ سکتا ہے؟
جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے، وہ ہر ذرہ میں آفتاب دیکھ لے گا۔

یہ مقصد یعنی شہود اعظم فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بعد میسر ہوتا ہے۔ ہمارے خواجہ حضرت (بہاء الدین نقشبند) قدس سرہ کا قول ہے کہ سالک فنا فی اللہ کے بعد، مرتبہ بقا باللہ پر پہنچتا ہے، اور جو کچھ دیکھتا ہے اور جو کچھ پہچانتا ہے اس کی حیرت (اس کے) اپنے وجود میں ہے کیونکہ ''وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلاَ تُبْصِرُوْنَ''[۲۴۴] اور ''مَنْ عرف نفسہ فقد عرف ربہ''[۲۴۵] (میں) اسی (مطلب کی) طرف اشارہ ہے۔

مثنوی

چیست معراج فلک این نیستی | عاشقان را مذہب و دین نیستی
ہیچ کس را تا نگردد او فنا | نیست رہ در بارگاہ کبریا[۲۴۶]

ترجمہ: آسمانوں کی معراج کیا ہے؟ یہ نیستی ہے، عاشقوں کا مذہب اور دین نیستی ہے۔
کسی شخص کے لیے جب تک وہ فنا نہ ہو جائے، کبریا کی بارگاہ میں راستہ نہیں ہے۔

جاننا چاہیے کہ ''فنا'' صفات بشریت سے نیست و نابود ہونے اور ''بقا'' صفات الوہیت سے متصف ہونے کا نام ہے۔ جیسے کہ کہنے والے نے کہا ہے:

Marfat.com

مسئلہ فنا و بقا درویش کامل

مثنوی

گفت قایل در جہان درویش نیست
ور بود درویش آن درویش نیست

ہست از روئے بقائے ذات او
نیست گشتہ وصف او در وصف ہو

چون زبانہ شمع پیش آفتاب
نیست باشد ہست باشد در حساب

ہست باشد ذات او تا تو اگر
بر نہی پنبہ بسوزد زان شرر

نیست باشد روشنی ندھد ترا
کردہ باشد آفتاب او را فنا [۲۴۷]

ترجمہ: ایک کہنے والے نے کہا، دنیا میں کوئی درویش نہیں ہے اور اگر درویش ہوگا تو وہ درویش نہیں ہے۔

اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ ''ہے'' اس کا وصف اللہ کے وصف میں ''نیست'' ہو گیا ہے۔

جیسا کہ شمع کا شعلہ سورج کے بالمقابل، ''نہیں ہے'' ہوتا ہے لیکن حساب میں ''ہے''۔

اس کی ذات موجود ہوتی ہے، حتیٰ کہ اگر تو، روئی رکھ دے وہ اس شعلہ سے جل جائے گی۔

معدوم ہوتا ہے، تجھے روشنی نہیں دیتا، سورج نے اس کو فنا کر دیا ہے۔

یعنی وہ (اولیاء اللہ) جسمانی اور بشری صورت کے لحاظ سے ایک انسان ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے: ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ'' [۲۴۸] لیکن صفات و مظہریت کے اعتبار سے آپ جیسا کوئی بشر نہیں ہے، (جیسے) نبی (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود) فرمایا: ''لست کاحدکم'' [۲۴۹] ۔الحدیث۔

(اور یہ آپؐ نے) صوم وصال (مسلسل روزے رکھنے کے ضمن) میں فرمایا: جب صحابہ (کرامؓ) نے آپ کی پیروی کرنی چاہی (تو) آپؐ نے ان کو منع کر دیا اور فرمایا: ''تم میری طرح نہیں ہو، تم نے صفات بشریت سے پوری طرح چھٹکارا حاصل نہیں کیا ہے۔''

Marfat.com

مثنوی

این دھان بستی دھانے باز شد — کو خورندہ لقمھائے راز شد
گرز شیر این دیوتن را وابری — در فطام او بسے نعمت خوری
ترک جوشے کردہ ام من نیم خام — از حکیم غزنوی بشنو تمام
در الٰہی نامہ گوید شرح این — آن حکیم غیب و فخر العارفین
پیش پیش آن جنازت می رود — مونس گور و غریبی می شود
بہر روز مرگ این دم مردہ باش — تاشوی با عشق سرمد خواجہ تاش[۲۵۰]

ترجمہ: تو نے یہ منہ بند کیا تو ایسا منہ کھلا، جو اسرار کے لقمے کھانے والا بنا۔

اگر تو اس جسم کے شیطان کو دودھ سے ہٹا لے گا، اس کا دودھ چھڑانے میں بہت سی نعمتیں کھائے گا۔

میں نے ادھ کچرے کو جوش نہیں دیا ہے، حکیم غزنویؒ سے مکمل سن لے۔

اس کی شرح الٰہی نامہ میں بیان کی ہے، اس اسرار کے دانا اور عارفوں کے فخر نے۔

وہ تیرے جنازے کے آگے آگے چلے گا، تاکہ تو سرمدی عشق کا ساتھی بنے۔

موت کے دن کے لیے اس وقت مردہ بن جا، تاکہ تو سرمدی عشق کا ساتھی بنے۔

جب عاشق صفات بشریت سے فانی ہوا اور (اس نے) صفات معشوق سے بقا پائی تو (وہ) اسی وقت معرفت کی بہشت میں داخل ہو گیا۔ (جیسے کہ آیا ہے) ''ان فی الدنیا جنة من دخل فیھا لم یشقه الی الجنة وھی معرفت الله''[۲۵۱] (پس یوں عاشق) اپنے معشوق کا محبوب بن گیا اور (اس نے) غم و حزن سے خلاصی پالی (جیسے کہ ارشاد ربانی ہے):
''اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ''[۲۵۲]

Marfat.com

اس (عاشق) کے سامنے محبوب کی متضاد صفات برابر ہو جاتی ہیں۔ (حضرت) سمنون محبؒ (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا (ہے)[۲۵۳]: ''اگر اللہ مجھے ایک پل بنائے اور دوزخ کے اوپر رکھے اور تمام خلقت اس پر سے گزرے تو (بھی) اس (اللہ) کی محبت سے ایک ذرہ کم نہ ہوگا۔''

اسی وجہ سے اولیاء (اللہ) طالب اولیاء (اللہ ہوتے) ہیں اور اسی واسطے عاشق معشوق کی محبت میں محو ہو جاتا ہے اور جان اور گھر میں سے جو کچھ (بھی) رکھتا ہو (وہ سب) معشوق پر قربان کر دیتا ہے۔

مثنوی

گر بریزد خون من آن دوست رو | پائے کوبان جان بر افشانم برو
آزمودم مرگ من در زندگیست | چون رہم زین زندگی پایندگیست[۲۵۴]

ترجمہ: وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے، میں ناچتا ہوا اس پر جان نثار کر دوں گا۔

میں نے آزمالیا میری موت زندگی میں ہے، جب میں اس زندگی سے نجات پا جاؤں گا تو ہمیشگی ہے۔

اس بحر مواج یعنی منصور حلاج (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے:

اقتلونی یا ثقاتی ان فی قتلی حیاتی
ومماتی فی حیاتی و حیاتی فی مماتی[۲۵۵]

یعنی اے میرے معتمدو! مجھے قتل کر دو، بے شک میرے قتل میں میری زندگی ہے اور میری موت میری زندگی میں ہے اور میری زندگی میری موت میں ہے۔

صدر جہاں بخاری کے وکیل کے عاشق ہونے کا قصہ، اسی مقصد کے ضمن میں (بیان ہوا) ہے۔

Marfat.com

قصہ وکیل صدر جہان بخاری

مثنوی

در بخارا بندۂ صدر جہان — متہم شد، گشت از صدر رش نہان

مدت دہ سال سرگردان بگشت — گہ خراسان گہ کہستان گاہ دشت

از پس دہ سال او از اشتیاق — گشت بے طاقت ز ایام فراق

گفت اے یاران روان گشتم وداع — سوی آن صدرے کہ میرست ومطاع

دم بدم در سوز بریان می شوم — ہر چہ بادا باد آنجا می روم

گرچہ دل چون سنگ خارا می کند — جان من عزم بخارا می کند

گفت معشوقے بعاشق کاے فتی — تو بغربت دیدۂ بس شہرہا

پس کدا مین شہر زانہا خوشترست — گفت آن شہریکہ دروے دلبرست

ہر کجا باشد شہ مارا بساط — ہست صحرا گر بود سم الخیاط

ہر کجا کہ یوسفے باشد چو ماہ — جنت ست آن ار چہ باشد قعر چاہ ۲۵۶

ترجمہ: بخارا میں، صدر جہاں کا ایک غلام، متہم ہوگیا، اس کے دربار سے غائب ہوگیا۔

دس سال تک مارا مارا پھرا، کبھی خراسان میں، کبھی کہستان میں، کبھی جنگل میں۔

دس سال کے بعد وہ عشق کی وجہ سے، جدائی کے زمانہ سے بے بس ہوگیا۔

اس نے کہا اے دوستو! میں چلا الوداع، اس صدر کی جانب جو سردار اور واجب الاطاعت ہے۔

میں دمبدم سوزش میں بھن رہا ہوں، جو کچھ ہونا ہے ہو، میں وہاں جاتا ہوں۔

اگر وہ (اپنا) دل سنگ خارا کی طرح بنا رہا ہے، میری جان بخارا کا قصد

Marfat.com

کر رہی ہے۔

ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان! تو نے مسافرت میں بہت سے شہر دیکھے ہیں۔

ان میں سے کون سا شہر بہتر ہے، اس نے کہا وہ شہر جس میں محبوب ہے۔

جہاں ہمارے شاہ کا ڈیرہ ہو، وہ جنگل ہے، خواہ سوئی کا ناکہ ہو۔

جہاں چاند جیسا یوسف ہو، وہ جنت ہے، خواہ کنویں کی گہرائی ہو۔

یعنی جو آدمی صفات حق کا مظہر اور محبوب مطلق بن چکا ہو خواہ وہ ترک، تاجک، ہندی، عالم یا عام آدمی ہی کیوں نہ ہو، عاشقوں کا مقصد و مقصود اس کے کوچہ میں جانا اور اس کا دیدار کرنا ہوتا ہے۔

جیسے (حضرت) اویس قرنی [۲۵۷]، (حضرت) سلمان فارسی [۲۵۸] اور بلال حبشی [۲۵۹] رضی اللہ عنہم اجمعین اور اکثر مشائخ عظام (کہ جنہوں) نے ظاہری علوم حاصل نہیں کیے لیکن (وہ) فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوئے ہیں:

شعر

تو معشوقی ترا با غم چکار است
منم عاشق مرا غم سازگار است [۲۶۰]

یعنی تو ایک معشوق ہے، تجھے غم سے کیا واسطہ؟ (اور) میں عاشق ہوں (پس) غم مجھے ہی جچتا ہے۔

مثنوی

روبنہاد آن عاشق خونابہ ریز — دل طپان سوئے بخارا گرم و تیز
ریگ ہامون پیش او ہمچون حریر — آب جیحون پیش او چون آب گیر
آن بیابان پیش او چون گلستان — می فتاد از خندہ او چون گل ستان
در سمرقند ست قند اما لبش — از بخارا یافت وان شد مذہبش

Marfat.com

اے بخارا عقل افزا بودهٔ
لیک از من عقل و دین بربودهٔ

بدر می جویم ازانم چون ہلال
صدر می جویم درین صف نعال

چون سواد آن بخارا را بدید
در سواد غم بیاضے شد پدید

ساعتے افتاد بے ہوش و دراز
عقل او پرید در بستان راز

بر سر و رویش گلابے می زدند
از گلاب عشق او غافل بدند

او گلستانے نہانی دیدہ بود
غارت عشقش ز خود ببریدہ بود

تو فسردہ، در خور این دم نئی
باشکر مقرون نہء گرچہ نئی

رخت عقلت با تو ہست و عاقلی
کز جُنُوداً لَّمْ تَرَوْهَا غافلی

اندر آمد در بخارا شادمان
شہر معشوق خود دار الامان

ہمچو آن مستے کہ پرد بر اثیر
مہ کنارش گیرد و گوید کہ گیر

ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز
پیش از پیدا شدن منشین گریز

کہ ترا می جوید آن شہ خشمگین
تا کشد از جان تو دہ سالہ کین

اللہ اللہ درمیا در خون خویش
تکیہ کم کن بردم و افسون خویش

شحنہء صدر جہان بودی وراد
معتمد بودی مہندس اوستاد

غدر کردی و ز جزا بگریختی
رستہ بودی باز چون آویختی

از بلا بگریختی باصد حیل
ابلہی آوردت اینجا یا اجل

اے کہ عقلت با عطارد دق کند
عقل و عاقل را قضا احمق کند

نحس خرگوشی کہ باشد شیر جو
زیرکی و عقل و چالاکیت کو؟

ہست صد چندین فسونہائے قضا
گفت اِذَا جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا

گفت اے ناصح خمش کن چند چند
پند کم دہ زانکہ بس سخت ست پند

سخت تر شد بند من از پند تو
عشق را نشاخت دانشمند تو

آن طرف کہ عشق می افزود درد
بو حنیفہؒ و شافعیؒ درسے نکرد

تو مکن تہدید از کشتن کہ من
تشنہ زارم بخون خویشتن ۲۶۱

Marfat.com

ترجمہ: اس خون بہانے والے عاشق نے رخ کیا، جلتے ہوئے دل کے ساتھ، بخارا کی طرف تیزی سے۔

جنگل کی ریت اس کے لیے ریشمی کپڑے کی طرح تھی، جیحون کا پانی اس کے سامنے تالاب کی طرح تھا۔

وہ جنگل اس کے سامنے چمن کی طرح تھا، وہ مسرت سے پھول چننے والے کی طرح گرتا تھا۔

قند اگرچہ سمرقند میں ہے، لیکن اس کے ہونٹوں نے، بخارا سے حاصل کی، وہی اس کا مذہب ہو گیا۔

اے بخارا! تو عقل بڑھانے والا تھا، لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا۔

میں چودھویں رات کے چاند کو تلاش کرتا ہوں، اسی وجہ سے میں ہلال جیسا ہو گیا ہوں، ان جوتیوں کی صف میں، میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں۔

جب اس نے اس بخارا کے اطراف کو دیکھا، غم کی سیاہی میں سفیدی نمودار ہو گئی۔

تھوڑی دیر وہ لمبا اور بے ہوش پڑا رہا، اس کی عقل اسرار کے باغیچہ میں پرواز کر گئی۔

لوگوں نے اس کے منہ اور سر پر عرق گلاب چھڑکا، وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے۔

اس نے ایک مخفی باغ دیکھا تھا، عشق کی غارت گری نے اس کو اپنے آپ سے جدا کر دیا تھا۔

تو ٹھٹھرا ہوا اس بات کے لائق نہیں ہے، تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو گنا ہے۔

عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے اور صاحب عقل ہے، کیونکہ تو ان

Marfat.com

لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا، غافل ہے۔

وہ خوش خوش، بخارا میں آ گیا، اپنے معشوق کے شہر اور دارالامن میں۔

اس مست کی طرح جو آسمان پر پرواز کرے، چاند اس سے بغلگیر ہو اور کہے کہ تو بھی بغلگیر ہو۔

جس نے بھی اس کو بخارا میں دیکھا کہا اٹھ جا، ظاہر ہونے سے پہلے، مت بیٹھ، بھاگ جا۔

کیونکہ وہ غضب ناک بادشاہ تجھے تلاش کر رہا ہے۔ تاکہ تیری جان سے دس سالہ انتقام لے۔

خدا کے لیے اپنے خون کے درپے نہ ہو، اپنے دم کرنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر۔

تو صدر جہاں کا کوتوال تھا اور عقلمند تھا، تو معتمد تھا، استاد انجینئر تھا۔

تو نے غداری کی اور سزا سے بھاگ گیا، تو بچ گیا تھا، پھر کیوں آ پھنسا۔

تو سو تدبیروں سے مصیبت سے بھاگ نکلا تھا، تجھے یہاں بے وقوفی یا موت لائی ہے۔

اے وہ کہ تیری عقل عطارد پر نکتہ چینی کرتی ہے، عقل اور عقلمند کو قضا احمق بنا دیتی ہے۔

تو وہ منحوس خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے، تیری ذہانت اور عقل اور چالاکی کہاں گئی؟

قضا کے سینکڑوں حیلے ہیں، فرمایا ہے، جب قضا آتی ہے، فضا تنگ ہو جاتی ہے۔

اس نے کہا اے ناصح چپ ہو جا اس قدر، نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے۔

تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہے، اے دانشمند تو عشق کو نہیں

Marfat.com

جانتا ہے۔

جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے، حضرت ابو حنیفہؒ اور حضرت امام
شافعیؒ نے سبق نہیں پڑھایا۔

تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں، اپنے خون کا بہت پیاسا ہوں۔

جاننا چاہیے کہ جب طالب کمال کو پہنچتا ہے تو (وہ) اس وقت (فوراً) مطلوب کو پالیتا ہے (جیسے آیا ہے): ''الطلب والمطلوب توامان'' [۲۶۲] عاشق کو وصول کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جتنی بھی آرزوئیں اور خواہشیں (ظاہر) کی ہیں وہ (سب) فضول نہ تھیں بلکہ (وہ) سبھی محبوب (کی طلب) سے ہی تھیں۔

مثنوی

جملہ معشوقست و عاشق پردہ
زندہ معشوق ست و عاشق مردہ [۲۶۳]

ترجمہ: تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے، معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے۔

(مولانا رومیؒ نے) اس (بات) کو بطور رمز اس قصے کے اندر بیان کیا ہے اور اس بیان میں فنا و بقا کو تحریر کیا ہے۔

مثنوی

آن بخاری نیز خود بر شمع زد — گشتہ بود از عشق آسان آن کبد
آہ سوزانش سوئے گردون شدہ — در دل صدرِ جہان مہر آمدہ
گفتہ با خود در سحر گہ کاے احد — حال آن آوارۂ ما چون بود؟
او گناہے کرد و ما دیدیم لیک — رحمت مارا نمی دانست نیک
خاطر مجرم ز ما ترسان شود — لیک صد امید در ترسش بود [۲۶۴]

ترجمہ: اس بخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے بھڑا دیا، وہ مشقت

Marfat.com

عشق کی وجہ سے آسان ہوگئی تھی۔
اس کی گرم آہ آسمان پر پہنچ گئی تھی، صدر جہاں کے دل میں محبت آ گئی تھی۔
اس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا اے خدا! اس ہمارے آوارہ کا کیا حال ہوگا؟
اس نے قصور کیا اور ہم نے دیکھ لیا لیکن وہ اچھی طرح ہماری رحمت کو نہ جانا۔
خطاوار کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے لیکن اس کے خوف میں سینکڑوں امیدیں ہوتی ہیں۔

جب عاشق بخاری صدر جہاں کے پاس پہنچا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا تو صدر جہاں نے اسے (اپنی) بغل میں دبالیا۔

مثنوی

می کشید از بے ہشی اش در بیان	اندک اندک از کرم صدر جہان
بانگ زد در گوش او شہ کاے گدا	زر نثار آوردمت دامن کشا
اے بدیدہ در فراقم گرم و سرد	با خود آ از بے خودی و باز گرد
گفت اے عنقائے حق جانرا مطاف	شکر کہ باز آمدی زان کوہ قاف
اے سرافیل قیامت گاہ عشق	اے تو عشق عشق واے دلخواہ عشق
گرچہ میدانی بصفوت حال من	بندہ پرور گوش کن اقوال من
صد ہزاران بار اے صدر فرید	ز آرزوئے گوش تو ہوشم پرید
آن سمیعی تو و آن اصغائے تو	وان تبسمہائے جان افزائے تو
قلبہائے من کہ آن معلوم تست	پس پذیرفتی تو چون نقد درست
این بگفت و گریہ در شد آن نحیف	کہ برو بگریست ہم دون ہم شریف
از دلش چندان بر آمد ہائے وہو	حلقہ کرد اہل بخارا را گرد او
خیرہ گویان خیرہ گریان خیرہ خند	مرد و زن خرد و کلان حیران شدند

Marfat.com

شہر ہم ہم رنگ او شد اشک ریز　　　مرد و زن درہم شدہ چون رستخیز

عقل حیران کہ چہ عشق ست وچہ حال　　　کشف کن این سر بما اے ذوالجلال ۲۶۵

ترجمہ: اس کو بے ہوشی سے باتوں کی طرف لایا، صدر جہان تھوڑا تھوڑا کرم کر کے۔

شاہ نے اس کے کان میں کہا، اے فقیر! میں تیرے اوپر نچھاور کرنے کو سونا لایا ہوں، دامن پھیلا۔

اے کہ وہ جس نے میرے فراق میں گرم و سرد دیکھے، بے ہوشی سے ہوش میں آجا، اور لوٹ آ۔

بولا اے خدائی عنقاء جو جان کی طواف گاہ ہے، شکر ہے کہ تو کوہ قاف سے واپس آ گیا۔

اے عشق کے میدان حشر کے اسرافیل، اے وہ کہ تو عشق کا عشق اور عشق کا محبوب ہے۔

اگرچہ (باطن کی) صفائی کی وجہ سے آپ میرا حال جانتے ہیں، بندہ پرور! میری باتیں (بھی) سن لیجیے۔

اے یکتا صدر! لاکھوں بار، (آپ کی) کان کی آواز میں میرے ہوش اڑے ہیں۔

وہ آپ کا سننا اور آپ کا کان دھرنا، وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکراہٹیں۔

میرے کھوٹے سکے جو آپ جانتے تھے، کھرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کیے ہیں۔

یہ کہا، اور وہ لاغر رونے لگا کہ اس پر رذیل بھی اور شریف بھی رونے لگا۔
اس کے دل سے ایسی ہائے وہو نکلی کہ بخارا والوں نے اس کے گرد حلقہ کر دیا۔

Marfat.com

بہت بولتے ہوئے، بہت روتے ہوئے، بہت ہنستے ہوئے، مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے حیران ہو گئے۔

شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے، اس جیسا ہو گیا، قیامت کی طرح مرد و عورت گڈ مڈ ہو گئے۔

عقل حیران تھی کہ عجب عشق ہے اور عجب حال ہے اے ذوالجلال! یہ راز ہمارے اوپر کھول دے۔

اس قصے (کو بیان کرنے) سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے واصل ہوں گے اور ہم اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے کہ (فرمان الٰہی ہے) ''لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ''[۲۶۶] اور حدیث قدسی میں آیا ہے ''اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹے تیرے جتنے بھی گناہ ہوں (اگر) تو شرک نہ کرے (تو) میں (وہ) سب بخش دوں گا۔'' (حضرت محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست کرتے ہوئے کہا ''الٰہی میں اپنی امت کے گناہوں کو جاننا چاہتا ہوں۔'' وحی آئی: ''میں آپ کی اُمت کے گناہوں کو یوں بخشوں گا کہ آپ نہیں جانتے تا کہ وہ آپ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں، اگر چہ (ان کے گناہوں سے) زمین پر ہو۔''

شعر:

الٰہی رحمت دریائے عام است — وزانجا قطرہ مارا تمام است
اگر آلایش خلق گنہ گار — فروشوئی بہ آن دریا بیکبار
نگردد تیرہ آن دریا زمانی — ولی روشن شود کار جہانی[۲۶۷]

ترجمہ: الٰہی تیری رحمت دریائے عام ہے اور اس سے ہمیں ایک قطرہ ہی کافی ہے۔

اگر تو خلقت کے گناہوں کی آلائش اس دریا سے ایک بار دھو ڈالے۔

وہ دریائے زمانی (تیری بخشش بے انتہا کا سمندر) ہرگز سیاہ نہیں ہوتا لیکن اہل جہان (ایماندار لوگوں) کا کام روشن ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

حواشی متن رسالہ نائیہ

۱- سورہ الاعراف ۴۳- ترجمہ: (ساری) تعریف ہے اللہ کے لیے جس نے ہم کو اس (مقام) تک پہنچا دیا اور ہم تو (کبھی بھی یہاں تک) نہ پہنچتے اگر اللہ نے ہم کو نہ پہنچا دیا ہوتا۔

۲- اس حدیث کی طرف اشارہ ہے: ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ''یعنی میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم (ان میں سے) جس کی پیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے (کنوز الحقائق ۱۳)

۳- حضرت خواجہ محمد بن بہاء الدین بخاری قدس سرہ (۷۱۷-۷۹۱ھ/ ۱۳۱۷-۱۳۸۹ء) بانی سلسلہ نقشبندیہ نامور روحانی پیشوا اور عالی قدر بزرگ وصوفی (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۲۲: ۴۳۴)۔

۴- ترجمہ: سو میں نے ان (کی التماس) کو قبول کر لیا، گو اس مقام تک میری رسائی نہیں ہے اور اللہ خوب جانتا ہے، جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

۵- حضرت مولانا جلال الدین بلخی رومی قدس سرہ (۶۰۴-۶۷۲ھ/ ۱۲۰۷-۱۲۷۳ء) ایران کے نامور صوفی عالم، شہرہ آفاق شاعر اور مصنف مثنوی معنوی اور دیوان شمس تبریزؒ جو قونیہ (ترکی) میں رہے اور وہیں مدفون ہوئے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: اُردو دائرہ معارف اسلامیہ ۷: ۳۲۴)

۶- ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جس نے اپنے رزق اور آخرت کو پہچانا

Marfat.com

۷- سورہ الملک: ۲- ترجمہ: (اسی نے) موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔

۸- ترجمہ: آراستہ ہونا اور جلوہ دکھانا۔

۹- سورہ الفجر ۲۷- ۲۸- ترجمہ: (اے) اطمینان پانے والی روح! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی

۱۰- ترجمہ: وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے، (دیکھئے: مرصاد العباد: ۶۰)

۱۱- سورہ الحجر ۲۹- ترجمہ: (اور) اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں۔

۱۲- صحیح البخاری (کتاب احادیث الانبیاء- باب ۲): ص ۵۵۴، حدیث نمبر ۳۳۳۶- ترجمہ: روحوں کے گروہ در گروہ لشکر ہیں جن کی آپس میں شناسائی ہوتی ہے، وہ (دنیا میں آ کر) ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں جن کی شناسائی نہیں ہوتی وہ (دنیا میں آ کر) ایک دوسرے سے الگ رہتے ہیں۔

۱۳- فی المظھریة بطریق الاستعارة المصرحة یعنی ظاہر ہونے کی جگہ (دنیا) میں (اسے) استعارہ تصریحیہ کے انداز میں (بیان کیا ہے)

۱۴- کلیات شمس ۵: ۶۴، ش ۲۳۵۱۲

۱۵- ابو المجد ود (یا ابو الحسن علی) ابن آدم سنائی غزنویؒ (۴۳۷- ۱۱ شعبان ۵۲۵ھ) مدفون غزنی- فارسی زبان کے ایک معروف و ممتاز قصیدہ و مثنوی گو شاعر (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱: ۳۱۴)

۱۶- دیوان حکیم سنائی ۶۱۲

۱۷- سورہ الانعام ۵۲- ترجمہ: اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں، خاص اسی کی رضا کا قصد کرتے ہیں۔

Marfat.com

۱۸- سورہ آل عمران ۱۹۱- ترجمہ: کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر (برابر) یاد کرتے رہتے ہیں۔

۱۹- سورہ السجدہ ۱۶- ترجمہ: ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں، اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں، خوف اور امید سے۔

۲۰- مثنوی ۱:۳، ش ۱- ترجمہ مثنوی ۱:۳۱

۲۱- ترجمہ: پاکیزہ آوازیں ربانی خطبات ہیں۔

۲۲- مثنوی ۵:۹۶۲، ش ۳- ۲۷- ترجمہ: مثنوی ۵:۷۷ ۲

۲۳- حوالہ نہیں ملا۔

۲۴- مثنوی ۱:۳، ش ۲، ۳۔ ترجمہ: مثنوی ۱:۳۱

۲۵- سورہ البقرہ ۱۸- ترجمہ: (وہ) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، تو اب وہ واپس نہ ہوں گے۔

۲۶- مثنوی ۱:۳، ش ۴۔ ترجمہ مثنوی ۱:۳۱

۲۷- سورہ بنی اسرائیل ۱۹- ترجمہ: اور جو کوئی آخرت کی نیت رکھے گا اور اس کے لیے کوشش بھی اس کے لائق کرے گا، دران حالیکہ وہ مومن بھی ہو، سو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

۲۸- سورہ یونس ۷۔ ترجمہ: بے شک جن لوگوں کو ہماری ملاقات کا کھٹکا ہی نہیں اور وہ دینوی زندگی پر راضی ہو گئے اور اسی سے جی لگا بیٹھے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے (بالکل) بے پروا رہتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے، بہ سبب اس کے جسے وہ کرتے دھرتے رہے۔

۲۹- سورہ الاعراف ۱۷۹- ترجمہ: اور بے شک ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جنات اور انسان پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں (مگر) یہ ان سے سوچتے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں (مگر) ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں (مگر) ان سے سنتے نہیں، یہ لوگ مثل چوپایوں

Marfat.com

کے ہیں، بلکہ یہ ان سے بھی بڑھ کر بے راہ ہیں۔

۳۰- حوالہ نہیں ملا۔

۳۱- ایضاً۔

۳۲- مثنوی ۱:۳،ش ۵-ترجمہ مثنوی ۱:۳۱

۳۳- سورہ التین ۴-۶-ترجمہ: ہم نے انسان کو بہترین انداز کے ساتھ پیدا کیا ہے، پھر ہم اسے پستیوں سے بھی پست کر دیتے ہیں، البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کیے، تو ان کے لیے اجر غیر منقطع ہے۔

۳۴- ترجمہ: ہائے افسوس! اس بات پر جو اللہ کے نزدیک مجھ سے کوتاہی ہوئی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قَالُوا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا''یعنی (قیامت آنے پر منکرین خدا) بول اٹھیں گے کہ (ہائے) اس تقصیر پر افسوس ہے، جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی۔ (سورہ الانعام:۳۱)

۳۵- حوالہ نہیں ملا۔

۳۶- مثنوی ۱:۳،ش ۶-ترجمہ مثنوی ۱:۳

۳۷- سورہ بنی اسرائیل ۸۵- ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے (ہی) ہے۔

۳۸- کنوز الحقائق ۹-ترجمہ: جس نے اپنے نفس کی پہچان کر لی، گویا اس نے اپنے رب کی پہچان کر لی۔

۳۹- مثنوی ۱:۳،ش ۷-۸-ترجمہ مثنوی ۱:۳۱-۳۲

۴۰- حوالہ نہیں ملا۔

۴۱- اصل عبارت: ''ذکر فی التفاسیر ان للانسان نفسین، نفس الحیوة وقالوا هی الروح، تفارق بالموت، ونفس التمیز

Marfat.com

تفارق بالنوم ویبقی نفس الحیوة وبینهما مثل شاع الشمس''۔

۴۲- اصل عبارت: ''ھذا قول ابن عباس رضی الله عنهما: ''قال بعضهم للانسان نفس واحدة''۔

۴۳- مثنوی ۱:۳، ش ۹- ترجمہ مثنوی ۱:۳۲

۴۴- ترجمہ: انہوں نے فرمایا کہ ایمان (سے مراد) قلب کا تمام باطل خدائی کے دعویداروں کا انکار کرنا ہے کہ وہ نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان' سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

۴۵- حوالہ نہیں ملا۔

۴۶- تفسیر چرخی ۲۹۴، علاوہ ازیں حوالہ نہیں ملا۔

۴۷- مثنوی ۱:۳، ش ۱۰- ترجمہ مثنوی ۱:۳۲

۴۸- سورہ الدہر ۲۱- ترجمہ: اور ان کا پروردگار ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا۔

۴۹- مثنوی ۱:۳، ش ۱۱- ترجمہ: مثنوی ۱:۳۲

۵۰- تفسیر چرخی ۱۹- شعر شیخ محقق کابلی۔

۵۱- ایضاً۔

۵۲- سورہ المائدہ ۵۴- ترجمہ: کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔

۵۳- کلیات شمس ۸: ۲۰۵، ش (رباعی) ۱۲۱۸، اس طرح:

از بہر تو صد بار ملامت بکشم   گر بشکنم این عہد غرامت بکشم
گر عمر وفا کند جفا ہائے ترا   در دل دارم کہ تا قیامت بکشم

۵۴- مثنوی ۱:۳، ش ۱۲- ترجمہ: مثنوی ۱:۳۲

۵۵- قبطی، حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے ''قبط'' کی اولاد مصر کے اصلی

Marfat.com

باشندے، فرعون کی قوم کے یہی لوگ تھے، جو دریائے نیل میں غرق ہو گئے۔ سبطی: سبط یعنی بیٹے یا بیٹے کی اولاد۔ یہاں مراد ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد۔ بنی اسرائیل جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی جن کو اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ دریائے نیل سے پار کر دیا تھا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آب نیل است این حدیث جانفزا — یاربش در چشم اعدا خون نما

آب نیل است و بقبطی خون نمود — قوم موسیٰ را نہ خون بود آب بود

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ (م ۸۹۵ھ) اپنی کتاب ''فقرات'' میں اس طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں: ''كَنِيلِ مِصْرِ مَاءٌ لِلْمَحْبُوبِيْنَ وَبَلَاءٌ لِلْمَحْجُوبِيْنَ'' یعنی جیسے مصر کا (دریا) نیل جو محبوبوں کے لیے پانی اور محجوبوں کے لیے بلا ہے۔

۵۶- سورہ البقرہ ۲۶- ترجمہ: گمراہ بھی کرتا ہے بہتوں کو اسی سے، اور راہ بھی دکھاتا ہے بہتوں کو اسی سے۔

۵۷- مثنوی ۱:۳، ش ۱۳- ترجمہ: مثنوی ۱:۲:۳۲

۵۸- حوالہ نہیں ملا۔

۵۹- مثنوی ۱:۳، ش ۱۴- ترجمہ: مثنوی ۱:۲:۳۲

۶۰- سورہ السجدہ ۱۵- ترجمہ: ہماری آیتوں پر ایمان تو بس وہی لوگ لاتے ہیں کہ جنکو جب وہ یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔

۶۱- سورہ البقرہ ۱۸- ترجمہ: (یہ) بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔

۶۲- سورہ الاعراف ۱۷۹- ترجمہ: ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں۔

۶۳- مثنوی ۱:۳، ش ۱۵- ترجمہ: مثنوی ۱:۲:۳۲

۶۴- اس حدیث کے لیے دیکھئے: مجمع الزوائد ۱:۵۷، اتحاف السادۃ المتقین

Marfat.com

۲: ۲۳۸، ۲۸۰، الضعفاء ۴: ۴۵۵

۶۵- مثنوی ۱: ۳ ش ۱۶- ترجمہ: مثنوی ۱: ۳۳

۶۶- شیخ ابوالسعید ابوالخیر مہنی رحمۃ اللہ علیہ (۳۵۷-۴۴۰ھ/ ۹۶۷-۱۰۴۹ء)۔ ایران کے مشہور صوفی بزرگ و شاعر (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱: ۸۳۱)۔

۶۷- مثنوی ۱: ۳، ش ۱۷- ترجمہ مثنوی ۱: ۳۳

۶۸- کلیات شمس ۵: ۲۱۵، ش ۲۶۱۶۲، تفسیر چرخی ۲۹۵

۶۹- مثنوی ۱: ۳، ش ۱۸- ترجمہ مثنوی ۱: ۳۳

۷۰- شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ (۳۹۶-۴۸۱ھ/ ۱۰۰۵-۱۰۸۹ء) معروف صوفی بزرگ، معروف تفسیر (فارسی): کشف الاسرار وعدۃ الابرار اور دیگر متعدد کتب کے مصنف ہیں (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۳: ۴۲۸)۔

۷۱- مثنوی ۱: ۴، ش ۱۹- ترجمہ: مثنوی ۱: ۳۳

۷۲- سورہ الفلق ۱-۲- ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں، تمام مخلوقات کے شر سے۔

۷۳- مشکوۃ المصابیح ۱۹۹- الترغیب والترھیب ۲: ۳۹۶، کنز العمال (ج ۱) ش ۱۷۷۷، ۱۸۴۸، الدر المنثور: ۱۴۹، ترجمہ: ہر چیز کے لیے ایک ریتی ہے اور دل کی ریتی (زنگ کو اتارنے والی چیز) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

۷۴- مثنوی ۱: ۴، ش ۲۲- ترجمہ مثنوی ۱: ۳۳

۷۵- حوالہ نہیں ملا۔

۷۶- ترجمہ: جذبات الوھیۃ میں سے ایک جذبہ ہے جو دو جہانوں کی عبادات سے افضل ہے۔ (نیز دیکھئے: مشکوۃ المصابیح ۱۰۹، احادیث مثنوی ۱۱۹، احیاء العلوم ۴: ۵۶ کہ وہاں یوں درج ہے: ''جذبہ من

Marfat.com

جذبات الحق توازی عمل الثقلین'')۔

۷۷- مشکوۃ المصابیح: ۱۹۶ صحیح البخاری ۷۴۰۵۔ ترجمہ: جو شخص ایک بالشت کی مقدار میرے قریب ہوا، میں اس کے قریب ایک گز کی مقدار ہو جاتا ہوں اور جو میرے قریب ایک گز ہو تو میں اس سے دگنا قریب ہو جاتا ہوں اور جو چل کر میرے پاس آئے میں دوڑ کر (جس طرح اس کے شایان شان ہے) اس کے پاس آتا ہوں۔

۷۸- سورہ العنکبوت ۶۹

۷۹- کلیات شمس ۵:۱۷۱، ش ۲۴۰۵، نیز تفسیر چرخی ۱۵۲، انسیہ ۲۶

۸۰- رشحات ۹۶ (در حالات خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)۔

۸۱- مثنوی ۱:۴، ش ۲۳-۲۴- ترجمہ: مثنوی ۱:۳۳

۸۲- منطق الطیر شیخ فریدالدین عطارؒ، بحوالہ تاریخ تصوف در اسلام ۱۴۲

۸۳- مثنوی ۱:۴، ش ۲۵-۲۶- ترجمہ: مثنوی ۱:۳۳-۳۴

۸۴- قطب عالم شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰ محرم الحرام ۴۲۴ھ)، سلسلہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ ہیں جنہیں بطریق اویسیت حضرت بایزید بسطامیؒ سے فیض حاصل ہوا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (۳۴۰-۳۶۲)۔

۸۵- سورہ نجم ۲۷- ترجمہ: پھر (وہ فرشتہ آپ کے) نزدیک آیا، پھر اور نزدیک آیا۔

۸۶- اصل عبارت: ''آنجا کہ دنا فتدلی یو کو بلسو بتو چہ عتبہ و چہ شیبہ چہ بوجہل چہ بلسو''۔ یہ عبارت زیر نظر رسالہ میں دوبارا اسی رسم الخط میں آئی ہے۔ احتمال ہے کہ اس کے تحت اللفظ معنی وہی ہیں جو متن میں درج کر دیے گئے ہیں۔ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کو سبب وعلت کی وجہ سے نہیں بلاتا۔ اس نے

Marfat.com

(حضرت) بلال رضی اللہ عنہ کو باوجود حبشی غلام ہونے کے اپنی رحمت کے قریب بلا لیا اور ابو جہل، عتبہ اور شیبہ جو کہ سرداران مکہ سے تھے، کو اس نے خود سے دور کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کیا اور ابو جہل، عتبہ اور شیبہ نے کیا کیا؟

مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی فرماتے ہیں کہ اس عبارت کا مفہوم حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کا مصداق ہے:

چون ز بے رنگی اسیر رنگ شد　　موسئے با موسئے در جنگ شد
چون بہ بے رنگی رسی کان داشتی　　موسیٰ و فرعون دارند آشتی

(مکتوب گرامی مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد مدظلہ العالی بنام احقر مترجم مؤرخہ ۸ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ/ ۸ جنوری ۱۹۷۹ء)۔

۸۷- یعنی امراء القیس اور اس کی فصاحت پر تف ہے۔ (امراء القیس م بین ۵۳۰-۵۴۰ء) چھٹی صدی عیسوی میں عہد جاہلیت کا سرخیل شعراء (تفصیل کے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۳: ۲۳۶)۔

۸۸- سورہ الاعراف ۱۴۳۔ ترجمہ: پھر جب ان کے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی ڈالی۔

۸۹- سورہ کہف ۳۰ - ترجمہ: ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

۹۰- مثنوی ۱: ۴، ش ۲۷ - ترجمہ مثنوی ۱: ۳۴

۹۱- حوالہ نہیں ملا۔

۹۲- مثنوی ۱: ۴، ش ۲۸ - ترجمہ: مثنوی ۱: ۳۴

۹۳- مثنوی ۱: ۴، ش ۲۹ - ترجمہ: مثنوی ۱: ۳۴

۹۴- حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

چچا زاد بھائی اور داماد، چوتھے خلیفہ (از ۳۶-۴۰ھ) آپ نے ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ میں شہادت پائی (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۴/۲:۲۴)۔

۹۵- کمیل بن زیاد النخعی (دیکھئے: رجال الطوسی ۵۶)۔

۹۶- حوالہ نہیں ملا- ترجمہ: اس جگہ اجتماع (علم) ہے۔

۹۷- حوالہ نہیں ملا- ترجمہ: اسی لیے عالم کی موت سے علم کی بھی موت واقع ہو جاتی ہے۔

۹۸- ترجمہ: لوگوں کے ساتھ ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو (دیکھئے: مرصاد العباد ۱۵، آداب المریدین سہروردی ۳۴۴ کہ وہاں زیادہ توضیح آئی ہے وبہ الفاظ: کلموا...... نیز ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ ''نحن معاشر الانبیاء امرنا ان نکلم الناس علیٰ قدر عقولھم'' (دیکھئے: اتحاف السادۃ المتقین ۲: ۶۵، احوال وسخنان خواجہ عبید اللہ احرارؒ ۱۵۹، ۴۰۱)۔

۹۹- مثنوی ۱:۴، ش ۳۰- ترجمہ مثنوی ۱:۳۴

۱۰۰- سورہ القصص ۸۸- ترجمہ: اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

۱۰۱- سورۃ الشوریٰ ۸- ترجمہ: (لیکن وہ) جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔

۱۰۲-۱۰۳- سورہ آل عمران ۲۶- ترجمہ: اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔

۱۰۴- ترجمہ: قبض وبسط ولی کے لیے (ایسے ہی) ہے جیسے نبی کے لیے وحی ہے۔

۱۰۵- کلیات شمس ۵:۳۰

Marfat.com

۱۰۶- مثنوی ۱:۴، ش ۳۱ -ترجمہ مثنوی ۱:۳۴

۱۰۷- ابدالیہ ۲۳، تفسیر چرخی ۴ ۱۷

۱۰۸- مرصاد العباد ۱۲- یہ رباعی سرودہ نجم الدین رازی المعروف نجم الدین دایہؒ ہے اور بیت دوم یوں ہے:

در مان طلبان زدرد ازان محرومند — کین درد بطالبان درمان ندہند

اسے محمود شبستریؒ کی سرودہ بھی کہا گیا ہے (دیکھئے: سیر تصوف در افغانستان ۱۶۴)۔

۱۰۹- دیکھئے حاشیہ نمبر ا (قبل ازیں)۔

۱۱۰- مثنوی ۴: ۳۷۸، ش ۳۳۷۵ -ترجمہ: مثنوی ۴: ۳۲۱

۱۱۱- مثنوی ۱:۴، ش ۳۲ -ترجمہ: مثنوی ۱:۳۴

۱۱۲- شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹۵ھ) احمد بن محمد نوری ہروی- آپ جنید بغدادیؒ کے معاصر اور سری سقطیؒ کے شاگرد ہیں۔ آپ کا شمار بزرگ ترین عرفا میں ہوتا (تفصیل کے لیے دیکھئے: تذکرۃ الاولیاء ۸۶۲)۔

۱۱۳- شیخ جنید بغدادیؒ (سید الطائفہ): ابوالقاسم بن محمد بن الجنید القواریری (۲۹۸ھ/ ۹۱۰ء) آپ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے اور مرید ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۷: ۴۸۴)۔

۱۱۴- ترجمہ: سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے شیطان کو اس پر راہ نہیں دی۔

۱۱۵- ترجمہ: اے نوری! تم کیا کہتے ہو؟ اگر تم یہ کہتے ہو کہ اللہ اللہ کا شیدا ہے اور اگر تم اللہ کو اپنی ذات سے شیدا کہتے ہو تو یہ کیا شیفتگی ہوئی؟ پس وہ نوری تندرست ہو گیا اور کہنے لگا (جنید) تم کتنے اچھے استاد ہو!

۱۱۶- سورہ ہود ۵۶، ترجمہ: بے شک میرا پروردگار سیدھے رستے پر ہے۔

Marfat.com

۱۱۷- سورہ یونس ۶۲ - ترجمہ: سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔

۱۱۸- سورہ الفاتحہ ۵ - ترجمہ: ہم کو سیدھے رستے چلا۔

۱۱۹- ہفت اقلیم ۱: ۳۳۴ - یہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعی ہے۔ (مجلّہ) معارف ستمبر ۱۹۵۱ء (ص ۲۰۷) کے مطابق: مولانا یعقوب چرخیؒ کی یہ رباعی غلطی سے ابوسعید ابوالخیر مہنی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیات میں شامل ہے۔ یہ مثنویات مولانا رومؒ میں بھی شامل ہے۔ دیکھئے کلیات شمس ۸: ۳۱۳، رباعی نمبر ۱۸۷۵، تفسیر چرخی ۲۷

۱۲۰: مثنوی ۱: ۴، ش ۳۳ - ترجمہ مثنوی ۱: ۳۴

۱۲۱- سورہ الذاریات ۵۶

۱۲۲- سورہ الشعراء ۸۸-۸۹ - ترجمہ: جس دن مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے، ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا)۔

۱۲۳- سورہ البقرہ ۱۰ - ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے، سو اللہ نے بڑھا دی ان کی بیماری

۱۲۴- ترجمہ: مومن مومن کے لیے شیشہ (کی مانند) ہے (دیکھئے احادیث مثنوی ۱۴۱، بہ نقل از جامع صغیر ۲: ۱۸۳، کنوز الحقائق ۱۳۶)۔

۱۲۵- مثنوی ۱: ۴، ش ۳۴ - ترجمہ مثنوی ۱: ۳۵)۔

۱۲۶- ترجمہ: جو موت دیدار الٰہی کے بغیر ہے (وہ) موت معہود (مقرر) ہے۔

۱۲۷- حوالہ نہیں ملا۔

۱۲۸- ایضاً۔

۱۲۹- مثنوی ۱: ۱۴۱، ش ۱۸۷۸ - ترجمہ مثنوی ۱: ۲۰۷

Marfat.com

۱۳۰- مثنوی ۱: ۸، ش ۹۷ - ترجمہ مثنوی ۱: ۴۲

۱۳۱- خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۲ھ) محمد بن محمد البخاریؒ نام تھا اور خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے کبار خلفاء میں سے ہیں۔ خوارزم کے رہنے والے تھے۔ روحانی تربیت و خلافت حضرت خواجہ نقشبند سے پائی اور ان کی دامادی کا شرف بھی حاصل تھا۔ چغانیان نو میں ان کا مزار ہے۔ (دیکھئے نفحات الانس ۲۶۹)۔

۱۳۲- دیکھئے حاشیہ نمبر ۹۷ (قبل ازیں)۔

۱۳۳- ترجمہ: جیسے مردہ غسل دینے والوں کے لیے (ان کے ہاتھوں میں ہوتا ہے)۔

۱۳۴- ترجمہ: یقیناً قرآن مجید کا ظاہر (معنی بھی ہے) اور باطن (معنی بھی) ہے۔

۱۳۵- ترجمہ: اور اسرار حقیقت کو نااہلوں سے پوشیدہ رکھنا (چاہیے)۔

۱۳۶- مثنوی ۱: ۱۰، ش ۱۳۵-۱۳۶ - ترجمہ مثنوی ۱: ۴۵

۱۳۷- مثنوی ۱: ۱۰، ش ۱۳۷: ۱۳۹ - ترجمہ مثنوی ۱: ۴۵

۱۳۸- سورہ الاعراف ۱۴۳ - ترجمہ: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔

۱۳۹- مشکوٰۃ شریف ۲۱، ابن ماجہ ۱۸۱، مرصاد العباد ۳۱، ترجمہ: اس کا پردہ نور ہے، اگر اس کا پردہ اٹھ جائے تو یقیناً اس کے چہرے کی تابنا کی اس کی مخلوق سے ہر اس چیز کو جلا ڈالے جہاں تک اس کی بصارت کی رسائی ہے۔

۱۴۰- ترجمہ: میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر (یہ کہ) یا اس کے اول یا اس کے آخر میں یا اس کے مختلف احوال میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

۱۴۱- سورہ الاعراف ۱۴۳ - ترجمہ: جب ان کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا۔

۱۴۲- سورہ آل عمران ۳۱ - ترجمہ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے

Marfat.com

ہوتو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

۱۴۳- سورہ الحدید ۱۲۱- ترجمہ: یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

۱۴۴- ترجمہ: جس نے اسے قبول کیا، کسی سبب کے بغیر قبول کرلیا اور جس نے انکار کیا، بلاوجہ ہی اس نے انکار کیا۔

۱۴۵- کلیات شمس ۱۵:۱۷۱، ش ۲۴۰۵، تفسیر چرخی ۱۵۲، ۱۷۰

۱۴۶- ترجمہ: طلب اور مطلوب جڑواں ہیں۔

۱۴۷- کلیات شمس ۵:۱۴۷، غزل ۲۳۶۲، انسیہ ۱۹

۱۴۸- ترجمہ: وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے:

''اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله'' (یعنی مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) دیکھئے: حلیة الاولیا ۴:۹۴، اتحاف السادة المتقین ۶:۵۴۴، المعجم الکبیر طبرانی ۸:۱۲۱، کنز العمال (جلد ۱۱) ۳۰۷۳

۱۴۹- مثنوی ۱:۴، ش ۳۵- ترجمہ مثنوی ۱:۳۵

۱۵۰- سورہ المائدہ ۵۴- ترجمہ: جنہیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ اسے چاہتے ہوں گے۔

۱۵۱- سورہ الرحمٰن ۲۶-۲۷- ترجمہ: زمین پر جو بھی ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات عظمت و احسان والی باقی رہ جانے والی ہے۔

۱۵۲- مثنوی ۱:۱۵، ش ۲۱۹-۲۲۰- ترجمہ مثنوی ۱:۵۴

۱۵۳- شیخ صنعان ایک مشہور بزرگ جن کے سینکڑوں مرید تھے اور شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں کے مرید ہیں۔ شیخ صنعان درمیان میں ایک عیسائی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو کر سور چراتے رہے لیکن آخر ہدایت غیبی سے پھر راہ راست پر آ گئے تھے (فیروز اللغات فارسی ص ۱۰۳)۔

Marfat.com

۱۵۴- بلعم بن باعور ایک غیر اسرائیلی عالم جو بائبل کی رو سے ایک مستجاب الدعوات شخص تھا، جسے بالاق، شاہ موآب نے اس لیے طلب کیا تھا کہ وہ بنو اسرائیل کے حق میں بددعا کرے، بعض کے مطابق حضرت یوشع علیہ السلام کی بددعا سے اس کی ولایت جاتی رہی۔ (دیکھئے اسلامی انسائیکلوپیڈیا ۳۴۹، فیروز اللغات فارسی ۱۵۷)۔

۱۵۵- برصیصا ایک راہب عابد یا ولی جو وسوسہ شیطانی سے گمراہ ہو گیا تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: اسلامی انسائیکلوپیڈیا ۳۲۵)۔

۱۵۶- ترجمہ: ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۱۵۷- شیخ دقوقی قدس سرہ اولیائے کاملین میں سے تھے۔ ہمیشہ سفر میں رہتے تھے اور خداوند کریم سے التجا کرتے تھے کہ وہ انہیں اپنے خاص بندوں میں شامل فرمائے۔ ایک رات آپ نے ایک ساحل پر سات شمعیں جلتی دیکھیں۔ آپ ان کی طرف چل پڑے۔ اچانک دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک شمع بن گئی۔ پھر ان سات شمعوں کو سات مردوں کی شکل میں دیکھا۔ بعد ازاں وہ سات آدمی سات درخت بن گئے۔ آخر میں یہ سات پرانے درخت پھر سات آدمیوں کے روپ میں ظاہر ہوئے اور ایک صف میں بیٹھ گئے۔ شیخ دقوقیؒ ان کے پاس پہنچے اور انہیں سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا اور شیخ دقوقیؒ کا نام کنیت کے ساتھ لیا۔ شیخ دقوقیؒ کو یہ سن کر ان کی معرفت پر تعجب ہوا۔ پھر ان سات آدمیوں نے نماز پڑھنے کے لیے شیخ دقوقیؒ کو اپنا امام بنایا۔ نماز پڑھاتے وقت شیخ دقوقیؒ نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا میں غرق ہو رہی ہے اور اہل کشتی فریاد کر رہے ہیں۔ شیخ دقوقیؒ نے نماز کے دوران ہی اہل کشتی کی نجات کے لیے دعا کی تو کشتی غرق ہونے سے بچ گئی۔ جب نماز ختم ہوئی تو وہ سات آدمی شیخ دقوقیؒ کو ملامت کرنے لگے کہ انہوں نے قضائے الٰہی

Marfat.com

کی مخالفت کیوں کی؟ اور بعد ازاں وہ ساتوں فوراً غیب ہو گئے۔ (تلخیص از حاشیہ استاد خلیل اللہ خلیلی مرحوم دیکھیئے: نائیہ ۱۳۲-۱۳۳ حاشیہ)۔

۱۵۸- شیخ محمد سررزی چرخی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے مناجات کرتے تھے کہ وہ ان کو اپنی نعمت جمال سے نوازے۔ اس آرزو کی تکمیل کے لیے سات برس تک روزے رکھے اور برگ انگور سے افطار کیا کرتے تھے۔ ایک روز پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور درگاہ الٰہی میں مناجات کی کہ اے پروردگار اگر تو مجھے اپنا دیدار نہیں کراتا تو میں آج خود کو اس پہاڑ سے نیچے گراتا ہوں۔ انہوں نے غیب سے آواز سنی کہ ابھی اس خواہش کی تکمیل کا وقت نہیں آیا۔ پس شیخ محمد سررزیؒ نے خود کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور گہرے پانی میں گرے اور ہلاک نہ ہوئے۔ دوسری بار ان کو حکم ملا کہ شہر میں جا کر گدائی کریں اور اس طرح جو کچھ حاصل ہو وہ سب مسکینوں میں بانٹ دیں۔ لہٰذا آپ کوچے کوچے جاتے اور ہر گھر کے سامنے ''اللہ کے نام پر کچھ دو، اللہ کے نام کچھ دو'' کی صدا لگاتے اور اپنی زنبیل آگے بڑھاتے جاتے۔ آپ غزنی کے ایک شہزادہ کے گھر پر ایک روز میں چار بار مانگنے چلے گئے۔ شہزادہ ان کے اس عمل سے تنگ آ گیا اور ان کو عام گداگر سمجھ کر ڈانٹ دیا۔ اس پر انہوں نے روتے ہوئے کہا: فقیر کو اس عمل پر اختیار نہیں اور اگر گدائی کر کے ایک ذرہ بھر بھی خود کھاتا تو اپنے اس پیٹ کو اسی وقت پھاڑ دیتا۔ شیخ کی اس حالت نے شہزادے پر یوں اثر کیا کہ وہ بھی رونے لگا اور اس نے اپنے خزانے کی چابیاں شیخ کے سامنے رکھ دیں۔ شیخ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مزید دو برس اسی طرح گداگری کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے حکم آیا کہ اب تک آپ لوگوں سے مانگتے تھے

Marfat.com

اور محتاجوں کو دیتے تھے اب کسی سے نہ مانگو مگر مسکینوں کو دو ضرور اور اپنی گدڑی کے نیچے ہاتھ لے جاؤ اور وہاں سے زر حاصل کرو اور وہ مسکینوں کو دو۔ پھر شیخ کو یہ مرتبہ نصیب ہوا کہ آپ مسکینوں کی حاجت کو ان کے کہنے سے پہلے جان لیتے تھے اور ان کی ضرورت کے مطابق ان کو زر دیا کرتے تھے۔ ان کا مزار غزنی (افغانستان) میں مرجع الخلائق ہے (تلخیص از حاشیہ استاد خلیل اللہ خلیل مرحوم، نائیہ ۱۳۷-۱۳۸)۔

۱۵۹- مثنوی ۳: ۱۱۰، ش ۱۹۲۴۔ ترجمہ مثنوی ۳: ۱۹۱

۱۶۰- مثنوی ۳: ۱۱۱، ش ۱۹۴۳، ۱۹۴۵- ترجمہ مثنوی ۳: ۱۹۳

۱۶۱- مثنوی ۳: ۱۱۰، ش ۱۹۲۶- ترجمہ مثنوی ۳: ۱۹۱

۱۶۲- مثنوی ۳: ۱۱۱، ش ۱۹۴۷، ۱۹۵۰-۱۹۵۲، ۱۹۵۵- ترجمہ مثنوی ۱۹۳-۱۹۴

۱۶۳- حضرت ابوبکر صدیق ابن حضرت عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما (۵۷۱-۶۳۴ء/ م ۱۳ھ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے برگزیدہ صحابی، مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور آپؐ کے پہلے جانشین اور خلیفہ راشد (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ): ۷۵۱)۔

۱۶۴- مثنوی ۳: ۱۱۲، ش ۱۹۶۲، ۱۹۶۸- ترجمہ مثنوی ۳: ۱۹۴-۱۹۵

۱۶۵- مثنوی ۳: ۱۱۳، ۱۱۵، ش ۱۹۷۴، ۱۹۷۶، ۱۹۸۲-۱۹۹۲، ۲۰۰۱، ۲۰۰۳، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶- ترجمہ مثنوی ۳: ۱۹۵-۱۹۸

۱۶۶- سورہ القصص ۲۹- ترجمہ: تو انہوں نے طور کی طرف ایک آگ دیکھی۔

۱۶۷- ترجمہ: فقرا ایک نفس (جان) کی طرح ہیں۔

۱۶۸- سورہ ابراہیم ۲۴- ترجمہ: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی (اچھی) تمثیل کلمہ طیبہ کی بیان فرمائی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کے

Marfat.com

مشابہ ہے، جس کی جڑ (خوب) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں (خوب) اونچائی میں جا رہی ہیں۔

۱۶۹- ملاحظہ فرمائیں حاشیہ ۱۴۸ (قبل ازیں)۔

۱۷۰- مثنوی ۳: ۱۱۵، ش ۲۰۰۹، ۲۰۱۰-۲۰۱۲، ۲۰۱۴- ترجمہ مثنوی ۳: ۱۹۹۔

۱۷۱- مثنوی ۳: ۱۱۵، ش ۲۰۱۷-۲۰۱۸، ترجمہ: مثنوی ۳: ۱۹۹

۱۷۲- ترجمہ: جس نے اسے قبول کیا، کسی سبب کے بغیر قبول کر لیا اور جس نے انکار کیا بلا وجہ ہی اس نے انکار کیا (دیکھئے تفسیر چرخی ۱۸۸)۔

۱۷۳- مثنوی ۳: ۱۱۶، ۱۱۷، ش ۲۰۴۳، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰- ترجمہ مثنوی ۳: ۲۰۲، ۱۹۹-۲۰۰

۱۷۴- ملاحظہ فرمائیں حاشیہ ۱ (قبل ازیں)۔

۱۷۵- مثنوی ۳: ۱۱۷-۱۱۸، ش ۲۰۵۴-۲۰۵۸، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱- ترجمہ مثنوی ۳: ۲۰۳۔

۱۷۶- ملاحظہ فرمائیں حاشیہ ۱۴۸ (قبل ازیں)۔

۱۷۷- مثنوی ۳: ۱۱۸، ش ۲۰۶۲- ترجمہ مثنوی ۳: ۲۰۳

۱۷۸- ایضاً، ش ۲۰۶۳- ایضاً۔

۱۷۹- مثنوی ۳: ۱۱۸، ۱۱۹، ش ۲۰۶۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶۔ ترجمہ: مثنوی ۳: ۲۰۳، ۲۰۵۔

۱۸۰- نیز دیکھئے اسی مصنف کی دوسری کتاب: ابدالیہ ۲۰-۲۱

۱۸۱- مثنوی ۳: ۱۲۲-۱۲۵، ش ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۷۶-۲۱۷۹، ۲۱۸۲-۲۱۸۴، ۲۲۰۸-۲۲۰۹، ۲۲۱۱، ۲۲۲۳، ۲۲۲۵، ۲۲۸۱-۲۲۸۹- ترجمہ: مثنوی ۳: ۲۱۰-۲۲۳۔

۱۸۲- سورہ المومن ۶۰- ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

Marfat.com

۱۸۳- ترجمہ: (ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا جارہا تھا تو جبرائیل علیہ السلام نے ان سے عرض کیا): کیا آپ کی کوئی حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہاری طرف کوئی حاجت نہیں ہے۔

۱۸۴- سورہ البقرہ ۱۳۱- ترجمہ: جب ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ حکم بردار ہو جاؤ، وہ بولے میں حکم بردار ہوں سارے جہان کے پروردگار کا۔

۱۸۵- حوالہ نہیں ملا۔

۱۸۶- ترجمہ: اے ہمارے اللہ ہمیں اپنے اولیاء کی محبت نصیب فرما، اپنی رحمت کے صدقے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

۱۸۷- شمس العارفین غزنوی سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن ابی یزید طیفور ملقب بہ شمس الدین ومکنی بابی ابوالفضل السجاوندی القاری (م ۵۶۰ھ/ ۱۱۶۴- ۱۱۶۵ء) معروف قاری اور کتب علم القراءت کے مؤلف (دیکھئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۰: ۷۴۰، لغت نامہ دھخدا (ش ۹۸): ۲۲۶، کشف الظنون ۲: ۱۱۸۲-

۱۸۸- مثنوی ۵: ۱۷۱، ش ۲۶۶۷-۲۷۷۸- ترجمہ مثنوی ۵: ۲۷۲

۱۸۹- ایضاً، ش ۲۶۶۹- ترجمہ مثنوی ایضاً۔

۱۹۰- کتاب طوالع الانوار قاضی عبداللہ بن عمر البیضاوی (م ۶۸۵ھ) کی تصنیف ہے اور اس کا موضوع علم کلام ہے (دیکھئے: کشف الظنون ۲: ۱۱۱۶)۔

۱۹۱- مثنوی ۵، ش ۲۶۷۰-۲۶۷۲- ترجمہ مثنوی ۵: ۲۷۲۔

۱۹۲- ایضاً، ش ۲۶۷۳، ۲۶۷۵- ترجمہ: مثنوی ایضاً۔

۱۹۳- شیخ منصور حلاج قدس سرہ، ابوالمغیث الحسین بن منصور بن محمی البیضاوی (۲۴۴-۳۰۹ھ/ ۸۵۷-۹۲۲ء) ایک متنازع فیہ معروف صوفی اور

Marfat.com

عالم (دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۸: ۵۲۹)۔

۱۹۴- کلیات شمس ۶: ۱۱۹۹، غزل ۲۸۱۳، ش ۲۹۸۵۹

۱۹۵- ترجمہ جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند فرماتا ہے اور جو موت دیدار الٰہی میں حائل ہے وہ موت معہود ہے۔

اس حدیث کی طرف اشارہ ہے: ''من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ'' (دیکھئے صحیح البخاری، ص ۱۱۲۸، کتاب الرقاق، باب ''۴۱'' حدیث نمبر ۶۵۰۸)

۱۹۶- مثنوی ۵: ۱۷۱، ش ۲۶۷۸- ترجمہ مثنوی ۵: ۲۷۳

۱۹۷- ایضاً، ش ۲۶۷۹-۲۶۸۲- ترجمہ: مثنوی ایضاً۔

۱۹۸- منطق الطیر ۱۴، مصرع اوّل: لذت نور مسلمانیم دہ

۱۹۹- مثنوی ۶: ۲۸۴، ش ۲۳۲، ۲۳۳، ترجمہ مثنوی ۶: ۳۶

۲۰۰- ترجمہ: اپنے نفس کو چھوڑ دے اور آ جا۔ حسین بن منصور حلاجؒ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: ''مجھے راستہ دکھایئے'' انہوں نے فرمایا: ''دع نفسک وتعال''، یعنی اپنے نفس کو چھوڑ دو اور ہمارے پاس آ جاؤ (دیکھئے: تذکرۃ الاولیاء ۱۸۷، مثنویہائے حکیم سنائی ۳۵۰)۔

۲۰۱- حوالہ نہیں ملا۔

۲۰۲- مثنوی ۵: ۱۷۲-۱۷۳، ش ۲۶۸۶، ۲۶۸۸-۲۷۰۵- ترجمہ مثنوی ۵: ۲۷۴-۲۷۵

۲۰۳- دیکھئے حاشیہ نمبر ۱۴۵ (قبل ازیں)۔

۲۰۴- مثنوی ۵: ۱۷۴-۱۷۵، ش ۲۷۳۴-۲۷۳۷، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰۔ ترجمہ: مثنوی ۵: ۲۷۸

۲۰۵- مثنوی ۵: ۱۷۵-۱۷۷، ش ۲۷۴۹-۲۷۶۰، ۲۷۷۲-۲۷۸۲- ترجمہ

Marfat.com

مثنوی ۵: ۲۷۹-۲۸۳

۲۰۶- ترجمہ: اور عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہے۔

۲۰۷- مثنوی ۵: ۱۷۸-۱۷۹، ش ۲۷۸۶-۲۷۹۸، ترجمہ مثنوی ۵: ۲۸۳-۲۸۴۔

۲۰۸- مشکوٰۃ ۱۹۷، احادیث مثنوی ۱۹ (بنقل از جامع صغیر ۱: ۷۰) ترجمہ: میرا بندہ ہمیشہ نفل پڑھ کر میرا اقرب تلاش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اپنے کسی بندہ سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔

۲۰۹- حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ: طیفور بن عیسیٰ بن سروشان (م ۲۶۱ھ/ ۸۴۷ء)، معروف ترین صوفیائے کرام میں ایک جو سلطان العارفین کے لقب سے معروف تھے (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱: ۳۲)۔

۲۱۰- مثنوی ۲: ۳۰۷، ش ۲۲۳۱-۲۲۳۶- ترجمہ مثنوی ۲: ۲۱۶

۲۱۱- ترجمہ: جس نے اپنے نفس کی پہچان کر لی گویا اس نے اپنے رب کی پہچان کی، اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی (ملاحظہ فرمائیں: احادیث مثنوی ۱۶۷، نقل از نہج البلاغۃ ۴: ۵۴۷، منسوب بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، وجز و احادیث نبویؐ: کنوز الحقائق ۹، اور مؤلف اللولو المرصوع ۸۶، بنقل ابن تیمیہ اسے موضوع گردانتا ہے، نیز کشف المحجوب ۲۴۷، ۳۵۳، التصفیہ فی احوال المتصوفہ ۱۶۷، ۲۳۹)۔

Marfat.com

۲۱۲- مثنوی ۲: ۳۷۰-۳۷۱، ش ۲۲۳۷-۲۲۴۴- ترجمہ: مثنوی ۲: ۲۱۶-۲۱۷

۲۱۳- ترجمہ: انسان پروردگار کی بنیاد ہے۔

۲۱۴- مثنوی ۲: ۳۷۱، ش ۲۲۴۵-۲۲۵۱- ترجمہ مثنوی ۲: ۲۱۷

۲۱۵- مثنوی ۲: ۴۴۲-۴۴۴، ش ۳۴۷۸-۳۴۸۲، ۳۴۸۴-۳۵۰۲- ترجمہ مثنوی ۲: ۳۲۶-۳۲۸

۲۱۶- مثنوی ۶: ۵۵۲، ش ۴۸۲۶-۴۸۲۷- ترجمہ: مثنوی ۶: ۴۶۳

۲۱۷- ترجمہ: تم پر بوڑھیوں کے دین کی پابندی ضروری ہے۔ (دیکھئے: احادیث مثنوی ۲۲۵، بہ نقل از احیاء العلوم ۳: ۵۷، اللولوا المرصوع ۵۱، اتحاف السادة المتقین ۷: ۳۷۶)۔

۲۱۸- مثنوی ۶: ۵۵۲، ش ۴۸۲۹-۴۸۳۰- ترجمہ مثنوی ۶: ۴۶۳

۲۱۹- مثنوی ۲: ۳۱۰، ش ۱۱۷۸- ترجمہ: مثنوی ۲: ۱۲۰

۲۲۰- مثنوی ۲: ۴۳۳، ش ۳۳۲۱-۳۳۲۲، ۳۳۲۹-۳۳۳۰- ترجمہ: مثنوی ۲: ۳۱۲-۳۱۳

۲۲۱- مثنوی ۲: ۴۲۷، ش ۳۲۱۷-۳۲۱۸- ترجمہ مثنوی ۲: ۳۰۳

۲۲۲- نوادر الاصول فی معرفة اخبار الرسول از عبداللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر المؤذن الحکیم الترمذی (م ۲۵۵ھ)۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: کشف الظنون ۲: ۱۹۷۹)۔

۲۲۳- ترجمہ: وہ میرے علم سے ایک چیز رکھتے ہیں۔

۲۲۴- ترجمہ: میری قبا کے نیچے میرے اولیاء ہیں جن کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (دیکھئے: مرصاد العباد ۲۲۶، احادیث مثنوی ۵۲، بہ نقل از احیاء العلوم ۴: ۲۵۶، کشف المحجوب ۷۰)۔

۲۲۵- انسیہ ۲۸، قدسیہ ۹۰، خزینة الاصفیا ۵۵۰

۲۲۶- انسیہ ۲۸

Marfat.com

۲۲۷- مثنوی ۳:۱۰۸،ش ۱۸۸۴-۸۹۱-ترجمہ مثنوی ۳:۱۸۸

۲۲۸- حوالہ نہیں ملا۔

۲۲۹- سورہ ق ۳۵-ترجمہ: ان لوگوں کو وہاں سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زائد ہے۔

۲۳۰- ترجمہ: اگر وہ اللہ کی قسم کھائے تو اللہ اس کی بات پوری کر دیتا ہے اور اگر وہ اللہ سے مانگے تو وہ اسے ضرور دیتا ہے اور اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔(دیکھیئے: مشکوٰۃ المصابیح ۴۴۶)۔

۲۳۱- مثنوی ۴:۲۷۸،ش ۶-۷-ترجمہ مثنوی ۴:۱۳۔

۲۳۲- مثنوی ۱:۱۰۲،ش ۱۶۶۹-ترجمہ مثنوی ۱:۱۸۹۔

۲۳۳- ترجمہ: یعنی رب کا بندہ بن جا اور کسی بندے کا رب نہ بن۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا شعر ہے:

وکن عبد رب لاتکن رب عبدہ
فان کنت ربا کنت فی عیشۃ ضنکا

(دیکھیئے: شرح مثنوی ۲:۳۷۰)

۲۳۴- مثنوی ۳:۱۰۹،ش ۱۹۱۳-ترجمہ: مثنوی ۳:۱۹۰

۲۳۵- دیکھیئے حاشیہ نمبر ۱۴۵ (قبل ازیں)۔

۲۳۶- دیکھیئے: تفسیر چرخی ۲۴۰ کہ یہاں رباعی کا تیسرا مصرع یوں ہے: ''گر چلہ ہر دو کون طاعت داریم''

۲۳۷- مثنوی ۲: ۳۴۰-۳۴۳،ش ۱۷۲۰-۱۷۲۲،۱۷۲۴-۱۷۲۹، ۱۷۳۱، ۱۷۴۸-۱۷۴۹-ترجمہ مثنوی ۲:۱۷۰-۱۷۴

۲۳۸- مثنوی ۲:۳۴۲-۳۴۳،ش ۱۷۵۰-۱۷۵۱، ۱۷۵۸-۱۷۵۹،۱۷۶۴، ۱۷۶۹-۱۷۷۰-ترجمہ مثنوی ۲:۱۷۳-۱۷۴

۲۳۹- دیکھیئے حاشیہ نمبر ۸۶ (قبل ازیں)۔

Marfat.com

۲۴۰- مثنوی ۲: ۳۴۲، ۳۴۴-۳۴۵، ش ۱۷۵۰، ۱۷۷۷-۱۷۷۸، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴-۱۷۸۷، ۱۷۹۰-ترجمہ مثنوی ۲: ۱۷۳، ۱۷۵-۱۷۶

۲۴۱- سورہ فاطر ۸-ترجمہ: سو اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، راہ دکھاتا ہے۔

۲۴۲- مثنوی ۱: ۱۱۷-۱۱۸، ش ۱۹۳۰-۱۹۳۹-ترجمہ: مثنوی ۱: ۲۱۲-۲۱۳

۲۴۳- مثنوی ۱: ۸۶، ش ۱۳۹۶-۱۳۹۹-ترجمہ: مثنوی ۱: ۱۶۵

۲۴۴- سورہ الذاریات ۲۱، ترجمہ: اور (بہت سی نشانیاں) خود تمہاری ذات میں بھی (ہیں) تو کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔

۲۴۵- دیکھئے حاشیہ نمبر ۲۱۱ (قبل ازیں)۔

۲۴۶- مثنوی ۶: ۲۸۴، ش ۲۳۳، ۲۳۲-ترجمہ مثنوی ۶: ۳۶

۲۴۷- مثنوی ۳: ۲۰۹، ش ۳۶۶۹-۳۶۷۳-ترجمہ مثنوی ۳: ۳۵۲

۲۴۸- سورہ الکہف ۱۱۰-ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ میں تو بس تمہارے ہی جیسا بشر ہوں۔

۲۴۹- ترجمہ: میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔

۲۵۰- مثنوی ۳: ۲۱۳، ش ۳۷۴۷-۳۷۵۰، ۳۷۶۰-۳۷۵۹-ترجمہ مثنوی ۳: ۳۵۸-۳۵۹

۲۵۱- ترجمہ: دنیا میں ایک ایسی جنت ہے، جو اس میں داخل ہو گیا اس کو جنت کا شوق نہ رہا اور وہ اللہ کی معرفت ہے۔

۲۵۲- سورہ یونس ۶۲-ترجمہ: سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں، ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے۔

۲۵۳- حضرت سمنون محبؒ قدیم اولیاء میں سے تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت ابوالحسن نوریؒ کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے لوگوں میں خود کو ایک جھوٹے کی حیثیت سے مشہور کر رکھا تھا۔ جب تک لوگ انہیں کذاب

Marfat.com

کہہ کر مخاطب نہ کرتے تھے وہ جواب نہیں دیتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جنیدؒ سے پہلے وفات پائی اور بعض کا خیال ہے کہ ان کے بعد فوت ہوئے۔ مفتی غلام سرور لاہوریؒ نے خزینۃ الاصفیا میں ان کی تاریخ وفات ۲۹۸ھ لکھی ہے۔ (دیکھئے حاشیہ ۲، ص ۱۵۳، نائیہ چرخی از دانش مند گرامی استاد خلیل اللہ خلیلی مرحوم)۔

۲۵۴۔ مثنوی ۳: ۲۱۸، ش ۳۸۳۷-۳۸۳۸-ترجمہ مثنوی ۳: ۳۶۶-۳۶۸

۲۵۵۔ دیکھئے حاشیہ نمبر ۱۹۳ (قبل ازیں)۔

۲۵۶۔ مثنوی ۳: ۲۱۰، ۲۱۶-۳۱۷، ش ۳۶۸۶-۳۶۸۸، ۳۸۰۴-۳۸۰۶، ۳۸۰۸-۳۸۱۱-ترجمہ مثنوی ۳: ۳۵۳، ۳۶۳-۳۶۴

۲۵۷۔ حضرت اویس بن عامر قرنی رضی اللہ عنہ ایک مشہور تابعی بزرگ (م نواح ۳۷ھ/ ۶۵۷ء) جو محبّ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے معروف ہیں (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۳: ۵۷۰)۔

۲۵۸۔ حضرت ابو عبداللہ، معروف بہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، نامور ایرانی النسل صحابی (م ۳۵ تا ۳۶ھ/ ۶۵۵-۶۵۶ء)۔ (تفصیل ملاحظہ فرمائیں: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱: ۱۸۸)۔

۲۵۹۔ حضرت بلال بن رباح (ابن حمامۃ) رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور حبشی نژاد صحابی اور مؤذن (م مابین ۱۷-۲۱ھ/ ۶۳۹-۶۴۳ء)۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۴: ۷۴۵)۔

۲۶۰۔ حضرت شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۸ھ) ایک چلہ ختم کر کے دوسرے چلہ میں بیٹھے تھے کہ ان کے پیر و مرشد حضرت نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۱۸ھ) ان کے پاس تشریف لائے اور

Marfat.com

فرمایا: ''اے سیف الدین:

منم عاشق مراغم ساز گار است

تو معشوقی ترا با غم چہ کار است''

یہ کہہ کر وہ آپ کو خلوت سے باہر لائے اور فرمایا کہ تمہارا کام تکمیل کو پہنچ گیا ہے، اس کے بعد آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ (ملاحظہ فرمائیں: معارف، جلد ٦۸، ص ۲۰۸)۔

۲٦۱- مثنوی ۳: ۲۱۹-۲۲۱، ۲۱۸ ش ۳۸٦۰-۳۸۸۲، ۳۸۳۰-۳۸۳۳-
ترجمہ مثنوی ۳: ۳٦۹-۳۷۱، ۳٦٦

۲٦۲- ترجمہ: طلب اور مطلوب جڑواں ہیں۔

۲٦۳- مثنوی ۱: ۴، ش ۳۰- ترجمہ مثنوی ۱: ۳۴

۲٦۴- مثنوی ۳: ۲۵۰، ش ۴۳۷۷-۴۳۸۱- ترجمہ مثنوی ۳: ۴۱٦

۲٦۵- مثنوی ۳: ۲٦۷، ۲٦۹- ۲۷۰، ش ۴٦٦۴- ۴٦٦۵، ۴٦٦۷، ۴٦۹۴- ۴٦۹۵، ۴٦۹۷- ۴٦۹۸، ۴۷۰۱، ۴۷۱۲- ۴۷۱۵، ۴۷۱۷- ترجمہ مثنوی ۳: ۴۴۲، ۴۴۵- ۴۴۷

۲٦٦- سورہ الزمر ۵۳۔ ترجمہ: اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔

۲٦۷- دیکھئے: تفسیر چرخی ۲۹ کہ وہاں حاشیہ میں مولانا ولی محمد نجندی قندھاریؒ سے منقول ہے کہ یہ تینوں شعر اگرچہ (صنف کے لحاظ سے) مثنوی ہیں لیکن مثنوی مولانائے رومؒ کے نہیں ہیں۔ مزید حوالہ نہیں ملا۔

Marfat.com

مآخذ ومنابع

مقدمہ اور حواشی میں جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱- آداب المریدین (فارسی)

از ضیاء الدین ابوالنجیب السہروردیؒ، ترجمان: عمر بن محمد بن احمد شیرکان، باتصحیحات واستدرکات، نجیب مایل ہروی، تہران: انتشارات مولیٰ، ۱۴۰۴ھ/۳۶۲ھ ش

۲-

آریانا، جلد۲، نمبر۲، ۱۳۲۲ھ ش، (ص ۱۱-۱۴، مولانا یعقوب چرخیؒ - از محمد ابراہیم خلیل)

۳- ابدالیہ (فارسی)

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، تصحیح وتعلیق وپیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، اسلام آباد مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

۴- اتحاف السادۃ المتقین (عربی)

از سید مرتضیٰ الزبیدی، قاہرہ: المیمنہ، ۱۳۱۱ھ - ج ۲، ۶

۵- احادیث مثنوی (فارسی)

از بدیع الزمان فروزانفر، تہران: مؤسسہ چاپ وانتشارات امیر کبیر، ۱۳۴۷ھ ش

۶- احوال وسخنان خواجہ عبیداللہ احرارؒ (فارسی)

بتصحیح ومقدمہ وتعلیقات (دکتر سید) عارف نوشاہی، تہران: مرکز نشر دانش گاہی، ۱۳۸۰ھ/۲۰۰۲ء

Marfat.com

۷-احیاء العلوم الدین (فارسی)

از امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمان: موید الدین محمد خوارزی، بکوشش حسین خدیوجم، تہران: انتشارات بنیاد فرہنگ ایران، ۱۳۵۳ھ ش

۸-اردو دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)

زیر اہتمام: دانش گاہ پنجاب، لاہور: دانش گاہ پنجاب، ۱۳۸۴-۱۴۰۹ھ/ ۱۹۶۴-۱۹۸۹ء - ج ۱، ۳، ۴، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۴/۲، ۲۲

۹-اسلامی انسائیکلوپیڈیا (اردو)

مدیر: سید قاسم محمود، کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن، ت-ن

۱۰-اُنسیہ (فارسی-اردو):

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، تصحیح و ترجمہ و تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء

۱۱-تاریخ تصوف در اسلام (فارسی)

تالیف: دکتر قاسم غنی، تہران: انتشارات کتاب فروشی ابن سینا، ۱۳۳۰ھ ش

۱۲-تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی (فارسی)

نوشتہ: سعید نفیسی، تہران: انتشارات کتاب فروشی، ۱۳۴۴ھ ش ا، ج ۱-۲

۱۳-تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (اردو)

تالیف: علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ، مع تکملہ از محمد صادق قصوری، لاہور: نوری بک ڈپو، ۱۹۷۶ء

۱۴-تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ (اُردو)

از محمد صادق قصوری، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء

Marfat.com

۱۵-ترجمہ مثنوی مولوی معنوی (فارسی-اردو)

تصنیف: مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: قاضی سجاد حسین، لاہور: الفیصل، ت ن-ج ۱-۶

۱۶-الترغیب والترہیب (عربی)

از حافظ زکی الدین عبدالعظیم ابن عبدالقوی المنذری، تحقیق: مصطفیٰ محمد عمارۃ، دمشق: دار الایمان، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء-ج ۲

۱۷-تفسیر چرخی (فارسی)

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، قندھار (افغانستان): انتشارات حاجی عبدالغفار و پسران، مطبع: اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور، ۱۳۳۱ھ

۱۸-جامع صغیر (عربی)

تالیف: جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، مصر: شرکہ مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ت ن-ج ۲

۱۹-جنگ، روزنامہ (کراچی):

۹ جنوری ۱۹۸۲ء، بشکریہ محترم جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد۔

۲۰-حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء (عربی)

از حافظ ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی، بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء-ج ۴

۲۱-خزینۃ الاصفیاء (فارسی)

از مفتی غلام سرور لاہوری، کانپور، مطبع منشی نولکشور، ۱۳۳۲ھ، ج ۱-۲

Marfat.com

۲۲- دانش فصل نامہ رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد:

بہار ۱۳۶۴ھ ش/ ۱۴۰۵ھ۔ ش ۱، ۲، ۳

۲۳- الدر المنثور (عربی)

از جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ، بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔ ج ۱

۲۴- دیوان حکیم سنائی (فارسی)

بکوشش مظاہر صفا، تہران: مؤسسہ مطبوعاتی امیر کبیر، ت ن

۲۵- رجال الطّوسی (عربی)

از ابی جعفر محمد بن الحسن الطّوسی، نجف اشرف، المکتبہ الحیدریہ، ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء

۲۶- رشحات عین الحیات (فارسی)

از علی بن ملا حسین واعظ کاشفی، کانپور: مطبع نولکشور، ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء

۲۷- سفینۃ الاولیاء (فارسی)

از دارا شکوہ، کانپور: ۱۸۸۴ء

۲۸- سلسلہ نقشبندیہ (فارسی)

از محمد طاہر بن طیب خوارزمی، شمارہ ۶۹، مخزونہ از بکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لائبریری۔ ازبکستان

۲۹- سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (اُردو):

تحقیق و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، لاہور: میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۱۹۹۷ء

۳۰- شذرات الذہب فی اخبار من ذہب (عربی)

از عبدالحی بن العماد الحنبلی، بیروت، دارالفکر، ت ن۔ ج ۲

Marfat.com

۳۱-شرح مثنوی معنوی (فارسی)

نگاشتہ: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔ ج ۲

۳۲-صحیح البخاری (عربی)

از امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفیؒ، ریاض: دارالاسلام، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء

۳۳-الضعفاء (عربی)

از عقیلی، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ت ن۔ ج ۴

۳۴-فقرات (فارسی)

تالیف: خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، نسخہ خطی ش ۵۶۸۵، مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد

۳۵-فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی (فارسی)

از خانبابا مشار، تہران: بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، ۱۳۴۲ھ ش۔ ج ۲

۳۶-فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی پاکستان (فارسی)

(اُستاد) احمد منزوی، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۰۴۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔ ج ۱، ۳

۳۷-فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش (فارسی)

تالیف: محمد نذیر رانجھا، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء

۳۸-فیروز اللغات (فارسی)

از مولوی فیروز الدین، لاہور: فیروز سنز، ۱۹۶۸ء

Marfat.com

۳۹-القرآن الکریم (مترجم اُردو)

ترجمہ: مولانا فتح محمد جالندھریؒ، لاہور: تاج کمپنی، ت ن

۴۰-قرآن مجید (مترجم اُردو)

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۳۷۱ھ

۴۱-کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون

تالیف مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ وبکاتب چلپی، استنبول: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء، ج ۲

۴۲-کلیات شمس یا دیوان کبیر (فارسی)

ازمولانا جلال الدین محمد بلخی رومیؒ، باتصحیحات وحواشی: بدیع الزمان فروز انفر، تہران: انتشارات دانش گاہ، ۱۳۳۹ھ ش-ج ۵، ۶، ۸

۴۳-کنز العمال فی سنن الاقوال والأفعال (عربی):

از علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہانفوری قدس سرہ، بیروت: مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء-ج ۱، ۱۱

۴۴-مثنوی معنوی (فارسی)

ازمولانا ل الدین محمد بن محمد بن الحسین البلخی ثم الرومیؒ، بہ تصحیح: رینولڈالین نیکلسون، بہ اہتمام: دکتر نصراللہ پور جوادی، تہران: مؤسسہ انتشارات امیر کبیر، ۱۳۶۳ھ ش-ج ۱-۶

۴۵-مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی)

از حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی، بیروت: مؤسسہ المعارف، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء ج ۱

۴۶-مرصاد العباد (فارسی)

ازنجم الدین ابوبکر محمد بن شاہاور بن انوشیروان رازی، معروف بہ دایہؒ، بہ اہتمام: دکتر محمد امین ریاحی، تہران: بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، ۱۳۵۲ھ ش

Marfat.com

۴۷-مشکوٰۃ المصابیح (عربی)

از شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، کراچی: ایچ ایچ سعید کمپنی، ت ن

۴۸-مطلب الطالبین (فارسی)

از ابوالعباس محمد طالب، نسخہ خطی شمارہ ۸۰، مخزونہ ازبکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لائبریری۔ ازبکستان

۴۹-معارف، مجلّہ (اردو)

علی گڑھ (انڈیا)، ستمبر ۱۹۵۱ء، ج ۶۸

۵۰-المعجم الکبیر (عربی)

از حافظ ابی قاسم سلیمان ابن احمد طبرانی، طبع عراق، ت ن- ج ۲

۵۱-مکتوب گرامی مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہ

بنام احقر مترجم، مؤرخہ ۸ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ/ ۸ جنوری ۱۹۷۹ء، از خانقاہ سراجیہ شریف، کندیاں ضلع میانوالی

۵۲-مکتوب گرامی جناب نجدت طوسون زادلطفہ

بنام احقر مترجم، مؤرخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۹۷ء، از استنبول- ترکی۔

۵۳-منطق الطیر (فارسی)

از شیخ فریدالدین عطار نیشاپوریؒ، لاہور: شیخ مبارک علی- ت ن

۵۴-نائیہ، رسالہ (فارسی)

از حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ، با مقدمہ و حواشی: (استاد) خلیل اللہ خلیلی، کابل: انجمن تاریخ افغانستان، ۱۳۵۲ھ ش (باضمیمہ نائیہ جامیؒ)۔

Marfat.com

۵۵-نسمات القدس (اردو)

تألیف خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ، مترجم: سید محبوب حسن واسطی، سیالکوٹ، مکتبہ نعمانیہ، ۱۴۱۰ھ

۵۶-نفحات الانس (فارسی)

از مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ، لاہور: مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس، ت ن

۵۷-ہفت اقلیم (فارسی)

تالیف: امین احمد رازی، با تصحیح و تعلیق: جواد فاضل، تہران: کتاب فروشی علی اکبر علمی، ت ن

۵۸

Encyclopaedia Iranica, London: 1990, V.4 (PP819-820, CARKI, BY HAMID ALGAR).

-۵۹

Le Sufi et Le Commissaire, Bennigsen and C. Lemercier, Quelquejay, Paris, 1986.

(بتشکر دانشمندار جمند و دوست مہربان جناب نجدت طوسون، استنبول، ترکی)

Marfat.com

Marfat.com

جمعیۃ پبلیکیشنز

Marfat.com